

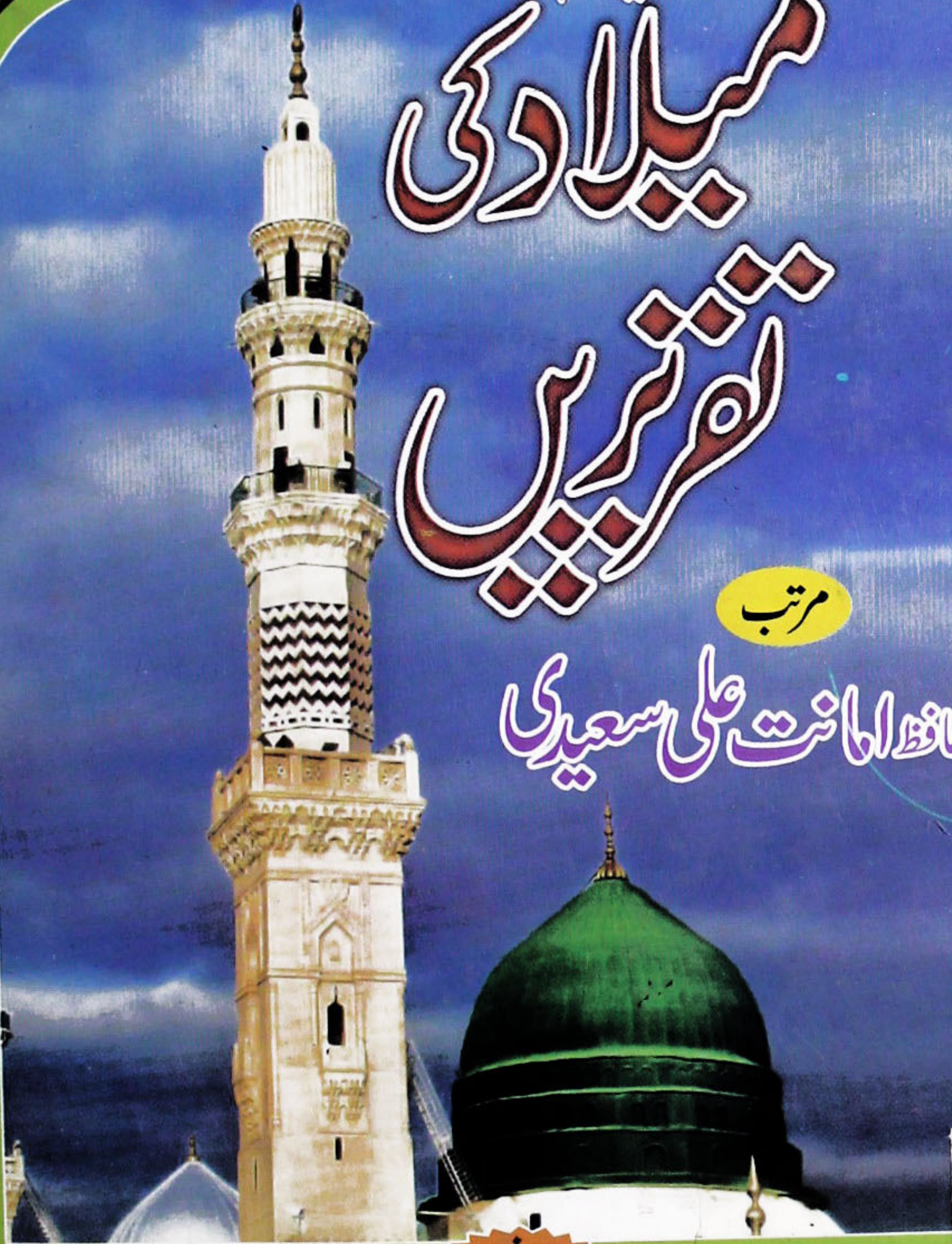
صلى الله عليه وسلم

میلاد کی

تہنیں

مرتب

حافظ امانت علی سعیدی



ناشر

حماد احمد جاوید فاروقی پبلشرز لاہور

فون: 0342-4584608



# میلااد کی تقریریں

DATA ENTERED

مرتب

حافظ امانت علی سعیدی

ناشر

حماد احمد جاوید فاروقی پبلشرز لاہور

فون: 0342-4584608

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	مرتب	صفحات	سن اشاعت	تعداد	قیمت	ناشر
میلا د کی تقریریں	_____	_____	_____	_____	_____	_____
حافظ امانت علی سعیدی	_____	_____	_____	_____	_____	_____
297-54 6732 م 125593	352	_____	2015ء	1100	_____	_____
_____	_____	_____	_____	_____	_____	_____
_____	_____	_____	_____	_____	_____	_____

احمد جاوید فاروقی پبلشرز،  
داتا دربار مارکیٹ، لاہور  
0342-4584608

## انتساب

میں اپنی اس کاوش کو اپنے استادِ گرامی  
 حضرت مولانا الحاج نذیر حسین شاہ صاحب برکاتی رحمۃ اللہ علیہ  
 فاضل جامعہ رضویہ فیصل آباد کے نام سے منسوب کرتا ہوں۔

حافظ امانت علی سعیدی

موسمِ شہری

۱۰/۱۰

## معیارِ حق

تحریر: سردار محمد اکرم بٹر (ایم۔ اے)

چیف ایڈیٹر: سہ ماہی مجلہ نوید سحر

نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

خیمہ افلاک ایستادہ اسی نام سے ہے

سید کائنات، سرورِ عالم، امام المرسلین، خاتم النبیین ﷺ کی سیرت طیبہ وہ ”آئینہ“ ہے جس میں انسانیت کا چہرہ ہر انداز اور ہر زاویے سے دیکھا جاسکتا ہے۔ اسوہ حسنہ ایسا ”معیارِ حق“ اور مقیاس حقیقت ہے جس کی کسوٹی پر احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

سیرت رسول عربی ﷺ ایک ایسا نشانِ منزل، رہبر و ہادی اور ضابطہ حیات ہے جو گود سے گورتک انسانیت کی رہنمائی کرتا ہے۔ معاشرتی اُتار چڑھاؤ، زمانہ کے تلخ و شیریں انداز، زندگی کی پگڈنڈیوں پر سفر صرف ایک ہی سہارے اور رہبرِ اعظم کی رہنمائی میں محفوظ و نامون طے ہو سکتا ہے اور وہ Roadmap یا ضابطہ حیات، سیرت رسول عربی ﷺ کے روشن چراغ ہیں۔ یہ دعویٰ محض جذبات عقیدت کی بنیاد پر نہیں بلکہ تاریخِ عالم کی علمی و عملی شہادتیں اس کی توثیق و تصدیق کرتی ہیں۔

محبوب خدا رحمۃ اللعالمین ﷺ کی حیات ظاہری کا ایک ایک لمحہ، ہر ہر ادا محفوظ ہے۔ ہر دور میں عاشقانِ امام الانبیاء ﷺ نے تقریر و تحریر اور نظم و نثر میں اپنے آقا کریم ﷺ کی سیرت محمدیہ کے مہکتے پھولوں کو جمع کر کے آنے والی نسلوں تک پہنچانے کی ذمہ داری اور فریضہ احسن انداز میں ادا کیا ہے۔

14 صدیاں گزر گئیں غلامانِ مصطفیٰ ﷺ اپنی اپنی بساط اور اپنے اپنے انداز میں بارگاہِ مصطفوی میں نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ اپنی حیات مستعار کو آقا ﷺ کے نام پر قربان کرنے کے بعد بھی یہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ

بعد از خدا بزرگ توئی

اور ساتھ ہی اپنی کوتاہ قامتی اور بے بضاعتی کا اظہار بھی کر دیتے ہیں۔ حدیث مصطفیٰ، سیرت نبوی اور محامد و محاسن سید کائنات پر ہر دور میں بے بہا کتب اور مجموعے لکھے گئے۔ خطیبان اسلام اور واعظان شیریں بیان نے میدان خطابت میں ایسے ایسے جوہر دکھائے کہ تاریخ کے صفحات کو روشن کر گئے کیونکہ زبان کی فصاحت و بلاغت، اللہ تعالیٰ کی خصوصی عطاء ہے جسے چاہتا ہے نوازتا ہے۔ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام اپنے اپنے دور کے بلند مرتبہ خطیب اور فصاحت و بلاغت کی تمام خوبیوں سے بہرہ ور تھے۔ دلوں میں انقلاب پیدا کر دینا، آنکھوں سے اشکوں کی برسات رواں کر دینا، انسانی قافلوں کے رخ موڑ دینا ان کی خطابت کا معمولی کرشمہ رہا ہے۔

انبیاء کرام کے صدقے میں ان کے جانشینوں کو یہ دولت اور ورثہ وافر مقدار میں عطا ہوا۔ صحابہ و صلحا اور آئمہ دین کے فصیح و بلیغ خطبات بھی تاریخ کا حصہ ہیں۔ پھر یہ سلسلہ تاریخ کا سفر طے کرتا ہوا ہم تک پہنچا علماء و مشائخ بھی گلشن اسلام کے وہ مہکتے پھول ہیں جن کی خوشبوؤں سے سارا جہان مہک رہا ہے۔

صدیوں سے پھول گلستان اسلام کو خوشبوئے رسول سے مہکاتے رہے ممتاز ادیب و قلم کار اور قافلہ رضا کے ہدی خواں حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسے خطیبوں اور مقررین کی تقاریر سننے کا موقع ملا جو اپنی زور بیانی سے چلتے قافلوں کو روک دیا کرتے تھے جو ساری سازی رات تقریر کرتے تو سامعین کو اکتانے نہ دیتے۔ بعض ایسے خوش کلام خطیبوں کو سننے کا بھی موقع ملا جنہیں سن کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ:

آتی ہے ندی فرازِ کوہ سے گاتی ہوئی

کوثر و تسنیم کی موجوں کو شرماتی ہوئی

مجھے ایسے جلسوں میں جانے کا موقع ملا جن میں مقرر اپنی تقریر سے سامعین کو مسحور کر دیتا اور صبح کی اذان تک مجال ہے کوئی شخص مجمع چھوڑ کر جائے۔ اکثر مقررین کو سنا تو یوں گمان ہوتا ہے کہ:

بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول میں

بات دور نکل گئی، میں ذکر کر رہا تھا کہ ہر دور میں علماء و مشائخ کی سیرت مقدسہ کر اپنے اپنے خطبات و واعظ کا محبوب ترین موضوع بنایا اور میدان خطابت کے

شہسواروں نے تاریخ کے صفحات پر انٹ نقوش چھوڑے ہیں۔

زیر مطالعہ مجموعہ خطابات بھی تاریخ کے ان بلند پایہ نفوس قدسیہ کی تقاریر کا گلدستہ ہے جن پر فصاحت و بلاغت کو ناز ہے جن ہستیوں کے تذکرہ کے بغیر تاریخ خطابت نامکمل اور ادھوری رہ جائے گی۔ گلشن اسلام کے گلہائے رنگارنگ میں ایسے ایسے نام آتے ہیں جن کی عظمت کردار کے سامنے بڑے بڑے سورما سر جھکائے نظر آتے ہیں۔

حافظ امانت علی سعیدی کا ایک عرصہ سے تذکارِ اخبار کی خوشبوؤں سے مشام جان مہکانے کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ انہوں نے انتہائی سادگی اور بلند ہمتی سے اپنا مشن جاری رکھا ہوا ہے لہذا عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر اکابر علماء و مشائخ اہلسنت کے خطبات کو جمع کر کے فروغِ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کارواں میں اپنا نام لکھوا لیا ہے۔

انہوں نے غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کشتہٴ عشقِ امام الانبیاء ابوالنور محمد بشیر کوٹلی لوہاراں رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ، ابوالبیان علامہ سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ بلبلِ چمنستان اسلام خطیب اعظم مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ واعظ خوش الحان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ، خطیب لاثانی علامہ عبدالوحید ربانی رحمۃ اللہ علیہ، جگر گوشہ غزالی زماں خطیب بے بدل حضرت صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی، مفتی خان محمد قادری خطیب شہیر علامہ حافظ محمد فاروق خان سعیدی اور قاری محمد دین نعیمی جیسے نابغہ روزگار پاکانِ امت کے فصیح و بلیغ خطبات کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔

اب قارئین محترم سے گزارش ہے کہ ان خطبات کو محض تقاریر سمجھ کر نہ پڑھیں، صرف لذتِ ذہن، وقت گزاری اور مطالعاتی تسکین کے لئے نہ دیکھیں بلکہ انہیں علم و حکمت کے گوہر ہائے تابدار، تعلیمِ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نادر اور نایاب موتی سمجھ کر اپنے دل کی تجوری میں بند کر لیں۔ کیونکہ یہ چیزیں عام نہیں ہوتیں بلکہ یہ آفتابِ نبوت کی ایسی روشن کرنیں ہیں جو ہمارے دل و جان کو نورِ ایمان سے منور کرتی ہیں۔

مرے خلوص کا بدلہ بتاؤ کیا دو گے

تمہاری بزم میں آبِ حیات لایا ہوں

آخر میں مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا برادرِ حماد احمد جاوید فاروقی پبلشرز کو کہ

وہ اس گوہرِ نایاب کو عشاقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کا ذریعہ بن رہے ہیں۔

آمین یا رب العالمین



# آدم حسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

خطاب

امام اہلسنت علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

بمقام ملتان شریف

## فہرست

10	نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
12	ایک شبہ کا ازالہ
14	ایک شبہ کا ازالہ
14	ایک اور شبہ کا ازالہ
15	ایک شبہ کا ازالہ
15	احسان کی بنیاد
16	ایک شبہ کا ازالہ
16	بے عیب نعمت
17	عبد اور معبود کا فرق..... ایک شبہ کا ازالہ
18	معلم الاخلاق
18	نجاست کی قسمیں
19	قربِ مصطفوی

محترم حضرات!

چند گزارشات پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کلمۃ الحق میری زبان پر جاری فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق سننے، حق سمجھنے، حق قبول کرنے اور حق پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

محترم حضرات!

رسول اللہ ﷺ کی ولادتِ باسعادت کا عنوان اتنا وسیع ہے کہ اس پر سیر حاصل گفتگو ہو ہی نہیں سکتی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ جا بجا حضور ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر فرماتا ہے۔

(۱) لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ

(حضور ﷺ کی تشریف آوری کا بیان ہے)

(۲) قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ

(حضور ﷺ کی تشریف آوری کا بیان ہے)

(۳) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا

(پیارے نبی ﷺ! ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا)

(۴) وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

یہ سرکار کی تشریف آوری کا بیان ہے۔ قرآن مجید و فرقان حمید، حضور ﷺ کی آمد، حضور ﷺ کی بعثت، حضور ﷺ کے ارسال اور سرکار کے تشریف لانے کے ذکر سے بھرا ہوا ہے۔

یہ عنوانات جو قرآن کریم نے اختیار فرمائے، یہ اس بات کی دلیل ہیں کہ حضور اکرم ﷺ مَوْصُوحٌ وَبَارِكٌ وَسَلَّمَ کی ولادتِ باسعادت، حضور ﷺ کی بعثت اور سرکار کے ارسال کے ذکر میں، ہن تمام اوصاف کو بیان کیا جائے جو اس

ضمن میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ نے بیان فرمائے ہیں۔

اب آپ غور فرمائیں کہ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ میں حضور ﷺ وَصَحْبِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ کی تشریف آوری کے ساتھ لفظ ”نور“ فرمایا۔ یہ سرکار کی کمال منقبت ہے کہ سرکار ”نور“ ہیں اور سرکار ایسا نور ہیں کہ جس میں کوئی قید نہیں۔ آپ ہر اعتبار سے نور ہیں۔ یہ نہیں کہ وہ فقط نور ہدایت ہیں یا نور نبوت یا نور رسالت یا یہ کہ وہ فقط علمی طور پر نور بن کر آئے ہیں یا فقط ایمان اور عمل کے اعتبار سے نور ہیں یا صرف جسمانی اعتبار سے نور یا روحانی اعتبار سے نور ہیں۔ کوئی قید، کوئی تخصیص نہیں اور یہ مطلق ہے۔

المُّطَلَّقُ يَجْرِي عَلَى إِطْلَاقِهِ ○

مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہتا ہے۔

نور مصطفیٰ ﷺ

اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ ”جو نور تمہارے پاس جلوہ گر ہوا یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تمہارے پاس تشریف لائے تو آپ کے بارے میں یہ بات مت کہنا کہ وہ فقط جسمانی طور پر نور ہیں۔ نہیں۔ وہ جسمانیت کے اعتبار سے نور ہیں، وہ روحانیت کے اعتبار سے بھی نور ہیں۔ ان کا ہر قول نور، ان کا ہر فعل نور، وہ نورِ علم اور نورِ ایمان سب کے جامع ہیں۔ وہ صرف ظاہری نور نہیں بلکہ وہ باطنی نور بھی ہیں۔ وہ محض حسی نور نہیں بلکہ وہ معنوی نور بھی ہیں۔ وہ صرف عالم دنیا کا نور نہیں بلکہ وہ عالم آخرت اور عالم برزخ کا بھی نور ہیں۔ آپ عالم بیداری اور عالم خواب کا بھی نور ہیں۔ آپ بلا قید، بلا تخصیص نور ہیں۔ آپ نور مطلق ہیں۔ (قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ إِلَى آخِرَةٍ) حضور ﷺ تشریف لائے تو مطلب یہ ہے کہ جب سرکار کے آنے کا ذکر کرو تو ان صفات کو بھی ساتھ ہی بیان کرو کہ حضور

کیسے ہیں! آپ نور کامل ہیں، آپ نور اکمل ہیں، آپ نوروں کا بھی نور ہیں۔  
 علامہ سید محمود الوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر ”روح المعانی“ میں اس  
 آیت (قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ) کا ترجمہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے:

نور الأنوار وَ نَبِيُّ الْمُخْتَارِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نور کے نور اور مختار نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

انوار جمع ہے، اس پر الف لام ہے، جمع پر الف لام ہو تو استغراق کے  
 معنی ہوتے ہیں۔ کیا مطلب؟ یعنی کائنات کے ہر نور کا نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔  
 اگر آپ کا نور جسم سے نکال لیں تو جسم بے نور ہو جائے گا۔ میرے آقا وہ نور  
 ہیں، اگر نور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو نکال لو تو نور بھی بے نور ہو جائے گا۔ کائنات  
 میں کسی نور کا ہونا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کا صدقہ ہے۔

عزیزانِ محترم!

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے کیا اچھی بات کہی ہے۔ وہ

فرماتے ہیں:

لَمْ أَرْقُبْهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: سرکار کی مثل نہ ہم نے کبھی پہلے دیکھا ہے اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دیکھا ہے۔  
 (مشکوٰۃ شریف، جلد دوم ثانی، ص ۵۱، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد پنجم، ص ۳۸۳)  
 آپ بے مثل نور ہیں اور آپ کی شان یہ ہے کہ رب العزت جل جلالہ  
 وعم نوالہ نے فقط آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو بے مثل نہیں بنایا بلکہ آپ کی ہر صفت کو  
 بے مثل بنایا ہے۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جس صفت کو لیں گے، بے مثل پائیں گے۔  
 یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صفت وجود میں بھی بے مثل ہیں۔ کیا مطلب؟ اس کا  
 مطلب ہے کہ کسی کا وجود، کسی کا پایا جانا ایسا نہیں، جیسا میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا پایا جانا

ہے۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد بحوالہ مکتوبات شریف کہ:  
 در عالم امکان مثل او متصور نیست  
 عالم امکان میں سرکار کی مثل متصور نہیں۔

### ایک شبہ کا ازالہ:

کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ جب سرکار کی ہر صفت بے مثل ہے تو ممکن ہونا بھی تو ایک صفت ہے۔ وجود بھی ایک صفت ہے۔ وجود اللہ کی صفت ہے اور امکان کائنات کی صفت ہے اور امکان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی صفت ہے۔ تو ہر ممکن کا امکان ایک ہی جیسا ہے تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بے مثل نہ رہی۔

تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”جس امکان کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ممکن ہیں، اس امکان کا تصور عالم امکان میں نہیں پایا جاتا“۔ اب میں اس کی تفصیل کیا بیان کروں؟ یہ ایک علمی نکتہ تھا جو مجدد الف ثانی نے بیان فرما دیا۔ میں اتنا کہہ دیتا ہوں کہ ہر ایک کا امکان اس کی ذات سے متعلق ہوتا ہے لیکن سرکار کا امکان عالم امکان کی پناہ گاہ ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امکان نہ ہوتا تو امکان کسی کی صفت نہ ہوتی۔

یعنی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات عالم امکان میں کوئی بھی بیان نہیں کر سکتا۔ بہر حال میں آپ کو بتا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے قرآن پاک میں جا بجا سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر عجیب انداز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد بیان فرمائے اور پھر ہم کون ہیں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں بیان کریں؟ بقول غالب دہلوی:

غالب ثنائے خواجہ بایزداں گزاشتیم

کآں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

غالب نے کہا کہ ہم کون ہیں کہ سرکار کی ثناء کریں۔ ہم نے تو سرکار کی ثنا کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا کہ اے اللہ! جیسا تو نے ان کو بنایا ویسا ہی ہم کو بتا دے۔ جو ثنا تو اپنے محبوب کی کرے گا، وہ ہم کر ہی نہیں سکتے۔

حضور ﷺ کا ذکر ولادتِ باسعادت ہے، نکثیت، بعثت، ارسال اور تشریف آوری کے ذکر سے قرآن پاک مملو ہے۔ جیسے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ  
وَسِرَاجًا مُنِيرًا ○ (۲، آیت ۴۶، سورہ احزاب، پ ۲۲)

ترجمہ: اے نبی (ﷺ)! بے شک ہم نے آپ کو مشاہدہ کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور (عذاب) سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلانے والا اور روشن کرنے والا آفتاب۔

کہ جب میرے محبوب کے آنے کا ذکر کرو تو ان سب صفتوں کو بیان کرو اور اب کوئی حضور ﷺ کی ایک صفت بھی بیان کرے تو سارا جہان ختم ہو جائے گا تو ایک صفت کا بیان ختم نہ ہوگا۔

تو جو آیت کریمہ شروع میں، میں نے پڑھی، اس کے پیش نظر ایک بات عرض کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ○

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین پر بہت بڑا احسان فرمایا۔

إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا - جب ان میں عظمت والا رسول بھیج دیا۔ یہاں دو باتیں قابل توجہ ہیں۔

(۱) ایک بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ احسان کن لوگوں پر جتا رہا ہے؟ علی المومنین۔ قیامت تک ہر مومن پر اللہ تعالیٰ کا یہ ایک بہت بڑا احسان ہے اور جو یہ

کہے کہ مجھ پر احسان نہیں، وہ مومن ہی نہیں۔

### ایک شبہ کا ازالہ:

بعض لوگوں نے کہا کہ یہ احسان تو حضور ﷺ کے زمانہ والوں پر تھا۔ ہم تو حضور ﷺ کے زمانہ میں نہ تھے۔ ہم پر احسان کیسا؟ یہ لوگ اس آیت مبارکہ کو قیامت تک ایمان والوں کے لئے تمام نہیں سمجھتے تو پھر میں ان سے پوچھتا ہوں کہ:

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا

(سورہ نساء، آیت ۱۰۳)

ترجمہ: بے شک نماز ایمان والوں پر وقت مقرر کیا ہوا (فریضہ) ہے۔ جس طرح ہم یہاں نہیں کہہ سکتے کہ نماز بھی حضور ﷺ کے زمانہ کے ایمان والوں کے لئے تھی تو وہاں بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ کا احسان حضور ﷺ کے زمانہ کے لئے تھا۔ جس طرح نماز قیامت تک آنے والے ہر مومن پر فرض ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ احسان قیامت تک آنے والے ہر مومن کی گردن پر ہے۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ احسان کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(الف) ایک ”احسان کرنے والا (حسن) اللہ ہے“۔ کن پر؟ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ۔

(ب) قیامت تک آنے والے مومنین پر۔

(ج) کس بنیاد پر اِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا وَهُوَ احْسَانٌ كِي بِنْيَادِ رَسُولٍ كِي ذَاتِ هِي۔

### ایک اور شبہ کا ازالہ:

شاید کوئی یہ کہے کہ احسان کی بنیاد بعثت ہے تو تب بھی ٹھیک ہے۔ کیونکہ بعثت وصف ہے۔ وصف بغیر موصوف کے پایا نہیں جاتا۔ احسان کی بنیاد



ہی نعمت (موصوف) حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ شہری۔

محترم حضرات!

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ احسان جتانے کا حق احسان کے باقی رہنے تک ہے کہ نہیں؟ کیونکہ جب تک احسان (نعمت) باقی ہے، احسان جتانے کا حق باقی ہے یعنی کوئی کسی کو کوئی نعمت دے اور پھر واپس لے لے اور کہے کہ ”میرا تجھ پر احسان ہے؟“ نعمت لینے والا کہے گا، ”بھائی! آپ نے مجھ پر احسان کیا تھا مگر تم نے وہ نعمت مجھ سے لے لی۔ اب تمہارا مجھ پر کا ہے کا احسان؟“ معلوم ہوا احسان کی بنیاد نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم (نعمت کبریٰ) کی بنیاد پر قیامت تک آنے والے مومنین پر احسان فرمایا۔

ایک شبہ کا ازالہ:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے ان کو واپس لے لیا۔

محترم حضرات!

میں پوچھتا ہوں، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ قیامت تک مومنین کے لئے وہ احسان ہو اور وہ نعمت نہ ہو؟ صفت ہو موصوف نہ ہو؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ہم کلمہ طیبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ پڑھتے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں (تھے نہیں)۔ جب رسول ہیں تو بات ختم ہو گئی۔

احسان کی بنیاد:

احسان کی بنیاد نعمت ہے۔ اگر آپ مجھے ایک کھٹا انار یا کوئی گلاسٹرا پھل دے دیں اور پھر احسان جتائیں۔ یہ کیا احسان ہوا؟ سوچنے کی بات ہے۔ ہر نعمت، نعمت دینے والے کے شایان شان ہوتی ہے۔ اگر میں ایک چھوٹا سا رومال

دے کر احسان جتاؤں پھر بھی کچھ ہو سکتا ہے اور اگر بادشاہ وقت کسی کو ایک چھوٹا سا رومال یا ایک پیسہ دے کر احسان جتائے تو یہ اس کی شان کے لائق نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو رب العالمین ہے۔ وہ احکم الحاکمین ہے، الرحمن الرحیم ہے۔ وہ جس نعمت کا احسان جتائے گا، وہ نعمت بہت ہی عظیم ہوگی اور وہ نعمت اتنی عظیم ہے کہ اس میں کوئی کمی اور نقص ہے ہی نہیں۔

### ایک شبہ کا ازالہ:

اور پھر لوگوں کا یہ کہنا کہ انہیں دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔ وہ تو مجبور محض ہیں۔ انہیں کو کسی بات کا اختیار ہی نہیں۔ تو میں آپ سے پوچھتا ہوں جو نعمت مجبور محض ہو، کیا احسان جتانے کے قابل ہو سکتی ہے؟ نہیں ہو سکتی۔

### بے عیب نعمت:

محترم حضرات!

میرے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم ذات مقدسہ عمل کے اعتبار سے، اختیار کے اعتبار سے، کمالات کے اعتبار سے، حسن کے اعتبار سے، جمال کے اعتبار سے، فضائل کے اعتبار سے، محامد کے اعتبار سے، ظاہراً، باطناً، جسماً، روحاً، علماً، عملاً ہر اعتبار سے مکمل، اکمل ہیں۔ اگر علم میں، عمل میں نقص ہو تو وہ نعمت احسان جتانے کے قابل نہیں۔ اگر اس کے اندر کوئی عیب ہو تو وہ نعمت احسان جتانے کے قابل نہیں۔ معلوم ہوا کہ بے عیب رب نے ہمیں بے عیب نعمت عطا فرمائی ہے۔ اس لئے تو حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

خُلِقْتُ مَبْرَأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ  
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

ترجمہ: سرکار! آپ تو ہر عیب سے بالکل پاک پیدا ہوئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا

ہے کہ آپ کو تو حسب منشا پیدا کیا گیا ہے۔  
 اگر پیدا ہونے والے کو حسب منشا پیدا ہونے کا اختیار دے دیا جائے کہ  
 تو جس طرح چاہے حسن و جمال، خوبیاں، کمالات، اختیارات کے ساتھ پیدا ہو تو  
 پیدا ہونے والا کوئی نقص، کوئی عیب، کوئی کمی لے کر پیدا ہوگا؟ ہرگز نہیں۔

عبد اور معبود کا فرق..... ایک شبہ کا ازالہ:

اب ہم سے لوگ کہتے ہیں کہ بھائی تم تو شرک کی تعلیم کے لئے بیٹھے  
 ہو۔ اب تک تو ہم خدا کا بے عیب ہونا سنتے آئے اور تم نے رسول کو بے عیب کہہ  
 دیا۔ تم نے تو رسول کو اللہ بنا دیا۔ میں نے کہا:

سخن شناس نہ دلبر اخطا این است

ترجمہ: تو بات کو پہچاننے والا نہیں۔ اے دل لینے والے یہی تو خطا ہے۔  
 انہوں نے یہ نہیں سمجھا کہ اللہ کا بے عیب ہونا اللہ کی شان کے لائق ہے  
 اور مصطفیٰ کا بے عیب ہونا مصطفیٰ کی شان کے لائق ہے۔ اللہ معبود ہو کر بے عیب  
 ہے، حضور عبد ہو کر بے عیب۔ اللہ خالق ہو کر بے عیب ہے، مصطفیٰ مخلوق ہو کر بے  
 عیب۔ اللہ کے لئے اولاد کا تصور عیب ہے۔ قرآن میں ہے، ”یہودیو! عیسائیو! تم  
 میرے لئے اولاد ثابت کرتے ہو، میں اس سے پاک ہوں۔ کیونکہ یہ تو میرے  
 حق میں عیب ہے۔“ لیکن حضور تاجدارِ مدنی محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں  
 اولاد کا نہ ہونا، نسل کا منقطع ہونا عیب تھا۔ تو پتہ چلا اللہ تعالیٰ اپنی شان میں بے  
 عیب ہے اور مصطفیٰ اپنی شان میں بے عیب۔ اللہ تعالیٰ اپنی معبودیت میں بے  
 عیب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عبدیت میں بے عیب۔ اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت میں  
 بے عیب اور مصطفیٰ اپنی نبوت میں بے عیب۔ اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت میں بے عیب  
 ہے اور رسول اپنی رسالت میں بے عیب۔ اللہ تعالیٰ واجب ہو کر بے عیب اور

محبوب ممکن ہو کر بے عیب۔

یعنی محترم حضرات! اب بتائیے کہ شرک کا کوئی شبہ باقی رہا، سوائے اس کے کہ مسلمانوں کو بہکایا جائے۔

معلم الاخلاق:

محترم حضرات!

میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے عظمت والا رسول بھیج کر ایمان والوں پر بڑا احسان فرمایا ہے اور اس رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ ”يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ“ ایمان والوں پر اللہ تعالیٰ کا کلام تلاوت فرما کر اور تلاوت آیات الہیہ کی ضرب سے ان کے دلوں کے زنگ کو دور کرتا ہے اور جب ان کے دل صاف ہو جاتے ہیں ”وَيَعْلَمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ“۔

پھر ان کے پاک صاف اور ستھرے دلوں میں کتاب اور حکمت کے علم کو بھر دیتا ہے۔ کیونکہ کتاب (قرآن) اور حکمت کا علم بڑا پاک ہے اور پاک چیزیں پاک جگہوں میں ہی رکھی جاتی ہیں۔ اس کے اہل کون تھے؟ اس کے اہل صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی، علی مرتضیٰ دیگر صحابہ اہل بیت، تابعین، مجتہدین، اولیاء، اغواث، اقطاب، ابدال، نجباء، نقباء، صلحاء، شہداء، کاملین، مومنین، راسخین تھے۔ محترم حضرات ”یُزَكِّي“ کا فاعل حضور ہیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے والے ہیں اور ان کے غلام پاک ہونے والے ہیں۔

نجاست کی قسمیں:

محترم حضرات!

نجاست کی دو قسمیں ہیں۔ ایک حکمی اور دوسری حسی۔ جیسے شرک حکمی نجاست ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ - (سورة توبه، ۱۰، آیت ۲۷)

ترجمہ: اس کے سوا کچھ نہیں کہ مشرک سب ناپاک ہیں۔  
 کپڑا ناپاک، پانی سے پاک ہو جاتا ہے۔ مگر مشرک کی نجاست سات سمندروں کے پانی اور دنیا بھر کی فیکٹریوں کے صابن سے بھی دور نہیں ہوگی۔ مشرک کی نجاست سچے دل سے ایک دفعہ کلمہ طیبہ پڑھ لینے سے دور ہو جاتی ہے اور اب اگر کوئی ناپاک کپڑے کو کلمہ طیبہ پڑھ کر پاک کرنا چاہیے۔ لاکھ دفعہ کلمہ طیبہ پڑھ لے، کپڑا ناپاک ہی رہے گا۔ اس سے پتہ چلا کہ جس عالم کی نجاست ہوتی ہے، اسی عالم کا آلہ طہارت ہوتا ہے۔ کیونکہ شرک کی نجاست عالم محسوسات سے بالاتر ہے، یہ عالم غیر محسوس کی چیز ہے تو اس کے لئے آلہ طہارت بھی عالم غیر محسوس سے ہوگا اور پھر آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ فقط کلمہ طیبہ پڑھ لینے سے مشرک، کافر، منافق کی نجاست دور نہیں ہو جائے گی۔ اس لئے کہ جب تک کلمہ طیبہ کی تصدیق نہ ہو جائے اور ”لا الہ الا اللہ“ کی تصدیق بھی عالم غیر محسوس کی چیز ہے اور اگر نجاست پیشاب میں سے ہے تو اس کپڑے کو پاک کرنے کے لئے عالم محسوسات کا آلہ طہارت ہونا چاہیے اور وہ پانی ہے۔

قرب مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے تزکیہ کا نظام بہت عظیم ہے۔ میرے آقا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پاکی کا مرکز ہیں۔ کوئی ظاہر میں ہے، تب بھی پاک ہو رہا ہے اور کوئی باطن میں ہے تب بھی پاک ہو رہا ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ شرک کی نجاست جہاں ہو کلمہ بھی وہاں پہنچ جائے۔ تب دل پاک ہوگا اور جہاں کپڑے پر پیشاب لگ جائے، وہاں پانی پہنچ جائے۔ تب کپڑا پاک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا محبوب، ”اللہ کے کلام“ کی تلاوت کی ضرب لگا کر ایمان والوں کے دلوں کو پاک

کرتا ہے۔ تو جب پاک کرنے والے رسول ہیں تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایمان والا یہاں ہو، رسول وہاں ہوں؟ پاکی تب ہی ممکن ہے، جب مصطفیٰ مومن کے قریب ہوں اور مومن مصطفیٰ کے قریب ہو اور مجھے کہنے دیجئے کہ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم مومن کے دل میں جلوہ گر نہ ہو جائیں، مومن پاک ہو ہی نہیں سکتا۔ پاک کرنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب ہے۔ پاک کرنے کے لئے تو آپ تشریف لائے ہیں اور جو اپنے آپ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دور سمجھے، وہ پاکی سے محروم رہے گا۔  
محترم عزیزو!

اللہ کے رسول کو قریب سمجھو۔ اپنے دلوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے لبریز کر لو۔ میں سمجھتا ہوں ”المرء مع من احب“۔ جس سے محبت ہوگی، آدمی اس کے ساتھ ہوگا۔ محبت کامل ہوگی تو معیت بھی کامل ہوگی۔ محبت ناقص ہوگی تو معیت بھی ناقص ہوگی۔ اس لئے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل حق فرمایا۔  
لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔

(۱) بخاری شریف کتاب الادب باب علامة الحب فی اللہ جلد دوم صفحہ ۹۱۱۔ مشکوٰۃ شریف باب الحب فی متفق علیہ صفحہ ۴۲۶، شفاء شریف جلد دوم، صفحہ ۱۶، شرح شفاء للفقاری والخفاجی جلد سوم، صفحہ ۳۲۸، مسند امام احمد بن حنبل جلد اول صفحہ ۲۹۲، جلد سوم صفحہ ۱۰۳، مقاصد حسنہ صفحہ ۵۹۳ حدیث نمبر ۱۰۱۱، جامع صغیر للسیوطی جلد دوم صفحہ ۱۸۵۔  
(۲) تفسیر مظہری جلد ۷، سورۃ احزاب صفحہ ۲۸۶، بخاری شریف جلد اول صفحہ ۷، متفق علیہ! مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۱۲، صحیح مسلم شریف جلد اول صفحہ ۴۹، رواہ احمد فی مسند والشیخان۔ والنسائی وابن ماجہ، الجامع الصغیر للسیوطی جلد دوم صفحہ ۲۰۴، کنز العمال جلد اول حدیث نمبر ۷، صفحہ ۳۱، شفاء شریف جلد دوم صفحہ ۱۵ (ماخوذ مقام رسول)، انوار محمدیہ للعلامة النبھانی جلد اول صفحہ ۴۱۰، التوسل بالنبی وبالصالحین صفحہ ۱۱۷۔

# میلااد مصطفیٰ ﷺ

خطاب

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

## فہرست

23	تین چیزیں
23	میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
25	فضیلتِ نبوت
26	دعا مغفرت
27	ایمان کی قسمیں
29	فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
30	برکاتِ میلاد
30	بدعت کی قسمیں
32	تعظیمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۴۵۵۹۳



حضرات محترم! رب العالمین نے اس آیت کریمہ میں اپنے حبیب ﷺ کا میلادِ پاک بیان فرمایا۔ مگر غور طلب امر یہ ہے کہ سرکار کی تشریف آوری تو سب کو معلوم ہو چکی تھی بلکہ مسلمان نے تو انہیں مان کر قرآن کو پہچانا۔ پھر جانی مانی ہوئی چیز قرآن کریم نے کیوں بتائی۔

### تین چیزیں:

تین چیزیں اور بھی قابل غور ہیں۔

جَاءَكُمْ سے مراد کیا ہے۔

مِنْ أَنْفُسِكُمْ کا مطلب کیا ہے۔

عزیز علیہ سے فائدے کیا حاصل ہوئے۔

بِالْمُؤْمِنِينَ رَوْفٌ رَحِيمٌ کے نکات کیا ہیں۔

(۱) تشریف آوری کی خبر دینے میں دو حکمتیں ہیں۔ ایک تو حضور ﷺ کی

شان کا اظہار۔ دوسرے مسلمانوں پر احسان۔ جب حکومت کا وزیر خاص کہیں بھیجا

جاتا ہے تو اُس کی خبر پہلے دی جاتی ہے۔ وہاں پہنچنے پر دھوم مچ جاتی ہے کہ وہ

آگے وہ آگے۔ آمد محبوب سے پہلے جو نبی تشریف لائے حضور ﷺ کی بشارت

دیتے۔ ان کی دعائیں مانگتے، اُن کے گن گاتے آئے، گذشتہ کتابوں نے آمد کی

دھوم مچائی۔ آخری کتاب نے قیامت تک کے لئے اُن کی تشریف آوری کی دھوم

مچادی کہ نمازی نماز میں، قرآن خواندہ تلاوت قرآن میں ان کا میلاد خوان

رہے۔ حق تو یہ ہے کہ اسلام کی ہر عبادت میں میلاد ہے۔

میلادِ مصطفیٰ ﷺ:

مسلمانوں پر یہ احسان ہے کہ وہ محبوب سے مشرف ہوئے۔ ورنہ چھپی

امتیں اور ان کے نبی تمنا میں ہی کرتے رہے۔ ہر نمازی نماز میں میلاد پڑھتا ہے کہ جماعت میں قیام بھی ہوتا ہے۔ الجمع بھی ہاتھ باندھے صف بستہ قیام بھی کرتا ہے اور ذکر آمد محبوب بھی، یہ ہی میلاد کی حقیقت ہے، کلمہ میں ہے محمد رسول اللہ، رسول کے معنی ہیں بھیجے ہوئے بھیجنا چاہتا ہے آمد کو، لہذا یہاں بھی آمد کا ذکر ہے کون سی عبادت ہے کہ جہاں حضور ﷺ کی رسالت کا چرچا نہ ہو۔ تمام عبادات میں میلاد ہے اور میلاد سنت الہیہ بلکہ پیغمبروں اور فرشتوں کی سنت ہے۔

لَقَدْ حَرَفْنَا كَيْدَ وَهَانَ بُولَا جَاتَا هِيَ۔ جہاں کوئی منکر ہو۔ چونکہ حضور انور ﷺ کی آمد کا بھی لوگوں نے انکار کیا اور رسالت کا بھی اور باقی صفات مذکورہ کا بھی اس لئے یہاں لَقَدْ لَانَا بہتر ہوا۔ جاء کم میں خطاب قیامت تک کے مسلمانوں سے ہے۔ فقط اہل عرب سے ہوتا تو اس میں زیادہ درجہ ظاہر نہ ہوتا کہ تمام انبیاء کی رسالت اور ان کی تشریف آوری بیان فرمائی گئی اور حضور ﷺ کسی خاص قوم کے نبی نہیں بلکہ سب کے نبی ہیں، تو اب معنی ہوئے کہ اے مسلمانو تم سب کے پاس رسول تشریف لائے، کیسے آئے ایسے آئے کہ:

ہر مسلمان کے دل میں ہیں۔

خیال میں ہیں۔

گھر میں ہیں۔

قبر میں ہیں۔

کون سی جگہ ہے۔ جہاں وہ نہیں لَقَدْ جاء کم نے فرمایا کہ تم جہاں بھی ہو رسول تمہارے پاس ہیں اور مسلمان تو ہر جگہ ہیں رسول بھی ہر جگہ۔ دیکھو لَحِيَاتٍ مِّنْ حُضُورٍ كُونِذَا سَلَامٌ يَّهَى۔ معلوم ہوا کہ قلب مومن میں موجود ہیں دیکھو اشعة المنعات باب التشہد) تنہا گھر میں جاؤ۔ حضور کو سلام کرو۔ معلوم ہوا

کہ ہر مسلمان کے گھر میں ہیں۔ جب کان میں خود بخود آواز آئے درود شریف پڑھو۔ کیونکہ وہ حضور ﷺ کی آواز ہے، دیکھو شامی اور مدارج۔ جب قبر میں مردہ جائے۔ کہیں بھی مرے۔ کسی جگہ دفن ہو۔ حضور ﷺ کی زیارت۔ معلوم ہوا کہ ہر جگہ ہیں حجاب ہماری طرف سے ہے۔ بعض اولیاء ہر جگہ حضور ﷺ کو دیکھتے ہیں۔

گرچہ صد مرحلہ دورم زبہ پیش نظر وجہہ فی نظری کُلَّ غَدَاةٍ وَعَشِي  
رسول کے ساتھ کوئی قید بیان نہ ہوئی کہ عرب کے رسول یا نجم کے فرشتوں کے یا  
عرشیوں کے۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ سب ہی کے رسول ہیں حتیٰ کہ  
رسولوں کے رسول ہیں۔ آپ شمس ہیں باقی سب تارے دیکھو قصیدہ بردہ:

فَإِنَّكَ شَمْسٌ فَضْلُهُمْ كَوَاكِبُهَا  
يُظْهِرُنْ أَنْوَارُهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلْمِ

### فضیلتِ نبوت:

محمد ابن عبد اللہ کا آنا سب نے مانا۔ مگر محمد رسول اللہ کا آنا کفار نے نہ  
مانا، ابو لہب اور ابوطالب نے بھتیجا ہونے کی حیثیت سے ولادت کی خوشی کی اور  
خدمت انجام دی نہ کہ رسول ہونے کی حیثیت سے، ورنہ وہ صحابہ ہوتے۔ اسی  
لئے جاء پر لقا لایا گیا، معلوم ہوا کہ رسول ماننا معتبر ہے۔ بشر یا بھائی مان کر لاکھ  
نعت لکھنا اور خدمات کرنا بیکار ہے۔ جیسا کہ ابوطالب نے نعتیں لکھیں، مگر ایسی  
بیکار ہوئیں کہ جب ان کا انتقال ہوا تو فرزند ارجمند علی مرتضیٰ کہتے ہیں۔ إِنَّ عَمَّكَ  
الشَّيْخَ الضَّالَّ قَدُمَاتِ سرکار فرماتے ہیں وَرَوَا أَبَاكَ فِي التُّرَابِ فرزند اپنا باپ  
نہیں کہتے۔ سرکار اپنا چچا نہیں کہتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں آپ کے  
گمراہ چچا نے وفات پائی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں جاؤ اپنے باپ کو مٹی میں داب  
وو۔ من انفسکم میں چند تو جہیں ہیں۔ اولافا کافتہ یعنی تم میں بہترین جماعت میں

سے یعنی ہر حیثیت سے بہترین جماعت میں آئے۔ عرب و عجم میں عرب بہتر ہے، عرب میں حجاز بہتر، حجاز میں مکہ مکرمہ بہتر۔ حضور ﷺ مکہ میں تشریف لائے اور جب مدینہ پہنچے مدینہ افضل ہو گیا۔ افضلیت تو ان کے قدم سے وابستہ ہے، جہاں وہ ہیں وہ ہی افضل (دیکھو نسیم الریاض) تمام قوم میں اولاد ابراہیم افضل ہے، ان میں قریش قریش میں بنی ہاشم، حضور ﷺ بنی ہاشم میں آئے۔

تمام ماؤں میں وہ ماں بہتر جس نے نو ماہ اس آفتاب نبوت کو اپنے برج میں رکھا قیمتی موتی کے سیپ بھی قیمتی ہوتے ہیں۔ اسی لئے نام شریف آمنہ یعنی خدا کی امانت کی آئینہ یاد دنیا کو امن دینے والی۔ حضور ﷺ خود بھی افضل ہیں، ان کی ماں تمام ماؤں سے بہتر۔

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ تک حضور ﷺ کے سلسلہ نسب میں کوئی نہ مشرک ہوا ہے نہ زانی کہ زانی کی نسل سے ولی نہیں ہوتا، چہ جائیکہ نبی ہو (روح البیان یہ ہی آیت) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تاریخ ہیں نہ کہ آذر، آذر تو چچا ہیں، قرآن کریم میں چچا کو بہت جگہ باپ کہا گیا ہے۔

دعا مغفرت:

وَابْنِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاسْمٰعِيْلَ وَاسْحٰقَ۔ حضرت اسمعیل یعقوب علیہ السلام کے چچا ہیں مگر انہیں باپ کہا گیا۔ اسی طرح اِنَّ اَبِيْ وَابْنِكَ فِي النَّارِ کی حدیث میں ابی سے مراد ابو طالب چچا ہیں۔ وہ جو حدیث میں ہے کہ سرکار ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ کے لئے دعائے مغفرت کی اجازت چاہی نہ ملی، زیارت قبر کی اجازت چاہی مل گئی۔ پھر حضور ﷺ نے زیارت فرمائی اور روئے اور سب کو رُلا یا۔ اس سے آمنہ طیبہ طاہرہ کا کفر ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے رونا فراق مادر میں تھا کہ اگر آج وہ زندہ ہوتیں ہم کو بایں اقبال ملاحظہ کرتیں۔ خوش ہوتیں، استغفار

سے ممانعت اس لئے تھی کہ وہ بے گناہ تھیں۔ استغفار گنہگار کے لئے ہوتی ہے۔ اس لئے بچہ کی نماز جنازہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت نہیں کہ وہ بے گناہ ہے، گناہ ہوتا ہے احکام الہی کی مخالفت سے، آمنہ خاتون اصحاب فترت ہیں۔ کسی نبی کا دین اور احکام ان کے زمانہ میں باقی نہ تھے۔ ان کے لئے عقیدہ توحید کافی ہے۔ اگر کفر کی وجہ سے استغفار سے ممانعت ہوتی تو زیارت قبر کی بھی اجازت نہ ملتی، فرمایا گیا ولا تقم علی قبرہ ابدًا حضور ﷺ اس سے بھی نفیس ہیں کہ نور الہی سے پیدا ہوئے، حضرت جبریل سے حضور انور ﷺ نے پوچھا کہ آپ کی عمر کتنی ہے۔ فرمایا یہ تو نہیں خبر، اتنا جانتا ہوں کہ ایک تارہ دیکھتا تھا۔ جو ستر ہزار برس کے بعد چمکتا تھا۔ وہ میں نے بہتر ہزار بار دیکھا ہے۔ فرمایا وہ تارا ہم ہی تھے (روح البیان یہ ہی آیت) اس طرح حضور ﷺ کے صحابہ، دیگر انبیاء کے صحابہ سے اور حضور ﷺ کی آل تمام نبیوں کی آل سے۔ حضور ﷺ کی کتاب تمام کتابوں سے افضل ہے۔ نیز ان کا زمانہ ولادت تمام زمانوں سے بہتر ہے اسے کہتے ہیں ربیع الاول یعنی پہلی بہار۔ چونکہ پہلی بہار عالم ارواح والی اس میں آئی۔ نام ہوا ربیع الاول، دو شنبہ، فصل ایام ہے جو پانی حضور ﷺ کی انگلیوں سے بہا وہ زمزم سے افضل ہے۔ زمزم بھی اس لئے افضل کہ ایک نبی کے قدم سے نکلا اور حضور ﷺ نے اس سے معراج کی شب غسل کیا۔ اس لئے کہا گیا۔ جَاءَكُمْ مُسْلِمَانَو! یہ خدائی تحفہ تمہارے پاس آیا نہ کفار اور منافقین کے پاس، کہ بڑی نعمت بڑوں کو ملتی ہے۔

### ایمان کی قسمیں:

ایمان تین قسم کا ہے۔ ایمان بیثباتی، ایمان فطری فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا نیز فرمایا گیا كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُّوْدُّ عَلٰی الْفِطْرَةِ۔ ان دونوں ایمانوں میں صرف عقیدہ توحید کافی ہے۔ ایمان تبلیغی۔ اس ایمان میں تمام عقائد ضروری

ہیں مگر یہ ایمان اس لئے ضروری جس کو نبی کی تبلیغ پہنچے۔ ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں والدین کو زندہ فرما کر مشرب بہ اسلام کیا (دیکھو شامی اور شمول الاسلام اور علامہ سیوطی کے رسائل)۔ یہ بھی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ بعد موت ایمان والدین قبول ہوا۔ غیر پر قیاس کرنا غلط ہے۔ ان دونوں حضرات کو صحابیت کا شرف بخشنے کے لئے تبلیغی ایمان تعلیم فرمائی گئی۔

(۳) ہماری قرأت انفسکم فا کے پیش سے ہے۔ اس کے معنی مشہور یہ ہیں کہ وہ نبی تم میں سے تشریف لائے نہ کہ جن یا فرشتہ کی جنس سے۔ یا اے اہل عرب تم میں سے اور تمہاری زبان میں تشریف لائے جس سے سارا عرب دنیا میں ممتاز ہو گیا۔ ان کی برکت سے تمام جہان عرب کی طرف کھچ آئے گا۔ مگر یہ معنی تو منکم سے حاصل ہے۔ کلمہ انفس سے نیا فائدہ ہونا چاہیے۔ لہذا اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ایسی ہے جیسے جان کا بدن میں آنا، کہ اگر بدن کے کسی عضو کو ذرا تکلیف پہنچے تو روح کو خبر ہو جاتی ہے۔ سونے کی حالت میں نفس سیلانی دور دراز جگہ میں ہو، مگر جہاں کسی نے جگایا نفس فوراً معلوم کر کے آن کی آن میں موجود ہو جاتا ہے۔ یہ ہی حال ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ناظر ہونے کا۔

اس معنی کی تائید عزیز علیہ سے ہو رہی ہے۔ یعنی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کے دکھ درد کی خبر نہ ہو تو اُمت کی مصیبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار کس طرح گزرے۔ نیز جیسے جسم کا بقا بغیر روح نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح بقائے عالم خصوصاً بقائے مومن بغیر اتباع سرکار محال ہے۔ ایک قرأت میں عزیز پر وقف ہے۔ یعنی یہ مبتدا ہے اور من انفسکم خبر یعنی نبی تمہاری جانوں سے زیادہ پیارے ہیں کہ تمام چیزیں جان پر قربان ہیں اور جان حضور پر کہ ادنیٰ اعلیٰ پر قربان ہوتا ہے۔ مال جسم کے لئے ہے۔ جسم جان کے لئے۔ جان آبرو کے لئے اور یہ تمام چیزیں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی

عزت پر قربان ہونے کے لئے ہیں۔  
 اسی لئے حضرت علی، حضرت صدیق و طلحہ و حسان رضی اللہ عنہم نے اپنی  
 نماز عصر اور جان و جسم اور آبرو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کیں۔ ان کے واقعات  
 مشہور ہیں:

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں  
 اصل الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے  
 اب عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ جملہ مستقلہ ہے۔ یعنی ان کے ذمہ کرم پر ہیں۔  
 تمہارے تمام گناہ جو تم کو پریشان کریں۔ (روح البیان یہ ہی آیت)  
فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا تھا کہ جو مقروض وفات پائے اس کا قرض  
 ہم پر ہے، مگر جو مال چھوڑے وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے۔ قربان جائے کرم  
 کے۔ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ سے معلوم ہوا کہ کوئی مال کا حریص ہے۔ کوئی عزت و آبرو  
 کا، کوئی اولاد کا مگر آقا اپنے غلاموں کے۔ اسی لئے ولادت اور معراج میں نیز  
 وفات کے وقت اور قبر انور میں امت ہی کو یاد فرمایا۔ ماں بچہ کو قیامت میں  
 بھولے گی مگر مولیٰ نہ بھولیں گے۔ تمام راتیں جاگ کر گزاریں۔ کھڑے ہو کر رو  
 رو کر امت کی شفاعت فرماتے رہے۔ سب اپنے لئے روتے ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 ہم گنہگاروں کے لئے۔ بالمومنین رؤف رحيم میں رحمت خاصہ کا ذکر ہے۔  
 رحمت عامہ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ہے۔ یہ آخر تک جو شخص ہر نماز کے  
 بعد پڑھ کر درود شریف پڑھے وہ حضور کے نزدیک عزت والا ہے۔ نیز اس سے  
 ہمیشہ غنا رہتی ہے۔ (روح البیان یہ ہی مقام)

## برکاتِ میلاد:

معلوم ہوا کہ میلاد شریف بہت بابرکت مجلس ہے۔ چند وجوہ سے اولاً تو  
وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ یعنی رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ حضور ﷺ سے  
بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔

دوم اس لئے کہ ابولہب نے خوشی ولادت کی جس سے اس کے عذاب  
میں تخفیف ہوئی۔

سوم اس لئے کہ ولادت کی رات ملائکہ نے خوشیاں مناہن اور در دولت  
پر حاضری دی، شیاطین غمگین ہوئے اور چھپتے پھرے، ہم ملائکہ سے مشابہت  
کریں نہ کہ شیاطین سے۔

چہارم اس لئے کہ خود حضور ﷺ نے دو شنبہ کو ہمیشہ روزہ رکھا، کیونکہ یہ  
روز ولادت ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں عبادت کرنا اچھا ہے۔  
پنجم اس لئے کہ محفل میلاد شریف کے ذریعہ حضور ﷺ کے اوصاف کی  
تبلیغ ہے اور یہ تبلیغ اسلام ہے۔ اس پر وہابیہ کے صرف دو ہی اعتراض ہیں۔ ایک  
یہ کہ بدعت ہے۔ دوم یہ کہ اس میں بہت سی ناجائز باتیں ہوتیں ہیں مثلاً زن مرد  
کا اختلاط اور غلط روایات کا بیان کرنا، رات کو دیر میں سونا۔ اس سے فجر قضا ہونا۔  
بعض جہلانے تو میلاد شریف کو شرک تک کہہ دیا مگر یہ دونوں اعتراض لغو ہیں۔  
پہلا اعتراض اس لئے کہ ہر بدعت یعنی نیا کام حرام نہیں، بدعت سیئہ حرام ہے۔  
علامہ شامی نے جلد اول باب الامامت میں اور ملا علی قاری نے مرقات باب  
الاعتصام بالنسہ میں فرمایا ہے۔

## بدعت کی قسمیں:

بدعت پانچ قسم پر ہے۔ واجب، مستحب، جائز مکروہ حرام۔ اگر ہر



بدعت حرام ہو تو دینی مدرسے اور ان کے تمام امور حرام ہوں نیز ریلوے، تار، پریس وغیرہ حرام ہوں۔ شریعت و طریقت کے چاروں سلسلے ناجائز ہو جائیں گے۔ علم حدیث اور قرآن کریم کے اعراب ناجائز ہو جائیں گے۔

دوسرا اعتراض بھی لغو ہے۔ کیونکہ کوئی مباح یا سنت محرمات کے ملنے سے حرام نہیں ہوتی کہ حرام تو حرام ہے اور مباح جیسے کہ زیارت قبور اور دفن میں شرکت نوحہ خوانوں کی وجہ سے حرام نہیں، ریل کی سواری، اجنبی مروزن کے اختلاط کی وجہ سے حرام نہ مکہ سے پہلے بیت اللہ میں اور صفا و مروہ پر بت تھے۔ مگر ان بتوں کی وجہ سے مسلمانوں نے طواف وسعی نہ چھوڑی حتیٰ کہ صلح حدیبیہ کے بعد بھی مسلمانوں نے اسی حال میں عمرہ کیا۔ ہاں جب خدا نے قوت دی تو بتوں سے کعبہ پاک فرما دیا۔ دینی مدارس میں بہت سے گناہ ہو جاتے ہیں۔ اس وجہ سے وہ مدرسے حرام نہیں۔ محرمات کو روکو، حلال کو باقی رکھو۔ ہاں حرام چیز کسی حلال کا جزو بن جائے تو حلال بھی حرام ہوگا۔

غلط روایات کا بیان اور رات کو دیر میں سونا بھی میلاد کو حرام نہ کرنے گا۔ دینی مدارس میں کتب احادیث پڑھاتے ہیں ان میں روایات ضعیفہ بھی آتی ہیں۔ محفل نکاح اور مطالعہ کتب، ریل کی سواری میں کبھی دیر سے سونا ہوتا ہے۔ شرک کہنا تو پوری جہالت اور بے دینی ہے میلاد کا نام، اس کا مقصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا بیان کرنا ہے، ولادت عبد کی ہوتی ہے نہ کہ خالق کی۔ تو میلاد شریف شرک کو منثاتا ہے۔ قیام محفل میلاد میں تین فائدے ہیں، اولاً تو ملائکہ سے تشبیہ ہے جو وقت ولادت دروازہ پاک پر کھڑے تھے۔ اچھوں کی نقل میں برکت ہے۔ حضرت ہاجرہ تلاش پانی میں صفا و مروہ کی طرف سات بار دوڑیں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے قربانی جان کے موقع پر شیطان کو کنکر مارے۔ آج بھی حاجیوں

کو اس کی نقل بنانا ضروری ہے۔ کیونکہ تشبیہ کے لئے نیز ذکر ولادت کی عظمت کے لئے قیام ہوتا ہے۔ آب زمزم اور وضو کا پانی کھڑے ہو کر پیتے ہیں۔ کیوں؟ نبوت کی عظمت کے لئے کہ وہ ایک پیغمبر کے پاؤں سے نکلا ہے، نیز قیام میلاد اظہار خوشی کے لئے ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر سے ایک حدیث سن کر خوشی میں قیام فرمایا۔ (دیکھو مشکوٰۃ کتاب الایمان)۔

لَا تَقُومُوا كَمَا تَقُومُ الْأَعَاجِمُ کی حدیث میں ہر قیام تعظیسی سے منع نہیں بلکہ عجیبوں کی طرح قیام سے منع ہے، کہ بڑا آدمی بیٹھا ہو اور لوگ اس کے آس پاس کھڑے ہوں۔ لاتصلو مثل المنافقین میں نماز کی ممانعت نہیں، نقی المقید نفی القید ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قیام تعظیسی فرمایا ہے (دیکھو مشکوٰۃ باب القیام) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لئے قیام تعظیسی کا لوگوں کو حکم دیا۔ (مشکوٰۃ) تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

خیال رہے کہ ادب و تعظیم کے لئے نقل و ثبوت کی ضرورت نہیں۔ جو تعظیم منع نہ ہو وہ اچھی ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ وتوقروہ میرے محبوب کی خوب توقیر کرو۔ امام مالک مدینہ پاک میں گھوڑے پر سوار نہ ہوتے تھے ہمیشہ کھڑے ہو کر غسل کر کے خوشبو مل کر حدیث پڑھاتے تھے۔ بعض صوفیاء نے حدود مدینہ منورہ میں کبھی استنجانہ کیا کہ یہ زمین پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک سے مس ہوئی ہے۔ ان آداب کا نہ قرآن کریم سے ثبوت ہے، نہ حدیث سے، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مگر امام مالک رحمہ اللہ کا جذبہ دل ہے، کسی نے کیا خوب کہا ہے:

کہاں تک یہ مرتبے اللہ اگر سنگ اسود کے  
یہاں کے پتھروں نے پاؤں چومے ہیں محمد کے

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

# رسالت عامہ

خطاب

مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلی لوہاراں

## فہرست

37	شہد سے بیٹھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نام
39	ایک نکتہ
39	دوسرا نکتہ
40	پاکستان
42	محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معنی
42	مذہب
43	حضرت حسان رضی اللہ عنہ
44	نعت خوانی
46	حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لئے دعا
46	سبھی نعت خواں
47	شعر و شاعری
49	نعتیہ مشاعرہ
51	ارشادِ حسان رضی اللہ عنہ
52	ہماری خلقت
54	مسلمان کا ایمان
55	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کان مبارک
56	قرآن کا ارشاد اور سلیمان علیہ السلام کا قصہ
57	حضرت یوسف علیہ السلام اور آئینہ
58	ہمارے امام کی فقاہت
59	حضرت سلیمان علیہ السلام اور چیونٹی کا پُر لطف مکالمہ
61	حدیث کا ارشاد

- 62 برکات نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم
- 63 گناہوں کو مٹانے والا
- 63 جہنم سے بچانے والا
- 64 وہ جن کا یہ نام ہے
- 64 جامع کمالات
- 65 لطیفہ
- 66 رسول اللہ
- 67 منکرین حدیث
- 69 نماز اور زکوٰۃ کا حکم
- 70 رسالت
- 72 عزم و استقلال
- 72 ابوطالب
- 75 دھمکی
- 76 دھمکی کا جواب
- 76 ہماری حالت
- 77 ایک مجوسی کی حکایت
- 79 برادری کی خوشی
- 80 شیطان کے داؤ
- 80 ایک درزی کا قصہ
- 81 انقلاب
- 82 شان رسالت
- 83 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
- 85 استن حنانہ کا قصہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ

وَالِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ ○

أَمَّا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ○ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○

وَرَبِّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ  
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

محمد اللہ کے رسول ہیں۔ (پ ۲۶، ع ۱۲)

حضرات! اس آیت کریمہ میں آپ نے سن لیا کہ کس کا نام نامی اور اسم گرام لیا گیا ہے اور یہ آیت کون سے پیارے نام سے شروع ہوتی ہے؟ سبحان اللہ! یہ وہ نام پاک ہے جس کے متعلق اعلیٰ حضرت نے کیا خوب لکھا ہے کہ:

لب پہ آجاتا ہے جب نام جناب      منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب  
وجد میں ہو کے ہم اے جان بیتاب      اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

یہ وہ نام پاک ہے کہ جس کو سن کر بھی مسلمان کی روح وجد میں آجاتی ہے اور اس کا دماغ فرش سے عرش تک جا پہنچتا ہے۔ اس نام پاک کی لذت کو اہل ایمان جانتے ہیں اور اہل ایمان ہی جان سکتے ہیں۔ خدا کی قسم! اس نام پاک میں بڑی لذت، بڑا کیف اور بڑا ہی سرور ہے مگر ایمان شرط ہے۔ دیکھئے قرآن میں خدا نے دودھ کے متعلق فرمایا ہے:

لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِينَ ○ (پ ۱۳، ع ۱۵)

ترجمہ: خالص دودھ اور پینے والوں کے لئے گلے سے سہل اترنے والا یعنی مزے دار۔

مگر جس شخص کو لیبریا کا بخار ہو اور اسے دودھ پلایا جائے تو وہ یہی کہے گا۔ اَخ تھو۔ کڑوا ہے اور گلے سے نہیں اترتا۔ تو فرمائیے خدا تو دودھ کو مزیدار فرما رہا ہے۔ مگر یہ کہہ رہا ہے کہ بد مزہ ہے۔ تو کیا یہ حقیقت نہیں کہ خدا کا فرمان تو سچا ہے اور دودھ واقعی مزیدار ہے۔ مگر بخار زدہ کا خود اپنا منہ ہی کڑوا اور بد مزہ ہے۔ تو اسی طرح نام نامی اسم گرام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ خدا کی قسم بڑا ہی مزیدار اور میٹھا نام ہے مگر شرط یہ ہے کہ مزاج صحیح ہو۔ ایمان موجود ہو اور اگر کسی کو اس نام میں مزہ نہیں ملتا تو نعرہ رسالت کڑوا معلوم ہوتا ہے تو وہ اپنی فکر کرے کہ کہیں اس کا اپنا مزاج ہی خراب نہ ہو۔ سچ ہے:

بے عشقِ محمدؐ جو پڑھاتے ہیں بخاری

آتا ہے بخار اُن کو نہیں بخاری آتی

تو میرے مسلمان بھائیو! تقریر سے پہلے آؤ مل کر اس نام پاک کا ورد کر

لیں۔ میں نے اس نام پاک کے متعلق ایک نظم لکھی ہے جن کا عنوان ہے:

شہد سے میٹھا محمدؐ نام

اس نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چار حرف ہیں۔ م، ح، م، د۔ میں نے انہیں

چار حرفوں کے متعلق چند شعر لکھے ہیں۔ سنئے اور سر دھنئے۔ اس نظم کا مطلع ”شہد

سے میٹھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نام“ آپ سب کے سب ذوق شوق کے ساتھ میرے ساتھ

ساتھ کہیں اور باقی کے اشعار خاموشی سے سنیں۔

شہد سے میٹھا محمدؐ نام

”میم“ مئے توحید پلائے اور ”ح“ حق سے آکے ملائے دوسری میم مراد دلائے

اور یہ ”دال“ محمدؐ یارو دور کرے آلام شہد سے میٹھا محمدؐ نام

شہد سے بیٹھا محمد نام شہد سے بیٹھا محمد نام

”میم“ سے ہیں ہر دکھ کے مداوا ”ح“ سے حاکی ہر بیچارہ دوسری ”میم“ یتیم کی بلجا

”دال“ بچا کر دوزخ سے فردوس کا دے پیغام شہد سے بیٹھا محمد نام

شہد سے بیٹھا محمد نام شہد سے بیٹھا محمد نام

”میم“ سے ہیں محبوب وہ رب کے ”ح“ سے حاکم عجم و عرب کے دوسری ”میم“ سے مالک سب کے

”دال“ سے داتا دوزوں جہاں کے جو ہے ان کا عام شہد سے بیٹھا محمد نام

شہد سے بیٹھا محمد نام شہد سے بیٹھا محمد نام

”میم“ محبت کی مے لایا! ”ح“ نے حق کا جام پلایا دوسری ”میم“ نے مست بنایا

”دال“ سے ملیں بشر کے انکی یاد سے صبح و شام شہد سے بیٹھا محمد نام

شہد سے بیٹھا محمد نام شہد سے بیٹھا محمد نام

درویش شریف پڑھئے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

حضرات! اس آیت کریمہ میں اللہ نے اپنے محبوب کا نام لے کر ان کی

رسالت کا ڈنکا بجایا ہے۔ آپ میرے پہلے وعظ میں سن چکے ہیں کہ اللہ نے اپنے

محبوب سے فرمایا۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اے محبوب آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک

ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید حق کا اعلان فرمایا اور لا الہ الا اللہ کا نعرہ لگایا تو اس

آیت کریمہ میں اللہ نے محمد رسول اللہ فرما کر گویا اس امر کا اظہار فرمایا ہے کہ

محبوب! تم نے ہماری توحید کا ڈنکا بجایا اور یوں کہا۔ لا الہ الا اللہ اور ہم تمہاری

رسالت کا ڈنکا بجاتے ہیں اور یوں فرماتے ہیں ”محمد رسول اللہ“ گویا تم تمہارے



اور ہم تمہارے۔

جناب محمد برائے الہی      جناب الہی برائے محمد

ایک نکتہ:

کلمہ طیبہ انہیں دو جملوں سے بنا ہے۔ ایک جملہ تو اعلان مصطفیٰ ہے اور وہ ہے لا الہ الا اللہ اور دوسرا جملہ اعلان کبریا ہے اور وہ ہے محمد رسول اللہ اور یہ خدا کی شان اور اس کی محبت ہے اپنے محبوب سے کہ کلمہ طیبہ میں اپنے محبوب کے اعلان کو پہلے رکھا اور اپنے اعلان کو مؤخر کر دیا اور ایک دوسرا نکتہ بھی ہے۔

دوسرا نکتہ:

جو مولانا حسن میاں رحمۃ اللہ علیہ نے پیدا فرمایا ہے وہ لکھتے ہیں کہ کلمہ طیبہ، اذان، تشہد میں اور ہر جگہ ذکر حق کے ساتھ ساتھ ذکر مصطفیٰ موجود ہے۔ لیکن ہے ذکر حق کے بعد مثلاً اسی کلمہ طیبہ میں دیکھ لو پہلے ذکر حق ہے ”لا الہ الا اللہ“ اور اس کے بعد ہے ذکر مصطفیٰ ”محمد رسول اللہ“ اس کی وجہ کیا ہے؟ چنانچہ لکھتے ہیں:

اذان کیا جہاں دیکھو ایمان والو!

پس ذکر حق ذکر ہے مصطفیٰ کا

تو اس ”پس ذکر حق ذکر ہے مصطفیٰ کا“ کی وجہ لکھتے ہیں اور کیا خوب

لکھتے ہیں:

کہ پہلے زباں حمد سے پاک ہو لے

تو پھر نام لے وہ حبیب خدا کا

سبحان اللہ! کیا ہی ایمان افروز بات لکھی ہے کہ خدا نے چاہا کہ جو

میرے محبوب کا پاک نام لینا چاہے وہ پہلے میرا نام لے کر اپنی زبان پاک کر

لے۔ پھر میرے پاک محبوب کا نام لے۔ اس لئے ”لا الہ الا اللہ“ پہلے اور ”محمد رسول اللہ“ بعد میں ہے۔

## پاکستان:

بھائیو! اس موقع پر مجھے اپنا ایک شعر یاد آ گیا۔ پاکستان بننے سے پہلے جب کہ ”لے کے رہیں گے پاکستان“ کے نعرے مسلمانوں کے دلوں کو گراما رہے تھے اور پاکستان بنانے کی خاطر مسلمان پشاور سے بمبئی اور کراچی سے کلکتہ تک متحد اور منظم ہو چکے تھے۔ انہیں دنوں الہ آباد، یو۔ پی میں میری ہر روز تقریریں ہو رہی تھیں اور وہیں میں نے ایک یہ شعر کہا تھا:

پاک اللہ، پاک احمد، پاک جسم و جان ہو

کیوں نہ پھر رہنے کو اپنا گھر بھی پاکستان ہو

مطلب یہ کہ ہمارا اللہ پاک ہے۔ ہمارا رسول پاک ہے۔ ہمارا دین

پاک ہے اور اسلام کی بدولت ہمارا جسم اور ہماری روح بھی پاک ہے تو پھر ایسے لوگوں کے لئے جو وطن ہو۔ اس کا نام بھی پاکستان ہی ہونا چاہیے۔

مگر میرے بھائیو! افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے اس نام کی

لاج نہیں رکھی اور پاکستان کے باشندے ہو کر ہم نے جو بھی ناپاک کام ہے اسے

اپنا رکھا ہے۔ فرمایئے شراب، جوا، بڑنا، چوری، رشوت، بلیک، بے حجابی و بے حیائی

وہ کوئی ناپاک چیز ہے۔ جسے ہم نے اپنے ملک سے نکال دیا ہے۔ سبھی کچھ ہے

پاکستان میں۔

لندن میں ۱۹۵۶ء کے یوم اقبال کی تقریب میں ہمارے پاکستانیوں نے

عین رمضان شریف کے مہینہ میں یہ تقریب مناتے ہوئے عصر سے پہلے چائے

نوٹشی کی اور اس مقصد کے لئے کچھ دیر کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی۔  
اسی موقعہ کے پیش نظر مرزا رہبر ایم۔ اے نے ایک نظم لکھی..... جو نوائے وقت  
لاہور ۳۰- اپریل ۱۹۵۶ء میں شائع ہوئی۔ رہبر صاحب لکھتے ہیں:

دیکھ اے اقبال تیرے جشن رحمت بار میں      کیا مزہ آیا ہمیں سہ پہر کے افطار میں  
دیکھ کیا رکھا ہے تیری مذہبی تکرار میں      کھول کر آنکھیں مرے آئینہ گفتار میں

دیکھ پاکستان کی دھندلی سی اک تصویر دیکھ

دیکھ اے اقبال اپنے خواب کی تعبیر دیکھ

مٹ گئی قید حرم آزاد ہر انسان ہے      ہر طرف جلوے ہی جلوے ہیں خدا کی شان ہے

میکدہ ہی میکدہ ایمان ہی ایمان ہے      دیکھ اے اقبال یہ اسلام پاکستان ہے

پی کے مے ہم مارتے ہیں نعرہ لیکچیر دیکھ

دیکھ اے اقبال اپنے خواب کی تعبیر دیکھ

تو میرے عزیز و اور بزرگو! پاکستان لیا ہے تو اب خود بھی پاک بنو۔ ورنہ

تمہارا پاکستانی کہلانا ایسا ہی ہوگا جیسا بھنگی کو مہتر کہہ لیا جائے یا کسی جاہل کا نام محمد

فاضل رکھ دیا جائے۔

ہاں تو اللہ نے فرمایا ہے محمد رسول اللہ۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ خداوند

کریم نے اپنے محبوب کا نام نامی لے کر ان کی رسالت کا اعلان فرمایا ہے۔ آئیے

پہلے نام نامی۔

مُحَمَّدٌ

کا ذکر پاک کریں اور دیکھیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معنی کیا ہے؟

## محمد ﷺ کا معنی:

تو میرے بھائیو! ”محمد“ حمد سے مشتق ہے اور اسم مفعول ہے اور اس کا معنی ہے الَّذِي مُحَمَّدًا بَعْدَ حَمْدٍ۔ جو بار بار اور متواتر تعریف کیا جائے اور ہر آن ہر زمان جس کی نعت پڑھی جائے یعنی جو وجود باوجود سرتاپا حمد و تعریف کے لائق ہو اور ہر لمحہ و ہر ساعت جس کی حمد و ثناء بیان کی جاتی رہے اور جو عیوب و نقائص سے پاک ہو وہ محمد (ﷺ) ہے۔

میرے دوستو! خدا کو علم تھا کہ ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو میرے محبوب کے بزرگم خویش نقائص بیان کیا کریں گے اور ہمیشہ بکواس ہی کیا کریں گے۔ خدا تعالیٰ کی حکمت دیکھئے کہ اپنے محبوب کا نام ہی رکھ دیا ”محمد“ کہ اگر کوئی بے دین میرے محبوب کی بدگوئی کرنے لگے گا تو میرے محبوب کا نام ہی تو لے کر کچھ بکے گا تو اللہ نے محبوب کا نام ہی ایسا رکھا کہ وہ بے دین جب بھی یہ نام لے کر کچھ بکنے لگے تو بدگوئی سے پہلے وہ محمد کہہ کر اس امر کا اقرار کر لے کہ تو یہ ذات اللہ کی عیوب و نقائص سے پاک ہے مگر آگے جو کچھ میں کہنے لگا ہوں اُسے غور سے سنیے۔

## مذمم:

یہی وجہ ہے کہ کفار قریش نے سرکارِ دو عالم ﷺ کا نام بجائے محمد کے مذمم رکھ لیا تھا (مرقاۃ)۔ ان کا خیال تھا کہ جب محمد کو محمد مان لیا تو پھر جھگڑا کیا باقی رہ گیا۔ پھر تو گویا ہم نے اُسے سب کچھ مان لیا۔ حمد و ثنا کے لائق اور عیوب و نقائص سے پاک تسلیم کر لیا۔ بنا بریں وہ لوگ حضور ﷺ کی جناب میں گستاخیاں کرتے وقت سرکار کا نام بجائے محمد کے مذمم لیتے اور گالیاں دیتے۔ صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کو جب یہ بات معلوم ہوئی اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات عرض کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَسْتَمِنُونَ مَذْمَمًا وَيَلْعَنُونَ مَذْمَمًا وَأَنَا مُحَمَّدٌ

(مشکوٰۃ شریف، ص ۵۰۷)

ترجمہ: وہ گالیاں کسی مذمم کو دیتے ہیں اور ہم تو محمد ہیں۔  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ دیکھا آپ نے! اللہ نے اپنے محبوب کو بے ایمانوں کی گستاخیوں سے کس طرح بچایا تو میرے دوستو! جو محمد ہے وہ گویا ہر عیب سے محفوظ و معصوم ہے اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے ہر عیب سے پاک پیدا فرمایا ہے اور یہ ہمارا ہی ایمان نہیں بلکہ ہر صاحب ایمان کا یہی ایمان ہے۔ چنانچہ آئیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درباری شاعر و نعت خواں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی نعت خوانی ملاحظہ فرمائیے:

### حضرت حسان رضی اللہ عنہ:

حضرت حسان رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبول شاعر اور نعت خواں تھے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضور کے نعت خوانی کیا کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو کر دعا فرمایا کرتے تھے۔

اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ..... (مشکوٰۃ شریف، ص ۴۰۲)

ترجمہ: اے اللہ! حسان کی روحِ قدس کے ساتھ امداد فرما۔  
دیکھئے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نعت خواں کے لئے کیسی پیاری دعا فرما رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ سرکارِ کائنات نعت خواں مقبول بارگاہ ہے اور مؤید من اللہ ہے۔

## نعت خوانی:

میرے بزرگو! یہ جو آجکل کہا جاتا ہے کہ نعت خوانی بدعت ہے۔ ان بدعت کہنے والوں کو یہی آیت جو میں نے ابتداء وعظ میں پڑھی ہے یعنی ”محمد رسول اللہ“ دیکھ لینی چاہیے کہ یہ آیت خود حضور ﷺ کی نعت ہے اور یہ نعت پڑھنے والا خود خداوند کریم ہے۔ نعت کس چیز کا نام ہے؟ اور نعت خوانی میں کیا ہوتا ہے؟ یہی حضور ﷺ کے اوصاف و کمالات کا بیان و اعلان! تو آیت ”محمد رسول اللہ“ میں بھی حضور ﷺ کے نام نامی اور آپ کی رسالت کا بیان و اعلان ہے۔ تو یہ آیت بھی نعت رسول نہ ہوئی تو اور کیا ہوئی؟ اجی یہ تو پورا جملہ ہے۔ آپ صرف نام نامی ”محمد“ کو ہی لیجئے۔ یہ نام پاک خود نعت کے مفہوم کو لئے ہوئے ہے۔ ابھی ابھی آپ بن چکے کہ محمد کے معنی ہیں تعریف کیا گیا۔ نعت پڑھا گیا۔ اَلَّذِي يُحَمِّدُ حَمْدًا بَعْدَ حَمْدٍ جو بار بار اور متواتر تعریف کیا جائے اور ہر آن ہر زمان جس کی نعت پڑھی جائے۔ تو جو شخص محمد کہے گا۔ وہ گویا یہ نام لینے کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کی نعت خوانی کا قرعہ کرے گا۔ پھر کس قدر حماقت ہے۔ ان لوگوں کی جو حضور ﷺ کو محمد بھی کہتے ہیں اور آپ کی نعت خوانی سے بھی روکتے ہیں۔ اسی طرح کلمہ طیبہ میں ہر مسلمان محمد رسول اللہ کہہ کر حضور ﷺ کی نعت خوانی کرتا ہے۔ گویا مسلمان وہ ہے جو حضور ﷺ کی نعت خوانی کرے۔ پھر جو نعت خوانی سے روکتا ہے۔ کس قدر بیوقوف ہے کہ کلمہ بھی پڑھتا ہے اور نعت خوانی سے بھی ..... روکتا ہے ..... بھائیو! اگر ہماری نعت خوانی بدعت ہے۔ تو پھر کلمہ طیبہ کو بھی بدعت کہنا پڑے گا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ نعت میں ردیف و قافیہ کا وجود

موجب بدعت ہے تو یہ بھی غلط ہے۔ اول تو کلمہ طیبہ کے دونوں جملوں ہی کو دیکھ لیجئے۔ دونوں میں ردیف ”اللہ“ ہے۔ یونہی قرآن پاک کے اسلوب کلام کو بھی دیکھ لیجئے۔ بالعموم آیات قرآنیہ ہم قافیہ الفاظ پر ختم ہوتی ہیں مثلاً اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ میں ”تضليل“، ”ابابيل“، ”سجيل“، ”إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ“ میں ”وَأَنْحَرُ“ اور ”أَبْتَرُ“..... ”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ“ میں ”صمد“ اور ”يُولَدُ“..... ”قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ“ میں ”وسواس“ و ”خناس“ اور سورہ الرحمن کو پڑھئے تو آخر تک ”قَبَائِلِ الْإِنِّاءِ رَبِّكُمْ تَكْذِبَانَ“ کی مقدس تکرار کے ساتھ ساتھ ہم قافیہ الفاظ پر اختتام آیات فصاحت و بلاغت پر چار چاند لگا کر کیا ہی روحانی کیف و سرور پیدا کرتا ہے۔

میرا یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ قرآن میں اشعار ہیں۔ مجھے تو یہ بتانا ہے کہ ہمارے اشعار نعتیہ میں وجود قافیہ کوئی ناجائز چیز نہیں ہے بلکہ اچھی ہے۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ کسی مردود کا نفس نعت ہی سے تنگ ہو تو ایسے بد بخت کا تو کلمہ پڑھنا بھی بیکار ہے اور ایسے ہی کے لئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

ذِيَابُ فِي ثِيَابِ لَبٍ بِكَلِمَةٍ دَلِّمٍ فِي كِتَابِ

سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

تو ردیف قافیہ کی پابندی کے ساتھ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و تعریف کوئی نئی بات یا بدعت نہیں ہے بلکہ ایسی نعت خوانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوتی رہی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سنا کرتے اور اپنے نعت خواں کے لئے دعا فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ آپ سن چکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کی روح قدس سے امداد فرما۔ اسی طرح:

## حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لئے دعا:

ایک مرتبہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حق میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی اور یہ وہ موقع تھا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے اور آپ صحابہ سمیت جب مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے۔ میں نعت خوانی کروں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قُلْ لَا يُفْضِضُ اللَّهُ فَاكًا۔ (مواہب لدنیہ، ص ۷۷، ج ۱)

ترجمہ: اے عباس! اجازت ہے کہہ جو کہنا ہے اللہ تمہارے منہ کو سلامت رکھے۔ اس کے بعد دیکھ لیجئے مواہب لدنیہ کو کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایک طویل نعت پڑھی۔ تو مبارک ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعت خوانوں کو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے ”منہ سلامت رہے“ کی دعا فرمائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ منکرین نعت کے منہ کالے اور ٹیڑھے ہی نظر آتے ہیں۔

منکرین نعت ہیں کامل یہ  
ان کے چہرے ہیں سیاہ اور دل سیاہ

## سبھی نعت خواں:

بزرگو! حضرت امام بوسیری رحمہ اللہ کا قصیدہ بردہ شریف ایک مشہور و معروف ایمان افروز قصیدہ نعتیہ ہے۔ حضرت امام بوسیری رحمہ اللہ کو مرض فالج ہو گیا تھا۔ کوئی علاج مفید و کارگر نہ ہوتا تھا۔ آخر انہوں نے یہ قصیدہ نعتیہ لکھا۔ رات کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصیدہ خود امام بوسیری سے سنا اور پھر انعام میں اپنی چادر عطا فرمائی اور فالج سے شفا بھی۔ اسی طرح



بڑے بڑے صحابہ کرام اولیاء عظام حضور ﷺ کی نعت خوانی میں لطف اللساں رہے اور ہیں۔ فاروق اعظم، امام اعظم، غوث اعظم، مولانا جامی، مولانا رومی، اعلیٰ حضرت وغیرہم رضی اللہ عنہم ان سب بزرگوں نے نعتیں لکھیں اور پڑھیں۔ سنیں اور سنائیں۔ گویا سبھی حضور ﷺ کے نعت خواں ہیں اور جو حضور ﷺ کا نعت خواں نہیں وہ مسلمان ہی نہیں۔ حضور ﷺ کی نعت نظم میں یا نثر میں مسلمان کے لئے ایک بڑی نعمت ہے اور بھائیو دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نعت رسول ﷺ پڑھتے رہنے کی توفیق بخشے اور نعت رسول ﷺ پڑھتے ہوئے ہی ہمارا دم نکلے۔

بشیر ان کی ثنا کرتے ہوئے گرتا دم نکلے  
فرشتے غسل دیں لاشے ترے کا آب زمزم سے

### شعر و شاعری:

بزرگو! اور دوستو! آج کل شعر و شاعری کا بڑا چرچا و رواج ہے۔ مگر یاد رکھو کہ شعر و شاعری بھی وہی محمود ہے۔ جس کا موضوع یہی نعت رسول یا حمد باری ہو یا کوئی دوسرا اچھا موضوع ہو۔ شاعری بذاتہ کوئی بُری چیز نہیں ہے۔ اگر موضوع بُرا ہو تو بُری ہے اور موضوع اچھا ہو تو اچھی ہے۔ گویا یہ ایک گلاس ہے۔ جس میں شراب ڈالنے تو گلاس ناپاک اور دودھ ڈالنے تو پاک ہے یا ایک تلواری ہے جس سے کفار کے ساتھ جہاد کیجئے تو اچھی ہے اور کسی بے گناہ پر اٹھائیے تو بُری ہے، میرے بھائیو! آج کل کی جو شاعری ہے وہ کچھ اسی قسم کی شاعری ہے کہ گل و بلبل کی تعریف، ہجر و وصال کے جھوٹے قصے اور حسن فانی کی خیالی تعریفیں اور مبالغہ آمیز دعاوی اس کے موضوع خاص ہیں اور یہ لوگ جس قدر زیادہ جھوٹ بولتے ہیں۔ اسی قدر شعر کو زیادہ معیاری اور بلند سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں کی

مبالغہ آرائی اور سرتاپا دروغ و کذب کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیے۔ ایک مجلس  
مشاعرہ میں ایک شاعر صاحب اٹھے اور بولے میں نے عرض کیا ہے۔

ہم رونے پہ آجائیں تو دریا ہی بہا دیں  
شبّہم کی طرح سے ہمیں رونا نہیں آتا

دیکھا آپ نے؟ شاعر صاحب کی آنکھیں نہ ہوئیں ٹیوب ویل ہو گئیں  
کس قدر جھوٹ ہے۔ اس شعر پر واہ واہ ہوئی تو دوسرے شاعر صاحب اٹھے اور  
بولے اور میں نے عرض کیا ہے:

زات کو رویا ہوں میں اس قدر ہجر یار میں  
سو سمندر، نو سونالے، لاکھ ندیاں بہ گئیں

لیجئے صاحب! ۱۹۵۰ء کا فلڈ آ گیا۔ یہ جو سیلاب کی روک تھام کے لئے  
مختلف منصوبے تیار کئے جاتے ہیں۔ سب فضول ہیں۔ اصل منصوبہ تو یہ ہونا  
چاہیے کہ شاعر صاحب کو چپ کرایا جائے اور انہیں رونے نہ دیا جائے۔ اس شعر  
پر اور بھی واہ واہ ہوئی۔ تو تیسرے حضرت اٹھے اور کمال تو کیا سچ کو پامال ہی کر  
کے رکھ دیا۔ بولے اور بندے نے عرض کیا ہے۔

رونے پہ باندھ لے جو مری چشم تر کمر  
کیسی زمیں فلک پہ ہو پانی..... کمر کمر

جل جلالہ! گویا طوفان نوح بھی تو آخر زمین پر ہی رہا تھا۔ مگر شاعر  
صاحب اگر رونا شروع کر دیں تو زمین کے علاوہ آسمان پر بھی کمر کمر پانی ہو جائے  
استغفر اللہ! یہی وہ شاعری ہے جو مذموم ہے اور جس کے علمبرداروں کے لئے خود  
حالی شاعر ہی نے لکھا ہے کہ:

ع جہنم کو بھر دیں گے شاعر ہمارے

اور مسلمانو! ایک شاعری وہ ہے جس کا میں تذکرہ کر رہا ہوں۔ یعنی وہ شاعری جس کا موضوع نعت رسول ہو۔ سبحان اللہ! یہ وہ شاعری ہے جو محمود ہے اور جس کے علمبردار انشاء اللہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے زیر علم جنت کی سیر کریں گے۔

### نعتیہ مشاعرہ:

آپ نے مذموم شاعری کا مشاعرہ ملاحظہ فرمایا۔ آئیے اس محمود شاعری کا بھی ایک مشاعرہ سنتے جائیے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا قصیدہ نور۔ سبحان اللہ! ایمان والوں کے لئے موجب صد سرور قصیدہ ہے۔ اس کا ایک ہی شعر پڑھتے ہوئے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ آپ نے اس قصیدہ میں ایک جگہ فرمایا ہے۔

باغِ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا  
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا  
حضرت مولانا اسیر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت کے تتبع میں اٹھے اور فرمایا:  
مرحبا آیا عجب موسم سہانا نور کا  
بلبلیں گاتی ہیں گلشن میں ترانہ نور کا  
اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔

پشت پر ڈھلکا سر انور سے شملہ نور کا  
دیکھیں موسیٰ طور سے اُترا صحیفہ نور کا

حضرت بدایونی نے فرمایا:

نور کا سر پر عمامہ اور شملہ نور کا  
اڑ رہا ہے عرشِ اعظم پر پھریرا نور کا

شبِ معراج حضور ﷺ کو جب جنت کا دولہا بنایا گیا۔ تو اس وقت کے  
نظارہ نور کا نقشہ اعلیٰ حضرت نے یوں کھینچا:

کیا بنا نامِ خدا سرا کا دولہا نور کا  
سر پہ سہرا نور کا بر میں شہانہ نور کا  
اور حضرت بدایونی نے نقشہ یوں کھینچا:

معنی نورِ علیٰ نورِ شبِ اسریٰ کھلے

چہرہ پر نور پر باندھا جو سہر نور کا

”دوشالہ“ کا لفظ دیکھئے اعلیٰ حضرت نے کس طرح نبھایا ہے۔ حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں حضور ﷺ کی دو صاحبزادیاں آئیں۔ اس چیز کو اعلیٰ  
حضرت اس شعر میں بیان فرماتے ہیں:

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا

ہو مبارک تجھ کو ذوالنورین جوڑا نور کا

حضرت مولانا اسیر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دوشالہ کو جس طرح نبھایا ہے

وہ بھی دیکھئے:

جبدا صل علیٰ حسنین کاندھوں پر سوار

مرحبا دوشِ بنی پر ہے دوشالہ نور کا

لفظ ”پسینہ“ کو بھی اعلیٰ حضرت اور مولانا بدایونی نے نبھایا ہے اور بڑے

ہی ایمان افروز طریقے سے، قرآن پاک کی جلد پر سونے کا پانی چڑھایا جائے تو

جلد سنہری اور خوبصورت نظر آتی ہے۔ حضور ﷺ کے رخِ انور پر پسینہ آتا ہے تو

اعلیٰ حضرت اس کا ذکر اس طرح فرماتے ہیں:

آبِ زَرِّ بِنْتَا هَيْ عَارِضٍ پَرِ پَسِينَةِ نَوْرِ كَا  
 مَصْحَفِ اعْجَازِ پَرِ چڑھتا هے سونا نورا كَا  
 یعنی سرکار كا چہرہ انور قرآن هے اور یہ جو اس چہرہ انور پر پسینہ آرہا هے  
 یہ سونے كا پانی هے جو اس قرآن پر چڑھایا جا رہا هے۔ سبحان اللہ! حضرت بدایونی  
 نے پسینہ آنے كا ذکر یوں فرمایا:

آ گیا ریشِ مبارک پر پسینہ نور كا  
 نور كے خوشے میں هے ہر دانہ دانہ نور كا  
 الغرض یہ وہ شاعری هے جو کلیدِ درِ جنت هے اور ہمارے اسلاف رضی اللہ عنہم  
 نظر و نثر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم كی نعت خوانی كرتے رہے تو خود ہی فیصلہ كر لیجئے كہ یہ نعت  
 خوانی بدعت هے یا سنتِ اسلاف؟ تو بھائیو! ہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم كے عت خواں تھے،  
 ہیں اور رہیں گے اور بقول اعلیٰ حضرت:

خاک ہو جائیں عدو جل كر مگر ہم تو رضا  
 دم میں جبك دم هے ذكر انكا سنا تے جائینگے

ارشادِ حسان رضی اللہ عنہ:

ہاں تو میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ كا ذكر كرنے لگا تھا اور یہ بتانے لگا تھا كہ  
 نہ صرف ہمارا بلکہ ہر صاحبِ ایمان كا یہی ایمان هے۔ چنانچہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ  
 نے ایک مرتبہ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم كی ان لفظوں سے تعریف فرمائی:  
 وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ وَأَكْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي  
 ترجمہ: یا رسول اللہ! میری ان آنکھوں نے آپ سے زیادہ حسین و جمیل کسی كو  
 نہیں دیکھا۔

اور پھر عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ! شاید کوئی یوں کہہ دے کہ تمہاری آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ تو یہ تمہاری آنکھوں کا قصور ہے۔ ممکن ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین و جمیل کوئی دوسرا بھی ہو۔ تو اس امکان کی دوسرے مصرعہ میں تردید کر دی کہ: وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے زیادہ کامل حسین و جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں، گویا:

رخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا کوئی اور آئینہ

نہ ہماری چشمِ خیال میں نہ دکانِ آئینہ سباز میں

آگے سنئے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کیا کہتے ہیں:

خُلِقْتَ مُبْرَأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ

كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہر عیب سے پاک پیدا فرمائے گئے ہیں۔ گویا جیسے

آپ نے خود چاہا ویسے ہی اللہ نے آپ کو بنا دیا۔

سبحان اللہ! دیکھا آپ نے صحابہ کا عقیدہ! قربان جائیں اس ایمان

افروز اور باطل سوز شعر پر کیا ہی پیارا ارشاد ہے کہ حضور! آپ کو تو اللہ نے آپ

کی منشاء کے مطابق بنایا ہے۔ میرے دوستو! آؤ اس شعر کو سمجھنے کے لئے پہلے اپنی

خلقت کے متعلق قرآن کا ارشاد سنو!

ہماری خلقت:

مجھے اور آپ سب کو بھی اللہ ہی نے بتایا ہے مگر ہمارے لئے خدا کا

ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ۔ (پ ۳، ع ۹۶)

ترجمہ: وہی ہے جو تمہاری باؤں کے پیٹ میں تمہاری تصویر بناتا ہے جیسی چاہے۔

یعنی ہمیں جب اللہ نے پیدا فرمایا تو ہماری شکل و صورت کو اس نے جیسا کہ خود چاہا بنا دیا۔ کسی کو خوبصورتی دے دی کسی کو نہ دی۔ کسی کو رنگ کالا دے دیا کسی کو گورا رنگ عطا فرما دیا۔ کسی کا قد لمبا رکھا کسی کو پست قد بنا دیا۔ اسی لئے فرمایا كَيْفَ يَشَاءُ۔ جیسا کہ اس اللہ نے چاہا۔ ویسا بنا دیا۔ تو میرے بزرگو! آیت کے اس كَيْفَ يَشَاءُ کو سامنے رکھو اور پھر حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا یہ مصرعہ پڑھو:

كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ۔

اور اس میں ”کما تشاء“ کو دیکھو اور پھر دیکھو کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کیا کہہ گئے؟ فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ! ساری مخلوق کو تو اللہ نے اپنی مرضی سے بنایا مگر جب آپ کو بنایا تو آپ سے پوچھ لیا تھا کہ پیارے تو خود بتا کہ تجھے کیسا بناؤں؟ سبحان اللہ! کیا بات کہہ گئے۔ گویا محبوب سے اگر پوچھ کر اس کی صورت کو بنایا جائے گا تو محبوب کب چاہے گا کہ اس میں کوئی عیب بھی رکھا جائے تو چونکہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر اللہ نے آپ کو بنایا ہے۔ لہذا ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی عیب نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے فرمایا: خُلِقْتَ مُبْرَأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ اور اسی لئے اعلیٰ حضرت نے بھی یوں فرمایا کہ:

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں

یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

کیوں دوستو! سمجھے آپ کہ ”محمد“ کسے کہتے ہیں۔ خوب یاد رکھو اور اس

حقیقت پر ایمان رکھو کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے عیب خدا نے ..... بے عیب پیدا

فرمایا ہے اور یہ واقعہ ہے کہ کسی مسلمان کے دل میں یہ خیال بھی پیدا نہیں ہو سکتا کہ معاذ اللہ حضور ﷺ میں کوئی عیب تھا بلکہ ہر مسلمان کا ایمان یہ کہتا ہے کہ ہمارے حضور ﷺ کا بال شریف بے عیب ہے۔

### مسلمان کا ایمان:

بال شریف بے عیب ہے۔ کیوں مسلمانو! کیا ہے کوئی ایسا مسلمان؟ جو یہ کہے کہ معاذ اللہ حضور ﷺ میں کوئی عیب تھا۔ تو بہ! کسی کی مجال نہیں کہ ایسا کہہ سکے۔ جس سے پوچھو یہی کہے گا کہ حضور ﷺ کا وجود باجود سرتاپا کمال ہی کمال اور نور ہی نور ہے۔ آپ کے کسی عضو نور میں کوئی عیب نہیں۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ کے لباس نور میں بھی کوئی عیب نہیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

منیل سے کس قدر ستھرا ہے وہ پتلا نور کا

ہے گلے میں آج تک کورا ہی گرتا نور کا

تو بھائیو! جن کے لباس نور تک میں کوئی عیب نہیں۔ ان کے کسی عضو نور میں کوئی عیب ہو سکتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں!!

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا!

تو فرمائیے جو شخص حضور ﷺ کے بال شریف میں کوئی عیب بتائے یا حضور ﷺ کے چہرہ نور میں کوئی عیب بتائے یا حضور ﷺ کے کانوں میں کوئی عیب بتائے یا حضور ﷺ کی نظر میں کوئی عیب بتائے۔ کیا ایسا شخص مسلمان ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں!! تو آئیے لگے ہاتھوں یہ مسئلہ بھی سمجھ لیجئے کہ کانوں کا عیب کیا ہوتا ہے؟ یہی نا کہ دور کی آواز نہ سن سکیں۔ آنکھوں کا عیب کیا ہوتا ہے۔ یہی نا کہ دور کی چیز نہ دیکھ سکیں۔ تو فرمائیے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے نعرہ رسالت



یا درود شریف کی آواز حضور ﷺ کے کان نہیں سن سکتے۔ انہوں نے حضور ﷺ کے کانوں میں عیب ٹھہرایا یا نہیں؟ اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی چشمانِ مقدس دیوار کے پیچھے کی چیز کو بھی نہیں دیکھ سکتیں۔ انہوں نے حضور ﷺ کی مبارک آنکھوں میں عیب ٹھہرایا یا نہیں؟ یقیناً ان لوگوں نے حضور ﷺ کی سماعت و بصارت میں عیب ٹھہرایا۔

### حضور ﷺ کے کان مبارک:

یہ حقیقت ہے کہ اہل سنت ہی ایسی جماعتِ حقہ ہے جو حضور ﷺ کو ہر عیب سے پاک جان کر اس حقیقت کا اعتراف کرتی ہے کہ ہمارے حضور ﷺ کے کان مبارک وہ شان رکھتے ہیں کہ دور و نزدیک کی آوازیں سن لیتے ہیں۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کان لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

حضور ﷺ خود فرماتے ہیں:

إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرُونَ وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ۔

(ترمذی، ابن ماجہ خصائص ص ۶۷، ج ۱)

ترجمہ: میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ حضور ﷺ کے اس اپنے ارشاد سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو آوازیں ہمارے کان نہیں سن سکتے ان آوازوں کو حضور ﷺ کے مبارک کان سن لیتے ہیں۔ بہت ممکن ہے حضور ﷺ کے فضائل و کمالات کے دشمن یہ خدیث سن کر ضعیف و صحیح کا قصہ چھیڑ دیں اور اپنے کمزور اور ضعیف بلکہ بالکل مردہ اور برائے نام ایمان کا مظاہرہ کرنے لگیں۔ اس لئے آئیے پہلے قرآن سے آپ کو بتائیں کہ نبوت کے

کان کیا شان رکھتے ہیں۔

## قرآن کا ارشاد اور سلیمان علیہ السلام کا قصہ:

حضرت سلیمان علیہ السلام کی زبردست حکومت اور وسیع سلطنت کو کون نہیں جانتا؟ سبحان اللہ! جن تک آپ کے محکوم تھے اور ہوا بھی آپ کی خادم تھی۔ آپ کو جہاں جانا ہوتا۔ ہوا کو حکم دیتے وہ آپ کا تخت اڑا کر وہیں لے جاتی۔ اللہ اکبر! کیا شان ہے انبیاء کرام علیہم السلام کی اور اے نبیوں کو اپنی مثل کہنے والو! ایک تم بھی ہو کہ تمہیں گدھا بھی اپنی پشت پر نہیں بیٹھنے دیتا۔ پھر کس منہ سے تم ان ارفع و اعلیٰ ہستیوں سے مماثلت کا دم بھرتے ہو۔

خدا کی شان تو دیکھو کہ کلچرٹی گنجی!

حضور بلبل بتاں کرے نوا سخی!

تو حضرت سلیمان علیہ السلام ایک مرتبہ اپنے تخت عالی پر تشریف فرما تھے اور جن و انس اور پرندے سب آپ کی پارگاہ میں حاضر تھے۔ اور یہ تخت بڑی شان و شوکت سے اڑ رہا تھا۔ اس شان و شوکت کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیکھا تو آپ کے دل میں یہ خیال آیا کہ میری بڑی شان ہے۔ اس شان کا اس وقت کوئی دوسرا تو نہ ہو گا۔ علامہ عبدالرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے زہرۃ المجالس میں لکھتے ہیں کہ اس خیال کے آتے ہی تخت کچھ ٹیڑھا ہو گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیکھا تو جلال میں آ کر تخت سے یہ آواز آئی۔ **وَاسْتَقِمْ قِبْلَكَ**۔ اور آپ بھی اپنے دل کو سیدھا کریں۔ یہ آواز سنتے ہی سلیمان علیہ السلام فوراً سجدہ میں گر گئے اور خدا کی عظمت و بڑائی بیان کرنے لگے۔ میرے بھائیو! اللہ کے مقرب و مقبول بندوں کی یہ شان

ہے کہ ان کے دلوں میں اس قسم کا کوئی معمولی سا خیال بھی آجائے تو خداوند کریم فوراً ان کے صاف و شفاف آئینہ دل سے اس قسم کی معمولی سی گرد کو بھی جھاڑ دیتا ہے اور کوئی دھبہ نہیں پڑنے دیتا اور ایک ہم بھی ہیں کہ دن میں ہزاروں اس قسم کے بلکہ اس سے بہت زیادہ اور کھر و غرور کے خیال آتے ہیں اور یہاں کوئی گرفت نہیں ہوتی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک سفید چادر پر معمولی سا بھی سیاہی کا دھبہ برا لگتا ہے اور فوراً دھولیا جاتا ہے اور جو چادر خیر سے ہو ہی ساری کی ساری سیاہ اس پر پوری دوات بھی انڈیل دیجئے تو بھی کچھ پتہ نہیں چلتا۔

### حضرت یوسف علیہ السلام اور آئینہ:

حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک مرتبہ آئینہ دیکھا اور جب اپنا بے مثل حسن و جمال ملاحظہ فرمایا تو دل میں اتنا خیال سا پیدا ہوا کہ دنیا بھر کے خزانے بھی میرے حسن و جمال کی قیمت نہیں ہو سکتے۔ اس خیال کے آنے پر خدائے بے نیاز نے اپنی بے نیازی یوں دکھائی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے سالارِ قافلہ کے ہاتھ حضرت کو معمولی قیمت پر بیچ دیا۔ چنانچہ قرآن میں ہے۔ **وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ سَعْدُودِيَّةٍ**۔ یعنی بھائیوں نے انہیں چند کھوٹے اور گنتی کے روپوں پر بیچ دیا۔

**مَنْ يَشْتَرِي غُلَامًا حَسِينًا جَمِيلًا لَيْسَ كَمِثْلِهِ فِي الدُّنْيَا**۔ یعنی کون خریدتا ہے۔ ایک ایسے غلام کو جو بڑا مظلوم اور غریب ہے۔ جس کی مثال دنیا بھر میں نہیں۔

بس حضرت کا یہ فرمانا اور آپ کی یہ تواضع اللہ کو پسند آگئی اور پھر جو

عروج و کلال۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ نے عطا فرمایا۔ وہ آپ جانتے ہیں۔  
تو معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے دل میں کوئی معمولی سا بھی خیال آجائے تو اللہ تعالیٰ فوراً انہیں کسی آزمائش میں مبتلا فرما کر ان کے دلوں کو صاف فرما دیتا ہے۔

ہاں! تو میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی بات کر رہا تھا کہ آپ ایک مرتبہ انسانوں، جنوں اور پرندوں کے زبردست لشکر کے ساتھ اپنے تخت پر تشریف فرما تھے اور تخت اڑ رہا تھا تو قرآن پاک فرمایا ہے۔

حَتَّىٰ إِذَا تَوَّأَ عَلَىٰ وَادِي النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا  
مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ○

(پ ۱۹، ع ۱۷)

اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ۔ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور  
ان کے لشکر بے خبری میں۔

یعنی یہ تخت ایک ایسے مقام پر پہنچا۔ جہاں چیونٹیاں بہت کثرت سے  
ہیں۔ ان چیونٹیوں کی ملکہ نے اپنی رعایا کو حکم دیا کہ سب اپنے اپنے بلوں میں  
گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ یہ لشکر تمہیں پیروں تلے مسل دے۔

ہمارے امام کی فقاہت:

دوستو! اس موقع پر ہمارے امام، امام اعظم رضی اللہ عنہ کی فقاہت بھی سنتے  
چلے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کوفہ میں داخل ہوئے اور کوفہ کی خلقت آپ کی گرویدہ  
ہوئی۔ تو آپ نے لوگوں سے کہا جو چاہو مجھ سے پوچھو۔ میں جواب دوں گا۔  
ہمارے امام نے ان سے دریافت کیا کہ فرمائیے! حضرت سلیمان علیہ السلام کے وادی  
النمل پر تشریف لانے پر جس چیونٹی نے سب چیونٹیوں کو اپنے اپنے بلوں میں

داخل ہو جانے کا حکم دیا تھا۔ وہ چیونٹی نہ تھی یا مادہ؟ حضرت قتادہ اس سوال پر خاموش ہو گئے۔ امام اعظم نے فرمایا وہ مادہ تھی۔ قتادہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا؟ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ فرمایا! قرآن میں ارشاد ہوتا ہے۔ **قَالَتْ نَمْلَةٌ**۔ اگر نہ ہوتی تو یوں ارشاد ہوتا۔ **قَالَ نَمْلَةٌ**۔ (خزائن العرفان) سبحان اللہ! اس سے ہمارے امام ہمام کی شان علم معلوم ہوتی ہے۔ تو وہ چیونٹی ان چیونٹیوں کی ملکہ تھی اور اس نے حکم دے دیا کہ سب چیونٹیاں اپنے اپنے بلوں میں گھس جائیں۔ اب آگے سینے۔ قرآن کیا فرماتا ہے۔ فرمایا:

**فَتَبَسَّ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا.....** تو سلیمان عليه السلام اس چیونٹی کی اس بات سے ہنس پڑے۔

دیکھ لیجئے، حضرات! قرآن سے کس طرح صاف طور پر یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ حضرت سلیمان عليه السلام نے اس چیونٹی کی بات سن لی اور ہنس پڑے۔ مفسرین کرام رضی اللہ عنہم نے لکھا ہے کہ حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ نے اس چیونٹی کی یہ بات تین میل دور سے سن لی تھی۔ (خزائن العرفان) تو فرمائیے! آج ہم میں سے کس کے ایسے کان ہیں کہ تین میل دور سے نہ سہی۔ چیونٹی کے منہ سے لگ کر بھی اس کی بات سن سکیں؟

**حضرت سلیمان عليه السلام اور چیونٹی کا پُر لطف مکالمہ:**

علامہ عبدالرحمن صفوری نے نزہۃ المجالس ص ۲۰۸ جلد ۱ میں حضرت سلیمان عليه السلام اور اس چیونٹی کا پُر لطف مکالمہ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں حضرت سلیمان عليه السلام نے اس چیونٹیوں کی ملکہ سے سلام فرمایا۔ تو اس ملکہ نے سلام کا جواب عرض کیا اور پھر کہا: حضور! آپ یہ نہ سمجھیں کہ آپ ہی صاحب امر و نہی اور

مالکِ تخت و تاج ہیں۔ میں ایک ضعیف چیونٹی ہوں مگر خدائے بزرگ و برتر نے میرے ماتحت بھی چالیس سپہ سالار کر رکھے ہیں اور ہر سپہ سالار کے ماتحت چالیس چالیس ہزار چیونٹیوں کی بے حد طویل صفیں ہیں۔ ان سب پر میں جاکم ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: ”اچھا اے ملکہ! یہ تو بتا کہ تمہارا لباس سیاہ کیوں ہے؟“ وہ بولی! حضور! دنیا مصیبتوں کا گھر ہے اور دنیا والے اہل مصائب اور اہل مصائب کا لباس اسی رنگ کا ہوتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ تمہارے جسم کے وسط میں یہ گہرائی کیوں ہے؟ اس نے عرض کیا عالیجاہ! یہ بندگی کا پڑکا ہے۔ خدا کی اطاعت و عبادت کے لئے میں نے کمر کس رکھی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پھر پوچھا۔ اور تم مخلوق سے دور کیوں رہتی ہو اور یہ باہر جنگل میں ڈیرا کیوں لگا رکھا ہے؟ وہ بولی اے اللہ کے رسول! سلام ہو تم پر! دنیا والے خدا سے غافل ہیں اور غافلوں سے دوری ہی اچھی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پھر پوچھا اور یہ تو بتاؤ کہ تم ننگی کیوں رہتی ہو؟ اس نے جواب دیا۔ حضور! اس لئے کہ دنیا میں آئے بھی ننگے اور جانا بھی ننگے ہی ہے۔ پھر تھوڑی سی مدت کے لئے لباس کی کیا ضرورت؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تم اپنے کھانے کے لئے کس قدر بوجھ اٹھا لیتی ہو۔ وہ بولی! زیادہ سے زیادہ ایک دانہ گندم۔ فرمایا۔ اتنا کم؟ بولی قبلہ! اس لئے کہ میں مسافر ہوں اور مسافر کے لئے جتنا بوجھ کم ہو بہتر ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تمہارا نام؟ بولی بندی کا نام منذرہ ہے۔ یعنی ڈرانے والی۔ اَنْذِرُ اصْحَابِي عَنِ الدُّنْيَا السَّاحِرَةِ وَاَرْغَبُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ۔ میں اپنے ملنے والوں کو اس جادوگر دنیا سے ڈراتی اور آخرت کی رغبت دلاتی ہوں۔

کیوں بھائیو! اے ترقی یافتہ لوگو! اے اپنی سائنس پر ناز کرنے والے جنٹلمینو! ہے کوئی تم میں سے ایسا جس کے کان چیونٹی کی باتیں سن سکیں۔ اگر ہے تو دکھاؤ۔ ورنہ اس بات پر ایمان لاؤ اور بھائیو! یہ تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے کان ہیں اور ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے بھی سردار ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں کسی کوشبہ کیوں ہو کہ اَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ۔ میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے؟ بیشک، بیشک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سنتے ہیں۔ پاکستان کی سنتے ہیں۔ ہندوستان کی سنتے ہیں۔ زمین و آسمان کی سنتے ہیں بلکہ ہر دو جہاں کی سنتے ہیں۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان  
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

### حدیث کا ارشاد:

لیجئے لگے ہاتھوں ایک حدیث اور بھی سن لیجئے۔ طبرانی شریف کی حدیث ہے۔ حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

بَاتَ عِنْدِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ لِيَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ فَسَمِعْتَهُ يَقُولُ فِي مَبْوُوضِهِ بِاللَّيْلِ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ نَصِرْتُ نَصِرْتُ نَصِرْتُ۔

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے ہاں سوئے۔ آپ نماز تہجد کے لئے اٹھے

اور مقام وضو پر بیٹھے۔ تو میں نے سنا کہ آپ نے کسی سے جیسے کوئی پاس ہوتا

ہے۔ تین بار فرمایا۔ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ اور نَصِرْتُ نَصِرْتُ نَصِرْتُ یعنی حاضر

ہوں، حاضر ہوں، حاضر ہوں۔ تم مدد کئے گئے، مدد کئے گئے، مدد کئے گئے۔

ام المؤمنین فرماتی ہیں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ حضور!

آپ یہ کسے فرما رہے تھے۔ یہاں تو کوئی نہ تھا تو حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا:

هَذَا رَاجِزُ بَنِي كَعْبٍ وَهُمْ بَطْنٌ مِنْ خِزَاعَةَ يَسْتَصْرِخُونِي وَيَزْعَمُونَ

اِنَّ قُرَيْشًا اَعَانَتْ عَلَيْهِمْ بَنِي بَكْرِ - یہ بنی کعب کا راجز (جو اس وقت مکہ میں

تھے اور حضور ﷺ یہاں مدینہ منورہ میں) مجھ سے فریاد کر رہا ہے کہ قریش عہد کو

توڑ کر بنی بکر کی مدد کر کے ہم کو قتل و غارت کرنے پر آمادہ ہیں اور میں اسے لہیک

کہہ رہا تھا۔ (طبرانی شریف، ص ۲۰۱)

گویا مظلوم مکہ معظمہ میں حضور ﷺ سے فریاد کر رہا ہے اور حضور مدینہ

منورہ میں اس کی آواز سن کر لہیک فرما رہے ہیں۔ تو دوستو! پھر ہم کیوں نہ کہیں کہ:

فریاد امتی جو کرے حال زار کی!

ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

اور کیوں نہ مل کر اس شعر کا ورد کریں۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان!

کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

برکات نام محمد ﷺ:

میرے بزرگو اور دوستو! اس نام پاک کا معنی تو آپ سن چکے۔ اب

آئیے اس نام پاک کے فیوض و برکات سنئے۔ یہ واقعہ اور حقیقت ہے کہ دنیا و

مافیہا، عرش و فرش، جنان و مافی الجنان اور زمین و آسمان کا قیام و بقا اسی نام پاک

کی بدولت ہے۔

نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے



حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ اسی نام کے صدقہ میں قبول ہوئی۔ حضرت  
نوح علیہ السلام کی کشتی اتنے بڑے طوفان میں اسی نام کی برکت سے محفوظ رہی۔  
اگر نام محمد را نیاوردہ - شفیع آدم!  
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نچینا

گناہوں کو مٹانے والا:

حضرت علامہ نہہانی رحمۃ اللہ علیہ نے حجتہ اللہ علی العالمین میں یہ روایت درج  
فرمائی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا۔ جس نے دو سو سال خدا کی نافرمانی  
کی۔ وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کی لاش کو روڑی (گندی جگہ) پر پھینک دیا۔ اللہ  
تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم اُسے وہاں سے اٹھا کر باعزت دفناؤ۔  
اور اس کے لئے ہم سے دعائے مغفرت ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔ ارشاد ہوا  
کہ ٹھیک ہے وہ واقعی گنہگار اور نافرمان تھا۔

إِلَّا إِنَّهُ كَانَ كَلِمًا نَشَرَ التَّوْرَةَ وَنَظَرَ إِلَى اسْمِ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ) قَبْلَهُ وَوَضَعَهُ عَلَى عَيْنَيْهِ وَصَلَّى عَلَيْهِ فَشَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ وَغَفَرْتُ  
ذُنُوبَهُ۔ (حجتہ اللہ علی العالمین، ص ۱۲۴)

مگر وہ جب تورات کھولتا اور میرے محبوب محمد کا نام دیکھتا تو وہ اس نام کو  
چومتا اور اپنی آنکھوں پر لگاتا تھا۔ اس لئے مجھے وہ پیارا لگتا ہے۔ میں نے اس  
کے دو سو سال کے گنہ بخش دیئے۔

جہنم سے بچانے والا:

دلائل النبوة میں یہ حدیث مزوی ہے کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ  
تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لِأَعَذِبُ أَحَدًا تُسَمَّى بِاسْمِكَ فِي النَّارِ ○  
مجھے میری عزت و جلال کی قسم! جس شخص کا نام محمد ہوگا اُسے کبھی جہنم  
میں نہ ڈالوں گا۔

دیکھا مسلمانو! ہمارے آقا کا پیارا نام کس قدر سفید و نافع اور بلاؤں کا  
دافع ہے۔ کیا خوب کہا ہے کسی نے:

اے صل علی نام ہے کیا نامِ محمد  
گرتوں کو یہ لیتا ہے بچا نامِ محمد  
یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا  
بگڑی کو بھی لیتا ہے بنا نامِ محمد

وہ جن کا یہ نام ہے:

میرے بھائیو! مقامِ غور ہے کہ یہ تو اس نام کا فیض و کمال ہے کہ یہ دو سو  
سال کے گناہوں کو مٹا دے۔ جہنم سے بچالے۔ تو وہ جن کا یہ نام ہے۔ وہ خود کس  
قدر فیوض و برکات کے مالک ہوں گے۔ جب نام اتنا رافع و نافع ہے تو نام والا  
کیوں نہ رافع و نافع و شافع ہوگا؟ خوب فرمایا اعلیٰ حضرت نے:

روتی آنکھ ہنساتے یہ ہیں	جلتی آگ بجھاتے یہ ہیں
پلتی نیویں جماتے یہ ہیں	چھوٹی نبضیں چلاتے یہ ہیں
رافع نافع ، دافع شافع	کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں

جامع کمالات:

بزرگو! تقریر سابق سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ”محمد“ کہتے ہی

اسے ہیں جو بے عیب ہو اور جامع کمالات ہو۔ پھر وہ لوگ جو حضور ﷺ کو محمد بھی کہتے ہیں اور معاذ اللہ حضور ﷺ کے علم میں آپ کے اختیار میں، آپ کے تصرفات و دیگر کمالات میں عیب بھی بیان کرتے ہیں۔ کس قدر جاہل اور گمراہ ہیں۔ ان لوگوں کو چاہیے کہ یا تو حضور ﷺ کو محمد کہنا چھوڑ دیں یا پھر حضور ﷺ کے جملہ کمالات کو بھی مانیں۔

### لطیفہ:

کہتے ہیں رمضان کی تیسویں تھی اور شام کے وقت مرد عورتیں سب اپنے اپنے مکانوں کی چھتوں پر عید کا چاند دیکھ رہے تھے۔ ایک عورت اپنے چھوٹے بچے کو پاخانہ کرا رہی تھی کہ ایک دم شور اٹھا کہ چاند ہو گیا۔ چاند ہو گیا۔ یہ عورت چاند دیکھنے کی خاطر جلدی میں اٹھی اور اسی افراتفری کے عالم میں بچے کی پیٹھ صاف کرتے ہوئے اس کی انگلی کو نجاست لگ گئی۔ کوٹھے پر گئی اور عورتوں کی عادت کے مطابق اپنی وہی نجاست آلود انگلی ناک پر رکھ کر چاند دیکھنے لگی۔ ادھر چاند نظر آیا اور ادھر اس کی نجاست آلود انگلی سے اس کی ناک میں بدبو پہنچی۔ تو حیران رہ کر اپنی ساتھ والی عورتوں سے کہنے لگی۔ بہنو! چاند تو واقعی ہو گیا مگر یہ کیا بات کہ اس سال کا چاند ہے بڑا سڑا ہوا کہ اس سے بڑی بدبو آرہی ہے۔ ان عورتوں نے جب یہ بات سنی تو غور سے دیکھ کر کہنے لگیں۔ بے وقوف! چاند اور بدبو؟ یہ کب ممکن ہے۔ یہ دیکھ تیری اپنی ہی انگلی نجاست آلود ہے۔

تو میرے بھائیو! ”محمد“ اور عنعم نہ ہو؟ ”محمد“ اور اختیار نہ ہو! ”محمد“ اور تصرف فی الکون نہ ہو؟ ”محمد“ اور جمیع کمالات نہ ہوں؟ یہ کب ممکن ہے۔ اے بد بخت منکرو! خود اپنے نجاست آلود ایمانوں کو دیکھو کہ خود تمہارے ایمان ہی

نجاست آلود ہیں۔ پڑھیے درود شریف۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

### رسول اللہ:

اسم پاک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بیان ختم ہوا۔ اب آئیے ”رسول اللہ“ کے متعلق کچھ عرض کروں تو سنئے! اس آیت شریفہ میں اللہ نے اپنے محبوب کی رسالت کا ڈنکا بجایا ہے۔ اور فرمایا ہے ”محمد رسول اللہ“ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش پینچمیر تشریف لائے اور سب نے یہی اعلان کیا کہ اللہ ایک ہے مگر آہ! دنیا نے کما حقہ خدا کی ہستی و وحدانیت کو تسلیم نہ کیا۔ حتیٰ کہ خدا نے اپنے آخری پیغمبر ”محمد رسول اللہ“ کو مبعوث فرمایا اور فرمایا اے پیارے! ایک لاکھ چوبیس ہزار پینچمیر دنیا میں آئے اور سب نے یہی درس دیا کہ اللہ ایک ہے۔ ان لوگوں نے میری توحید کو تسلیم نہیں کیا (الا ماشاء اللہ) پیارے محبوب اب تو اپنی زبان سے میری توحید کا اعلان کر اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ کہہ دے ”اللہ ایک ہے“ تیرے اعلان سے ہی میری توحید کا پرچم لہرائے گا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان توحید سے یہ انقلاب نظر آیا کہ:

ادھر سے ادھر پھر گیا رخ ہوا کا!

کے مطابق نہ صرف یہ کہ بت پرست بلکہ خود بت بھی۔ ”اللہ ایک ہے“، ”اللہ ایک ہے“ کا نعرہ لگانے لگے تو اللہ تعالیٰ ”قل هو اللہ احد“ کا حکم فرما کر گویا یوں فرما رہا ہے کہ پیارے تم کہو ”اللہ احد“ اللہ ایک ہے اور میں کہتا ہوں۔ ”محمد رسول اللہ“ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ تم میری توحید کا پرچم لہراؤ اور میں تمہاری رسالت

کا ڈنکا بجاتا ہوں۔ گویا تم میرے اور میں تمہارا۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت نے لکھا ہے:

جناب محمد برائے الہی جناب الہی برائے محمد

میرے بھائیو! دیکھا آپ نے اللہ کو اپنے محبوب سے کس قدر پیار ہے

اور توحید کا اعلان اپنے محبوب کی زبان سے کر رہا ہے۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں۔ کہ

توحید وہی توحید ہے جو بزبان رسالت اور وسیلہ رسول سے ہمیں ملی اور وہ توحید

جس میں رسالت کا دخل نہ ہو۔ شیطانی توحید ہے۔ ہم ایسی توحید کے قائل نہیں۔

معرفت الہی کی دولت ہمیں در رسالت ہی سے حاصل ہوئی ہے اور اسی در سے سب

کچھ ملتا ہے اور خدا تعالیٰ نے ”محمد رسول اللہ“ کہہ کر حضور ﷺ کی رسالت کا

ڈنکا بجا کر پھر ہمیں اپنے اس رسول کا ہی دست نگر بنایا ہے اور یوں حکم دیا ہے کہ:

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (پ ۲۸، ۲۷)

جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں لے لو اور جس چیز سے روکیں رک جاؤ۔

گویا ”محمد رسول اللہ“ اللہ کی نعمتوں کے قاسم ہیں اور حضور ﷺ ہمیں

دیتے ہیں اور ہم لیتے ہیں۔ خدا کی طرف سے جو کچھ ہمیں ملنا ہے اسی در سے اور

جو اس در سے محروم ہے وہ پھر محروم ہی ہے۔ اس کے لئے کچھ بھی نہیں۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مفر!!

جو وہاں سے ہو یہیں آگے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

منکرین حدیث:

میرے بزرگو اور عزیزو! اس آیت میں دیکھ لیجئے۔ خدا تعالیٰ نے کس

شان سے اپنے محبوب کا نام لے کر ان کی رسالت کا اعلان فرمایا ہے مگر اس ملحدانہ

دور میں کچھ لوگ ایسے بھی پیدا ہو گئے ہیں جو رسالت کے منکر ہیں اور قرآن کا

لنباوہ اوڑھ کر حضور سرور عالم ﷺ کی ذات بابرکات اور آپ کے ارشادات سے برگشتہ کرنے کی ناپاک کوششوں میں ہیں۔ یہ لوگ رسالت اور حدیث کے خلاف منظم طور پر سازش کر رہے ہیں۔

يَرِدُونَ لِيُطْفِعُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ

الْمُشْرِكُونَ ○

ترجمہ: یہ لوگ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ اپنے نور کا پورا کرنے والا ہے۔ اگرچہ کافر برا منائیں۔

اللہ تعالیٰ جب اپنے محبوب کی رسالت کا ڈنکا بجا رہا ہے۔ گویا منکرین رسالت اور دشمنان حدیث بھلا خدا کا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے

یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا

مسلمانو! ان لوگوں نے محض دھوکا دینے کے لئے اپنے آپ کو مسلمان

مشہور کر رکھا ہے۔ حالانکہ جانِ اسلام اور روحِ ایمان یعنی رسالتِ مصطفیٰ ﷺ کا

ان کے دل میں وقار ہی نہیں اور وہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی کوئی ضرورت ہی نہیں

سمجھتے (معاذ اللہ) چنانچہ ان لوگوں نے صاف صاف یہ لکھ دیا ہے کہ:

”قرآن کی تشریح و توضیح کے لئے کسی خارجی سہارے کی ضرورت نہیں

ہے۔“ (طلوع اسلام، نومبر ۱۹۵۲ء، ص ۴۶)

دیکھا آپ نے! یہ ”خارجی سہارے“ سے ان کی کیا گمراہی ہے۔ اس

سے مراد ان کی حضور سرورِ عالم ﷺ ہیں۔ گویا ان کے لئے قرآن ہی بس ہے۔

اس کے بعد اب رسول ﷺ کی ضرورت نہیں حالانکہ جو قرآن ہمیں رسول کے

دروازے پر لا رہا ہے اور یہی قرآن ہمیں ”اطاعتِ رسول“ کا درس دے رہا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ قرآن کی تعلیم پر بجز ارشادِ رسول کے عمل ہو ہی نہیں سکتا۔

نماز اور زکوٰۃ کا حکم:

مثلاً نماز اور زکوٰۃ ہی کو لے لیجئے۔ قرآن فرماتا ہے۔

اقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَاطِيعُوا الرَّسُوْلَ۔

نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رسول کی فرماں برداری کرو۔

(پ ۱۸، ع ۱۳۶)

دیکھ لیجئے! اجمالاً فرما دیا کہ نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو مگر نماز کی ہیئت اور تفصیل؟ زکوٰۃ کی تفصیل و تشریح؟ یہ قرآن میں نہیں ہے۔ یہ تو فرما دیا کہ نماز پڑھو مگر نماز میں کیا کیا پڑھیں؟ کس کس وقت پڑھیں؟ اور کس طرح پڑھیں اور زکوٰۃ کون دے کون نہ دے؟ کب دے کس کس چیز کی دے؟ اس کی تفصیل قرآن میں نہیں ہے۔ بھائیو! یہ سوچنے کی بات ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نماز اور زکوٰۃ کی پوری پوری تفسیر بھی قرآن میں بیان کر دیتا تو یہ قرآن بجائے تمہیں پاروں کے اگر اکتیس پارے بھی ہو جاتا تو انہیں تفصیل تو سمجھ میں آ جاتی مگر اس لئے ایسا نہیں کیا اور ایسا کیوں نہیں کیا؟ صرف اس لئے کہ لوگ اس کے رسول سے بے نیاز نہ ہو جائیں۔ بس اتنا فرما دیا کہ اقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ۔ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ اور جب ہم نے یہ سوال کیا کہ الہی نماز پڑھیں کیسے اور زکوٰۃ دیں کیسے؟ تو ساتھ ہی یہ فرما دیا۔ وَاطِيعُوا الرَّسُوْلَ۔ اور رسول کی فرماں برداری کرو۔ گویا تفصیل درکار ہے تو میرے رسول سے پوچھو نماز و روزہ کا اجمالی حکم میں نے دے دیا اور اس کی مکمل تفصیل و تشریح میرا رسول کرے گا۔

بھائیو! دیکھ لو۔ خود قرآن ہی کس واضح طریق پر اپنی تفصیل و تشریح کے لئے رسول کی ضرورت بیان کر رہا ہے۔ مگر یہ لوگ کس ناعاقبت اندیشی سے یوں کہہ رہے ہیں کہ ہمیں کسی خارجی سہارے کی ضرورت نہیں۔

ہاں صاحب! آپ کو چونکہ اسلامی قیود و ضوابط اور شرعی پابندیوں ہی کی ضرورت نہیں۔ اس لئے آپ کو رسالت و ارشادات رسالت کی بھی ضرورت نہیں کہ یہ ساری پابندیوں کی تفصیل تو حدیث ہی میں ہے اور ”اجمال قرآن“ میں آپ اپنی من مانی کاروائیوں کی طفیل اپنے لئے جملہ چہیتی رہیں کھول سکتے ہیں اور خود قرآن ہی کی زبان سے یہ سرٹیفکیٹ حاصل کر سکتے ہیں کہ **يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا** یعنی (ارشادات نبویہ کو چھوڑ کر) قرآن کے ذریعہ خدا بہت سوں کو گمراہ بھی کر دیتا ہے۔

### رسالت:

ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ اللہ نے اپنے محبوب کا نام لے کر آپ کی رسالت کا اعلان فرما دیا اور یوں کہا: ”محمد رسول اللہ“ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ میرے بزرگو! ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس زمانہ میں مبعوث ہوئے ہیں۔ اس وقت ساری دنیا میں شرک و کفر کا اندھیرا چھا رہا تھا۔ لوگوں نے اپنے اللہ سے منہ موڑ کر اغیار سے رشتہ جوڑ رکھا تھا۔ بالخصوص ملک عرب میں شرک و ضلالت کا بڑا زور تھا۔ سینکڑوں ان کے معبود تھے حتیٰ کہ استنجا کے ڈھیلوں تک کو وہ پوج لیا کرتے تھے۔ کئی ایک بت تھے جو انہوں نے بڑی بڑی محنتوں سے خود بنائے تھے اور پھر ان کے آگے سجدے بھی کرتے تھے۔ اس قدر پستی و ذلت میں وہ لوگ گھر چکے تھے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تاج رسالت پہنے ہوئے جلوہ افروز ہوئے اور اس شان سے کہ آپ کے تشریف لاتے ہی سارا



جہاں تارک بقرہ نور بن کر چمک اٹھا۔ بقول شاعر:  
 جہاں تارک تھا ظلمت کدہ تھا سخت کالا تھا  
 کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا  
 حضور محمد رسول اللہ ﷺ نے اس عالم میں جو اپنا قدم مبارک رکھا۔ تو  
 دنیائے شرک و کفر اور عالم بت کدہ میں ایک زبردست انقلاب پیدا ہوا۔ حضور ﷺ  
 کی باطل شکن ندائے حق سے شیطان تھرا اٹھا اور دنیا سے بت پرستی لرز اٹھی۔

تری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا!

تری ہیبت تھی کہ پر بت تھر تھرا کر گر گیا

حضور ﷺ نے اعلان فرما دیا کہ:

يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ.....

ترجمہ: اے کافرو! یہ جنہیں تم پوجتے ہو، میں ان کو نہیں پوجتا۔

تمہارے معبود! لات و ہبل اور عزی نادانوں! ان کے آگے کیوں جھکتے

ہو۔ آؤ! میری بات سنو! اور ایک اللہ کو پوجو کافرو! تم ایسے ”خداؤں“ کو مت

پوجو! جنہیں خود تم نے بنایا۔ بلکہ آؤ اس خدا کو پوجو جس خدا نے تم کو بنایا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ۔ (پ، ا، ع، ۳۶)

ترجمہ: اے لوگو! تم اُس رب کی عبادت کرو۔ جس رب نے تمہیں بنایا۔

حضرات! ہمارے حضور ﷺ کی یہ آواز رسالت زمین آسمان میں گونج

اٹھی اور سر زمین عرب میں اس آواز حق کا یہ اثر ہوا کہ:

وہ کڑکا تھا بجلی کا یا صوتِ ہادی!

عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی!

## عزم و استقلال:

بت پرست اپنے اپنے طلسم پاش پاش ہوتے دیکھ کر گھبرا اٹھے اور حضور محمد رسول اللہ ﷺ کے درپے آزار ہو گئے۔ چنانچہ ان لات وعزی کے پجاریوں نے جب دیکھا کہ ”محمد“ (ﷺ) نے ہمارے ”خداؤں“ کو جھوٹا اور ہمیں کافر کہنا شروع کر دیا ہے تو ان لوگوں نے ایک میٹنگ کی اور سب نے یہ مشورہ کیا کہ چلو سارے مل کر محمد (ﷺ) کے چچا ابوطالب کے پاس چلیں اور ابوطالب سے کہیں کہ وہ اپنے بھتیجے کو اس کام سے روکے۔

## ابوطالب:

ہمارے حضور ﷺ اس وقت ابوطالب کے پاس ہی تھے۔ حضور ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما چونکہ وصال فرما چکے تھے۔ اس لئے حضور ﷺ ابوطالب کے پاس مقیم تھے اور اس بات سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ابوطالب نے حضور ﷺ کو اپنے پاس رکھ کر حضور ﷺ پر کوئی احسان کیا تھا۔ حاشا وکلا! ہمارے حضور ﷺ پر بجز اللہ کے اور کسی کا احسان نہیں ہے اور نہ ہی اللہ کو یہ بات منظور تھی کہ کسی دوسرے کا اس کے محبوب پر کوئی احسان رہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت عرب کے غیر سرسبز علاقے میں ہوئی تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ حضور ﷺ جو اس قدر علوم و اسرار کے مالک ہیں یہ تاثیر زمین کے باعث ہے۔

چنانچہ حضور ﷺ کے لئے اللہ نے ایک ایسی زمین کا انتخاب فرمایا جن کے متعلق قرآن ”بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ“ فرماتا ہے یعنی بالکل غیر آباد اور غیر سرسبز علاقہ تو حضور ﷺ پر اس علاقہ کا کوئی احسان نہیں بلکہ حضور ﷺ ہی کا اس علاقہ پر بھی احسان ہے کہ آپ کی بدولت یہ خطہ مبارک اور متبرک ہو گیا۔ بعض اوقات

مجلس اور سوسائٹی کا بھی اثر ہوتا ہے۔ ایک شخص کراچی یا بمبئی سے آئے اور اپنے علوم اور معلومات کا ذکر کرے تو کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ چونکہ یہ شخص کراچی یا بمبئی جیسے مرکزی شہر کا رہنے والا ہے اور ایک ایسے شہر میں مقیم ہے جہاں ہزاروں پڑھے لکھے آدمی رہتے ہیں۔ سینکڑوں علمی کتابیں مل سکتی ہیں۔ بیسیوں کالج اور سکول ہیں اس لئے اس کی اس قدر معلومات ہیں تو اللہ نے یہ بات بھی اپنے محبوب کے لئے پسند نہ فرمائی کہ کوئی یوں کہے کہ حضور ﷺ کے علوم کسی علمی مجلس یا کسی کالج و سکول کے رہین منت ہیں۔ اس لئے آپ ﷺ کو غیر تعلیم یافتہ اور ان پڑھ لوگوں میں مبعوث فرما کر یہ اعلان فرمایا کہ بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّمَّنْ لَكُم مِّنْهَا لِيَلْقِيَهُم فِي ظُلُمَاتِهِمْ وَقَدْ جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔ تو حضور ﷺ پر کسی کوئی سکول یا کالج تھا بلکہ سب کے سب ان پڑھ اور اُمی تھے۔ تو حضور ﷺ پر کسی سوسائٹی یا قوم کا بھی احسان نہیں بلکہ آپ ہی کی بدولت یہ ان پڑھ لوگ بھی علوم و اسرار کے مالک بن گئے اور دنیا بھر کے استاد بن گئے۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے

کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے بے شک حضور ﷺ کو کچھ عرصہ کے لئے دودھ

پلایا مگر کیا یہ اس کا حضور ﷺ پر احسان تھا یا حضور ﷺ کا حلیمہ پر احسان تھا کہ

ایک غریب بدویہ عورت کے گھر کو برکتوں سے معمور کر دیا۔ یہ حلیمہ خود فرماتی ہیں کہ:

”میری چھاتی میں دودھ آتا ہی نہ تھا اور اگر آتا بھی تھا تو

بہت کم۔ حتیٰ کہ میرا پیٹ کر بھر دودھ نہ پی سکتا تھا اور

رات بھر نہ سوتا اور نہ سونے دیا کرتا مگر جب حضور ﷺ کو لائی

ہوں تو آپ نے اپنے منہ مبارک میں جب دودھ ڈالا تو میری چھاتی میں اتنا دودھ پیدا ہو گیا کہ میرے بچے نے بھی اس دن پیٹ بھر کر دودھ پیا اور پھر اس رات ایسا مزے سے سویا کہ اس طرح کبھی میٹھی نیند سویا ہی نہ تھا۔ نیز ہم ایک بکری مکہ سے لائے تھے جو بڑی لاغر اور دبلی تھی۔ کبھی کبھار اس سے دودھ کی ایک دو دھاریں دوہ لیتے تھے جو اپنے بھوکے بچے کو پلا دیا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو اس بکری کو بھی ہم نے دیکھا کہ خلاف معمول اس کے تھن، دودھ سے بھرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہم نے اس بکری سے اتنا دودھ دوہا کہ ہم سب نے خوب پیٹ بھر کر پیا اور مزے سے سب سوتے۔“

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے حلیمہ کی خشک زمین بھی ہری ہری ہو گئی اور وہ مویشی جو گھر اور باہر بھی بھوکے ہی رہتے تھے۔ حلیمہ فرماتی ہیں کہ اب وہ ہمارے مویشی بھی خوب کھانے لگے اور موٹے ہونے لگے اور فرماتی ہیں کہ میرے شوہر نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ برکتیں دیکھیں تو کہا:

والله يا حلیمة لقد اخذنا نعمة مباركة۔

ترجمہ: بخدا! اے حلیمہ ہم نے جس بچے کو لیا ہے یہ بہت مبارک ہے۔  
یہ سارا تفصیلی واقعہ حجۃ اللہ علی العالمین کے ص ۲۵۴ پر دیکھئے اور فیصلہ کر لیجئے کہ یہ احسان حلیمہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان تھا حلیمہ پر۔  
میرے بزرگو! اسی طرح ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ابوطالب کے گھر

تشریف لائے تو ابوطالب ایک کثیر العیال شخص تھے۔ خصائص کبریٰ میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت درج فرمائی ہے کہ ابوطالب کے بچے ہمیشہ بھوکے رہتے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے پر اس کے کھانے میں کچھ ایسی برکت پیدا ہوئی کہ سارے بچے پیٹ بھر کر کھانا کھانے لگے اور بعض اوقات ابوطالب کے بچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار کیے بغیر کھانے کو بیٹھ جاتے تو ابوطالب کہتے اے بچو! اگر بھوکا رہنا ہے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی انتظار کئے بغیر کھانا کھا لو اور اگر پیٹ بھر کر کھانا چاہتے ہو تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو آ لینے دو (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ معلوم ہوا کہ ابوطالب پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا احسان تھا۔

### دھمکی:

میں تو کہہ رہا تھا کہ بت پرستوں نے مشورہ کیا کہ ابوطالب کے پاس چلیں اور اُسے جا کر کہیں کہ وہ اپنے بھتیجے کو ہمارے بتوں کی مخالفت سے باز رکھے۔ چنانچہ یہ لوگ ابوطالب کے پاس آئے اور ابوطالب سے کہا کہ تم اپنے بھتیجے کو روکو اور اگر تم نے اُسے نہ روکا اور نہ اس کی حمایت ترک کی تو پھر ہم اعلان جنگ کرتے ہیں۔ ہم سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہم لڑیں گے اور خون کی ندیاں بہا دیں گے۔ ابوطالب نے ان لوگوں کی یہ دھمکی سنی تو فکر لاحق ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی مجلس میں بلایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو پوچھا اے چچا! کیا بات ہے؟ ابوطالب نے کہا۔ بیٹا! یہ دیکھو! یہ مکہ کے فلاں صاحب ہیں اور یہ فلاں! یہ سب کے سب میرے پاس اس لئے آئے ہیں کہ تم اپنی تبلیغ بند کر دو اور انہیں اپنے حال پر رہنے دو۔ اگر تم نے اپنی یہ تبلیغ بند نہ کی تو یہ اعلان جنگ کرتے

ہیں اور لڑنے مرنے کے لئے تیار ہیں۔ بیٹا! مجھ میں اتنی ہمت نہیں کہ میں ان سے ٹکر لے سکوں۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ تم اپنی تبلیغ بند کر دو۔

دھمکی کا جواب:

حضرات! آپ دیکھئے! ہمارے حضور ﷺ نے اس نازک وقت میں جواب کیا دیا۔ کوئی لیڈر ہوتا یا مصنوعی نبی تو یقیناً ایک لمبا چوڑا معافی نامہ جان صداقت اور روح حقانیت تھی اور اللہ کی سچی رسالت جلوہ فرماتھی۔ اس نازک وقت میں ہمارے حضور ﷺ کا جواب یہ تھا۔ جسے شاعر نے نظم میں قلمبند کیا ہے کہ:

جفا و جور کی آندھی چلے طوفان آجائیں  
مٹانے کو مرے شداد اور ہامان آجائیں  
مرے ہاتھوں پہ لا کر چاند سورج بھی اگر رکھ دیں  
مرے پیروں تلے روئے زمیں کا مال و زر رکھ دیں  
خدا کے حکم سے میں باز ہرگز رہ نہیں سکتا!!  
یہ بُت جھوٹے ہیں میں جھوٹوں کو سچا کہہ نہیں سکتا

اے چچا! کچھ بھی ہو جائے مگر یہ بات نہیں ہو سکتی کہ میں اپنی تبلیغ کو بند کر دوں۔ چچا نے جو یہ جرأت آمیز اور عزم و استقلال کا اعلان محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سنا تو کہا۔ جانِ عم! تو جو چاہے کر۔ تمہارا کوئی کچھ بگاڑ نہ سکے گا۔

ہماری حالت:

میرے بھائیو! حضور ﷺ کے اس عزم و استقلال سے تم بھی سبق حاصل کرو اور شریعت کے معاملہ میں کسی دھمکی سے مرعوب ہو کر دامن شرع چھوڑ

دینے پر آمادہ نہ ہو جایا کرو۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج ہمیں اگر برادری کے افراد بھی شریعت سے ہٹانا چاہیں تو ہٹا لیتے ہیں۔ کسی کے لڑکے کی شادی ہوتی ہے تو برادری مجبور کرتی ہے کہ اس شادی میں خلاف شرع سب امور موجود ہونے ضروری ہیں۔ باجا بھی ہو، آتشیازی بھی ہو، اگر یہ چیزیں نہ ہوں تو ہم شادی میں شرکت نہ کریں گے۔ برادری کا یہ اعلان ہوتا ہے اور سرکارِ دو عالم ﷺ کا یہ اعلان ہوتا ہے کہ دیکھ اگر تیرے ہاں یہ خرافات ہوئیں تو میں اس شادی میں شرکت نہ کروں گا۔ آہ! کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آجکل کا برائے نام مسلمان برادری سے مرعوب ہو کر شریعت کا دامن چھوڑ دیتا ہے اور برادری کو تو اپنے ہاں بلا لیتا ہے مگر سرورِ عالم ﷺ کی پرواہ نہیں کرتا۔ فرمائیے شریعت کا دامن چھوڑ کر حضور ﷺ سے رشتہ توڑ کر پھر باقی رہا کیا؟ اور اس برائے نام اپنی مسلمانی سے ہم نے اسلام کو بدنام کیا یا نہیں؟ ایسی مسلمانی بھی کیا ہوئی جس میں سب وہی غیر مسلموں والی حرکتیں پائی جائیں۔

### ایک مجوسی کی حکایت:

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں ایک مجوسی کی حکایت لکھی ہے۔

یہ مجوسی حضرت بایزید بسطامی علیہ السلام کے زمانہ میں تھا۔ ایک مسلمان نے جو بڑا بے عمل مسلمان تھا۔ اس مجوسی سے کہا (اردو نظم میں ترجمہ سنئے)۔

کیوں نہیں ایمان لے آتا شتاب - کیا خدا کو دیگا ظالم تو جواب

آگ کو کیوں پوجتا ہے بے خرد - آگ کیا دیگی بھلا تجھ کو مدد

اس خدائے پاک پر ایمان لا - آگ کو بھی جس نے ہے پیدا کیا

مجوسی کو جب اُس بے عمل مسلمان نے دعوتِ اسلام دی تو اس مجوسی کا

عبرت آموز جواب سنئے۔ وہ بولا:

دیکھئے اے مہربان اسلام کے  
ایک تو اسلام شیخ بازید  
تاب و طاقت اس کی میں رکھتا نہیں  
ایسے تو اسلام کا میں ہوں غلام  
دوسرا اسلام جو ہے آپ کا  
میل دل گر اس طرف لاتا ہوں میں  
دیکھا آپ نے! اس مجوسی نے کتنی زبردست بات کہہ دی یعنی جو  
مسلمان اس قدر بد عمل ہوں کہ دوسرے لوگ اُن کو دیکھ کر بجائے اسلام کی طرف  
رغب ہونے کے اسلام سے بھاگنے لگیں تو وہ مسلمان کس منہ سے اپنے آپ کو  
مسلمان کہتے ہیں: ع

یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود!

مسلمانو یاد رکھو! مسلمان وہی ہے جو کسی حال میں بھی خدا و مصطفیٰ کا  
دامن نہ چھوڑے۔ دنیا بگڑے تو بگڑے، برادری ناراض ہوتی ہے تو ہو مگر اللہ اور  
اس کا رسول ہرگز ناراض نہ ہو۔ دنیا بگڑے اور برادری ناراض ہو تو ایسے وقت  
میں مسلمان وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھے اور برادری کی ناراضگی مول  
لے کر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی پا کر یہ اعلان کرے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

مرے عمل سے نہ شیخ خوش ہیں، نہ بھائی خوش ہیں نہ باپ خوش ہیں  
مگر میں سمجھا ہوں اس کو اچھا، دلیل یہ ہے، کہ آپ خوش ہیں



## برادری کی خوشی:

میرے عزیزو! آج جس برادری کو خوش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کا یہ عالم ہے کہ تم کچھ بھی کرو۔ وہ خوش ہوتی ہی نہیں۔ کوئی نہ کوئی نقص اور عیب نکال ہی لے گی۔ دیکھئے اگر آپ شادی کی روٹی میں اپنی توفیق سے بڑھ کر خرچ کریں تو یہ برادری کھاپی کر آپ کی روٹی پر تبصرہ یوں کرے گی۔

”اجی محض دکھاوا ہے دکھاوا۔ یہ جو اس نے حیثیت سے بڑھ کر خرچ کیا ہے۔ محض اس لئے کیا ہے کہ اس کی واہ واہ ہو۔ مگر ہماری تو رائے یہ ہے کہ جب اتنی توفیق نہ تھی تو اس قدر خرچ کی کیا ضرورت تھی۔ اگر آپ توفیق کے مطابق خرچ کریں گے تو برادری یوں کہتی ہوئی نکلے گی۔ ”اجی کیا کمال کیا ہے اس نے رب نے دے بھی تو رکھا ہے۔ اگر اس قدر خرچ کر ڈالا تو کوئی بڑی بات نہیں..... اور اگر آپ نے توفیق سے کم خرچ کیا تو برادری کہتی ہے کہ:

”بڑا کنجوس مکھی چوس ہے۔ دیکھو تو کس قدر امیر آدمی ہے مگر پکایا کیا

ہے اس نے!“

گویا یہ برادری ہر حال میں آپ سے شاکی رہے گی اور آپ پر خوش نہ ہوگی تو میرے بھائیو! پھر کس قدر ظلم ہے کہ ہم ایسی بیوفا جماعت کو خوش کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں اور شریعت جو ہر حال میں ہماری بھی خیر خواہ اور تمہارے دین و دنیا کی سرخروئی کی ضامن ہے۔ اس کی ہم پروا ہی نہ کریں۔ ہمارا فرض ہے کہ برادری بگڑتی ہے تو بگڑے مگر خدا اور رسول سے نہ بگاڑیں:

جس کام کو یہاں آئے ہیں وہ کام نہ بگڑے

نہ ہر چیز بگڑ جائے پر اسلام نہ بگڑے

## شیطان کے داؤ:

میرے بزرگو! یہ جو شیطان ہمارا ازلی دشمن ہے اور جس نے ہمارے بہکانے کی قسم کھا رکھی ہے۔ یہ بڑے بڑے حیلے بہانوں سے ہمارے ہاتھ سے دامن شریعت چھڑوانا چاہتا ہے۔ بیاہ شادیوں میں رنگارنگ اور دلچسپ لہو و لعب کے امور میں ہمیں الجھا کر یہ ہمارا متاع دین اڑالینا چاہتا ہے۔ مگر ہماری غفلت بھی انتہائی غفلت ہے کہ اس مردود کی چالوں کو ہم نہیں سمجھتے اور اس کی باتوں میں پھنس کر اپنی قیمتی سے قیمتی چیز دین و شریعت کو ہاتھ سے کھودیتے ہیں۔

## ایک درزی کا قصہ:

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک درزی کا قصہ لکھا ہے کہ اس کو ہزاروں لطیفے اور چٹکے یاد تھے۔ جب کوئی گاہک کپڑا سلانے کے لئے اس کے پاس آتا تو وہ گاہک کو لطیفے سنانے شروع کر دیتا تھا۔ لطیفے سن کر گاہک خوب ہنسنے لگتا اور جب وہ اپنی ہنسی میں لوٹ پوٹ ہو جاتا تو درزی اس کی نظر بچا کر اس کے کپڑے سے کچھ کپڑا کاٹ لیتا۔

ایک دن ایک شخص اپنا کوٹ سلانے کے لئے اس کے پاس آیا اور کپڑا درزی کو دیا تو درزی نے حسب معمول اُسے بھی ایک لطیفہ سنا دیا۔ وہ شخص ہنس کر دوہرا ہو گیا۔ اتنے میں درزی نے ایک گرہ کپڑا کاٹ لیا۔ گاہک نے فرمائش کی کہ ایک لطیفہ اور سناؤ۔ درزی نے دوسرا لطیفہ بھی سنا دیا۔ گاہک پھر ہنسا اور درزی نے موقع پا کر وہ گرہ کپڑا کاٹ لیا۔ گاہک نے پھر فرمائش کی کہ ایک لطیفہ اور سناؤ۔ درزی نے جواب دیا:

”تیسرا لطیفہ سنا دینے میں مجھے عذر تو کوئی نہیں مگر جناب کا کوٹ بہت

ہی چھوٹا ہو جائے گا۔“

مولانا رومی فرماتے ہیں اسی طرح شیطان بھی ہے جو انسان کو مختلف قسم کی شہوات اور نفسانی خواہشات کے چٹکوں میں الجھا کر اس پر غفلت طاری کر کے اس کے متاع ایمان پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیتا ہے۔ فرماتے ہیں غافل انسان! تو چالاک شیطان کے اس داؤ کو سمجھ اور اس کے ان چٹکوں میں آ کر اپنا متاع ایمان نہ کھو۔

### انقلاب:

ہاں تو میں بیان کر رہا تھا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے شرک و کفر کے خلاف اپنی آواز حق جو بلند فرمائی تو اس آواز پاک سے ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ بت پرست خدا پرست بن گئے۔ بت کے آگے جھکنے والے خدا کی بارگاہ میں جھکنے لگے اور قصر پستی میں گرے ہوئے عروج و وقار کے سٹیج پر نظر آنے لگے:

اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا  
خاک کے ذروں کو ہمدوش ثریا کر دیا  
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے  
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا بکر دیا

یہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعجاز اور کرشمہ تھا کہ دنیا کی کایا ہی پلٹ دی اور اپنی بے مثل مسیحائی سے مردہ دلوں میں ابدی زندگی پیدا فرمادی۔  
پڑھیے درود شریف۔

سرورِ عالم ہادیِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم  
شمعِ ہدایت نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

نام و نشان شک منا کر! اور توحید کا رنگ جما کر  
پھر لہرا دیا حق کا پرچم! صلی اللہ علیہ وسلم  
شان رسالت:

میرے بزرگو! اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ”محمد رسول اللہ“ فرما کر گویا  
حضور ﷺ کی شان والا کا اظہار فرما دیا اور بتا دیا کہ میرے محبوب جن کا نام نامی  
”محمد“ ہے وہ ”رسول اللہ“ ہیں۔ انہیں اپنی مثل نہ سمجھنا۔ وہ اللہ کے رسول ہیں اور  
جو اللہ کا رسول ہو اس کی شان کا کیا کہنا؟ اللہ کا رسول اپنی ذات بہ صفات میں  
مظہر حق ہوتا ہے اور ساری مخلوق سے بلند و بالا ہوتا ہے۔ جو لوگ ”رسول اللہ“ کو  
اپنی مثل اور عاجز و ناکارہ سمجھتے ہیں۔ وہ دراصل اللہ کی عظمت کے منکر ہیں۔  
دیکھئے! درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ مرید اگر نیک اور پابند شریعت ہیں  
تو ان کے پیر کا تقویٰ و تدین ظاہر ہوگا۔ شاگرد اگر لائق ہوں گے تو ان کے استاد  
کی لیاقت ظاہر ہوگی اور اگر مرید ہی بے دین ہیں تو پیر بھی ان کا ویسا ہی ہوگا۔  
شاگرد نالائق ہوں گے تو استاد بھی جاہل ہوگا۔ تو میرے بھائیو! اللہ کے رسول اگر  
بے مثل اور بڑی بڑی طاقتوں اور قدرتوں کے مالک تسلیم کیے جائیں گے تو ان  
کے بھیجنے والے اللہ کا بھی لاشریک ہونا اور قادر مطلق ہونا بخوبی ظاہر ہوگا اور اگر  
اس کے رسولوں ہی کو عاجز اور ناکارہ تسلیم کیا جائے گا اور نفع ضرر کا مالک تسلیم نہ  
کیا جائے گا تو اس سے یہ بات ظاہر ہوگی کہ اللہ بھی ایسا ہی عاجز و غیر قادر ہے۔

(معاذ اللہ)

تو بھائیو! ہم تو بھلا اللہ اسی حقیقت کا اظہار کرتے ہیں کہ ہمارے آقا و  
مولیٰ ﷺ بے مثل ہیں اور اس قدر تصرف کے مالک ہیں کہ درختوں کو حکم دیں تو

وہ حاضر ہوں۔ جانوروں کو ارشاد فرمائیں تو وہ لبیک کہتے ہوئے دوڑے آئیں۔ پتھروں کو حکم دیں تو وہ کلمہ پڑھنے لگیں۔ اُدھر چاند کی طرف اشارہ کر کے اس کے دو ٹکڑے کر دیں۔ غروب شدہ سورج کو واپس لے آئیں تو اس قدر طاقت اور اتنی قدرت رکھنے والا رسول، جس اللہ کا رسول ہے۔ وہ اللہ کیوں نہ وحدہ لا شریک ہو گا اور اس کی طاقتوں اور قدرتوں کا اندازہ کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ اللہ جس نے اپنے رسول کو اتنی طاقت و قدرت اور تصرف و اختیار بخش دیا ہے۔ وہ خود کتنی زبردست طاقت اور قدرت کا مالک ہوگا۔

میرے بھائیو! یہ تو ہے اہل سنت کا عقیدہ حقہ اور جو لوگ رسول کو محض اپنے جیسا ایک بشر کہتے ہیں اور اسے عاجز و ذلیل اور ذرہ ناچیز سے بھی کمتر سمجھتے ہیں۔ ان کے اس عقیدہ باطلہ کا نتیجہ یہی نکل سکتا ہے کہ ایسے رسول کا بھیجنے والا بھی کسی کام کا نہیں اور کوئی طاقت و قدرت نہیں رکھتا۔ اگر کچھ رکھتا ہوتا تو اپنے رسول کو تو کچھ دے کر بھیجتا تو بھائیو! اب خود ہی فیصلہ کر لو حق پر کون ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

اسی طرح یہ بات بھی سمجھ لیجئے کہ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ وہ اچھا نہیں کرتے اس لئے اس کا اثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر جا پڑتا ہے۔ اس لئے کہ مریدوں کے اعمال سے پیر کا اور شاگردوں کے علم سے استاد کا پتہ چلتا ہے کہ مریدوں کا پیر اور شاگردوں کا استاد کیسا ہے، مرید اچھے تو پیر بھی اچھا۔ مرید بے دین تو پیر بھی ویسا۔ شاگرد فیل ہو گئے تو گویا استاد ہی قابل نہ تھا۔ تو صحابہ کرام کو اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ وہ سارے مرتد ہو گئے (معاذ اللہ) تو گویا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض ہے

کہ اچھے رسول تھے کہ جن کے شاگرد سب کے سب فیل ہو گئے تو دوستو! اس عقیدہ باطلہ سے پناہ مانگو اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق یہ ایمان رکھو کہ وہ سب کے سب سچے مومن اور ساری امت سے افضل و اعلیٰ تھے اور ان سب سے بہتر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار یار اور پھر ان چاروں میں سب سے بہتر حضرت افضل الامۃ بالتحقیق سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ذرا پڑھئے تو:

نبیوں کے بعد ہیں سب سے بہتر	رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مولانا صدیق اکبر	رضی اللہ تعالیٰ عنہ
یار کے نام پر مرنے والا	سب کچھ صدقے کرنے والا
منزل عشق و صدق کا رہبر	رضی اللہ تعالیٰ عنہ
جان و مال اور کنبے والے	اللہ اللہ! ہیں کر ڈالے
نام نبی پر سارے پنچھاور	رضی اللہ تعالیٰ عنہ
غار کا دیکھو تو وہ منظر	کون ہے بیٹھا گود میں لیکر
سرورِ عالم کا سرِ انور	رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نظم بشر کی جس دم سن لی	جن و بشر اور حورو ملک بھی
کہنے لگے یوں سارے مل کر	رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تو میرے دوستو! اپنا عقیدہ درست رکھو اور ”محمد رسول اللہ“ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی کو خدا کے بعد سب سے بلند و بالا سمجھو اور اس قدر عظیم الشان رسول سے ذالہانہ محبت و عقیدت رکھو۔ دیکھو ”محمد رسول اللہ“ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ایسے محبوب ہیں کہ نہ صرف خدا ہی کے بلکہ خدائی بھر کے محبوب ہیں۔ نہ صرف انسانوں ہی کے بلکہ حیوانات و جمادات بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت اپنے

دلوں میں رکھتے ہیں۔ چنانچہ صحیح حدیث کا واقعہ ہے۔

### استن حنانہ کا قصہ:

حضور ﷺ اپنی مسجد شریف میں منبر بننے سے قبل کھجور کے ایک ستون سے تکیہ لگا کر وعظ فرمایا کرتے تھے۔ جب منبر بن گیا تو آپ ﷺ نے اس پر خطبہ فرمایا۔ ستون نے دیکھا تو رونے لگا۔ اس حدیث کا ترجمہ مثنوی شریف کی زبان سے سنئے! مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

استن حنانہ از ہجر رسول نالہ می زد ہچو ارباب عقول

یعنی یہ ستون فراق رسول میں عقلمند انسانوں کی طرح رونے لگا۔

در تحیز مادر اصحاب رسول! کرچہ می نالد ستوں باعرض و طول

صحابہ کرام حیران رہ گئے کہ یہ ستون کیوں روتا ہے؟

گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستوں! گفت جانم در فراق گشت خوں!

حضور ﷺ نے فرمایا اے ستون کیا چاہتے ہو؟ ستون نے عرض کیا کہ

حضور آپ کے فراق میں جان خون ہو گئی ہے۔

مسلمانو! دیکھو ایک ستون حضور ﷺ کی محبت میں کس طرح رو رہا ہے

اور عرض کر رہا ہے کہ حضور ﷺ آپ کے فراق میں مر رہا ہوں۔ آپ نے اب

مجھ سے تکیہ لگانا چھوڑ دیا ہے اور منبر کو مشرف فرمانا شروع کر دیا ہے۔

آئیے! اب آپ کو اس حدیث کے وہ الفاظ سناؤں جو حضور ﷺ نے

اس ستون کو ارشاد فرمائے۔ حضور ﷺ نے اُسے فرمایا۔

ان شئت رزاك الى الحائط الذی كنت فيه تنبت لك عروقك و

یکمل ..... و یحناولك خوض و ثمرة وان شئت اغرسدق فی الجنة

فتا كل اولياء الله من ثمرك۔

تمہاری شاخیں پھر نکل آئیں اور تمہاری خلقت کی تکمیل ہو جائے اور تمہیں پھر سے پھل لگ جائے اور اگر چاہو تو میں تمہیں جنت میں لگا دوں تاکہ اللہ کے اولیاء تمہارا پھل کھائیں۔

حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے اس سے یہ فرمایا تو وہ ستون بولا یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے جنت میں لگا دیجئے تاکہ اولیاء اللہ میرا پھل کھائیں اور میں ہمیشہ کے لئے قائم رہوں۔

فقال النبي صلى الله عليه وسلم قد فعلت۔

حضور ﷺ نے فرمایا ”اچھا میں نے ایسا کروایا“۔

(مواہب الدنیہ، ص ۳۶۶، جلد ۱)



# میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

خطاب

مولانا حافظ خان محمد قادری

## فہرست

89	کلامِ اقبال
91	آمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے
94	ایران کی حالات زار
95	نام اور کام میں تھا
96	ایرانی نظریہ
96	بہن کے بطن سے
98	برصغیر کی حالت
99	آمنہ کے لال کا صدقہ
101	نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
103	میلاذ کا جلوس
105	مصر
105	چین
106	سرزمین عرب
109	ایک صحابی
112	برکاتِ میلاذ
115	وصالِ یار

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من

الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلو

علیہم آیتک ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل

مبین ○ صدق اللہ العظیم ○

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

### کلام اقبال:

تھی تو موجود ازل سے ہی تیری ذاتِ قدیم

پھول تھا زیب چمن پر نہ پریشان تھی شمیم

شرطِ انصاف ہے اے صاحبِ الطافِ امین

بوئے گل پھیلتی کس طرح جو ہوتی نہ نسیم

ہم کو جمیعت کی خاطر یہ پریشانی تھی

ورنہ امت تیرے محبوب کی دیوانی تھی

ہم سے پہلے تھا عجب تیرے جہاں کا منظر

کہیں مسجود تھے پتھر کہیں معبود شجر

تجھ کو معلوم ہے لیتا تھا کوئی نام تیرا

قوت بازوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کام تیرا

بس رہے تھے یہیں سلجوتی بھی تورانی بھی

اہل چین چین میں ایران میں ساسانی بھی

اسی معمورے میں آباد تھے یونانی بھی  
اسی دنیا میں یہودی بھی تھے نصرانی بھی

پر تیرے نام پہ تلوار اٹھائی کس نے  
بات جو بگڑی ہوئی تھی وہ بنائی کس نے

تھے ہمیں ایک تیرے معرکہ آراؤں میں  
خشکیوں میں کبھی لڑتے کبھی دریاؤں میں

کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں  
دی اذانیں یورپ کے کلیساؤں میں

شان آنکھوں میں نہ چھتی تھی جہاں داروں کی  
کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی

مئے توحید کو لے کر صفتِ جامِ پھرے  
دشت میں کوہ میں لے کر تیرا پیغام پھرے

تجھ کو معلوم ہے کبھی ناکام پھرے  
صفحہ دہر سے باطل کو مٹایا ہم نے

تیرے قرآن کو سینوں سے لگایا ہم نے  
نوع انسان کو غلامی سے چھڑایا ہم نے

تیرے بچے کو جبینوں سے بسایا ہم نے  
دشت تو دشت رہے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے

بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے  
پیر بھی ہم سے گامے تو وفادار نہیں

اگر میں وفادار نہیں تو بھی تو ولدِ دار نہیں

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے  
دہر میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اجالا کر دے

برادرانِ اسلام!

میں نے آپ کے سامنے علامہ اقبال رحمۃ اللہ عنیہ کے اشعار کی شکل  
میں انسانی تاریخ کا تجزیہ پیش کیا ہے اور علامہ اقبال نے کمال فن سے اور کمال  
ذہانت سے انسانیت کی پوری تاریخ کا ابتدا سے لے کر حضور عنیہ السلام کے  
زمانے تک پورا نقشہ کھینچا کہ پہلے دنیا کیسے تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب  
تشریف لائے تو دنیا کیا سے کیا ہو گئی۔

برادرانِ اسلام! قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝

ترجمہ: بے شک اللہ نے اہل ایمان پہ احسان فرمایا۔

اِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا ۝

جب ان میں اللہ نے اپنا عزت والا اور شان والا رسول مبعوث فرمایا  
اور فرمایا جب میرا رسول تشریف لایا تو اس نے اس جہالت کدے کے اندر قرآن  
سنایا، ان لوگوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ فرمایا اور جب میرا نبی دنیا میں آیا تو  
فرمایا دنیا والو۔

اِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے:

میرے محبوب کے آنے سے پہلے پوری دنیا جہالت کی، ذالمت کی  
بالکل تاریک کوٹھری میں بند تھی اور دلدل میں گھری ہوئی تھی اور کوئی خطہ زمین کا

ایسا نہ تھا جہاں توحید کا نور جلوہ گر ہو جہاں اللہ کا بندہ سجدہ کرتا ہو۔ پوری روئے زمین کے اوپر جہالت، بت پرستی، وہم، شرک ان چیزوں کا دور دورہ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو ہر طرف روشنی پھیل گئی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے کا دور کھلی گمراہی کا دور ہے، انسان

انسانیت کے زیور سے عاری تھا۔

انسان کے پاس سب کچھ تھا انسانیت نہیں تھی۔

انسان کے پاس سب کچھ تھا شرافت نہیں تھی۔

سب کچھ تھا صفائی، ستھرائی نہیں تھی۔

غرضیکہ ایک غلیظ جانور اور انسان میں کوئی فرق نہیں تھا اور یہی حال

مشرق سے لے کر مغرب تک، شمال سے جنوب تک تمام کائنات کی ایک ہی شکل یعنی

کوئی سورج کا پجاری تو

کوئی چاند کا پجاری۔

کوئی ستاروں کو خدا بنائے بیٹھلا ہے، تو

کوئی پیپل کے درخت کو پوج رہا ہے، تو

کوئی آگ کو رب سمجھ رہا ہے۔

کوئی آگ کے سامنے سجدہ کر رہا ہے۔

کوئی پانی کے سامنے سجدہ کر رہا ہے۔

کوئی جمنا کا پجاری ہے۔

کوئی گنگا کا پجاری۔

کوئی پتھر کا پجاری۔

کوئی درختوں کا پجاری۔

کوئی گائے کا پجاری۔

خدا کو چھوڑ کر در در کی ٹھوکر کھا رہا ہے انسان۔ اتنے خدا بنا لیے انسان نے کہ اپنے ہاتھوں سے گھڑتا تھا، آپ بناتا تھا، آپ سجاتا تھا، آپ ہی جھک جاتا تھا۔ اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے صنم پوج رہا تھا۔ یہاں تک کہ گوبر جانور کے جسم سے نکلی، گوبر سے کیڑے پیدا ہوئے تو گوبر کے کیڑوں کو انسان نے خدا بنا لیا۔ گوبر کے کیڑوں کو پوجنے لگا انسان۔

سور، خنزیر کو کھانے لگا، کتوں کو اس نے کسی کسی جگہ پر اپنا معبود بنا لیا۔ یہ حالت بن گئی انسانیت کی تو زمین کا سینہ جلنے لگا کہ کس لئے مجھے مالک نے بنایا اور انسان نے میرا حال کیا کر دیا ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں:

تجھ کو معلوم ہے لیتا تھا کوئی نام تیرا

قوت بازوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کام تیرا

بستے تو سارے تھے پر تیرے نام پہ جنگ بدر کس نے کی تھی، تیرے نام پہ احد میں زخمی کون ہوا تھا۔ حسین کس کا تھا، حسن کس کا تھا، علی کس کا تھا، حمزہ کس کا تھا۔ یہ بھی تیری اس زمین پہ بس رہے تھے تیرا کھاتے تھے، تیری زمین سے اگاتے تھے لیکن جب عبادت کا وقت آتا تھا تو تجھے کوئی یاد نہیں کرتا تھا۔

تجھ کو معلوم ہے لیتا تھا کوئی نام تیرا

قوت بازوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کام تیرا

اس میں اقبال نے کوئی غلطی نہیں کی بلکہ سچ کہا ہے کہ کوئی کیڑوں کو پوج

زبا ہے، کوئی درختوں کو پوج رہا ہے کوئی ستاروں کو پوج رہا ہے لیکن یا اللہ تجھے کوئی نہیں جانتا، تجھے کوئی نہیں مانتا، تیری ذات کا کوئی پرستار نہیں ہے۔ اچانک کیسے ہوا کہ بتوں کے پجاری تیرے پجاری بن گئے، کعبے کے پاس ننگے ہو کر طواف کرنے والے کعبے کو غلاف چڑھانے والے ہو گئے۔ کعبے کے اندر بت سجانے والے کعبے کو پاک کرنے والے ہو گئے۔ اپنی بیٹیوں کو زندہ زمین میں گاڑھنے والے اپنی بیٹیوں کے محافظ بن گئے۔ اچانک یہ کیسے ہو گیا۔

عرض کرتے ہیں مولا تو بتا یونانی بھی زمین پہ تھے، ساسانی حکمران بھی تھے، سلجوقی حکمران بھی تھے، چینی چین میں تھے یہ سارے بس رہے تھے۔

بس رہے تھے یہیں سلجوقی بھی تورانی بھی

اہل چین چین میں اور یونان میں یونانی بھی

یہ اقبال تاریخ سے پردہ اٹھا رہا ہے

اسی معمورے میں آباد تھے یونانی بھی

اور اسی دنیا میں یہودی بھی تھے نصرانی بھی



پر تیرے نام پر اٹھائی تلوار کس نے

اور بات جو بگڑی ہوئی تھی وہ بنائی کس نے

جب ہمارے نبی کا میلاد ہو رہا تھا۔ تو اس وقت دنیا کا نقشہ کیا تھا۔

علامہ اقبال صاحب نے تو سارا چار فقروں میں ڈھال دیا لیکن معاملہ لمبا ہے۔

ایران کی حالات زار:

آپ ایران سے شروع کریں جو ہمارا ہمسایہ ہے، ایران کا اس وقت کیا



حال تھا جب نہیں آیا آمنہ کا لال تھا۔ ایران کے اوپر ساسانی حکمران تھے۔ آپ نام سنتے ہیں نوشیرواں کا، یہ بھی ایران کا تھا، یزدگرد بھی ایران کا تھا، رستم بھی ایران کا تھا۔ کوئی بادشاہ، کوئی کرنل یہ سارے ایران کے تھے۔ یہ سب ساسانی کہلاتے ہیں۔ تو جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ رہے تھے تو یہ ساسانی حکومت کیے جا رہے تھے لیکن حالت کیا تھی دو سپر طاقتیں تھیں زمین کے سینے پر۔

ایک طاقت کا نام تھا ایران فارس، اس کا حکمران کسریٰ کہلاتا تھا۔ دوسری طاقت کا نام تھا روم۔ اس کا بادشاہ قیصر کہلاتا تھا۔ قیصر و کسریٰ یہ دو طاقتیں تھیں۔ ان دونوں کے درمیان دنیا چکی کے پاٹوں میں پسے کی طرح پستی رہی، یہ پوری دنیا پہ چھائی ہوئی تھیں۔ ان دو طاقتوں کے درمیان پسے کی طرح چھوٹی چھوٹی طاقتیں تھیں۔

ایران فارس کہلاتا تھا اور اتنا بڑا ملک تھا، عراق بھی اسی میں، شام کا کچھ علاقہ بھی اسی میں، ہندوستان کا کچھ علاقہ بھی اسی میں، افغانستان بھی اسی میں، بلخ بخارہ بھی اسی میں تھا۔ ان کے عقیدے کیا تھے، ایمان کیا تھا، اخلاق کیا تھا، اخلاق بے حد گندہ تھا اگر پوری دنیا کی ناک کا کردار اتنا گندہ ہو تو باقی دنیا کا کیا حال ہوگا۔

نام اور کام میں تھا:

یہ اصول ہے کہ جس قوم کا وزیر اعظم اچھا ہوگا تو قوم بھی آہستہ آہستہ اچھی ہوگی۔ اگر وزیر اعظم شرابی ہوگا تو قوم بھی پھر نمازی نہیں ہو سکتی۔ اگر قوم کا صدر کمینہ ہوگا تو قوم بھی شرافت مآب نہیں ہوگی۔ جس قوم کا وزیر اعلیٰ کمینہ ہوگا اس قوم سے بھی خیر کی توقع نہیں ہو سکتی۔ نوشیرواں ویسے تو وہ بڑا عادل کہلاتا تھا،

بڑا اچھا کہلاتا تھا لیکن جب کرسی کا چکر آیا تو نوشیرواں عادل نے سترہ بھائیوں کو پکڑوایا، سترہ بھائیوں کو پکڑے گا جروں کی طرح کٹوا ڈالا، آنکھیں نکلا ڈالیں، سترہ بھائیوں کا قاتل لیکن نام ہے عادل۔

### ایرانی نظریہ:

اسی فارس ایران کا ایک بادشاہ اس کا نام ہے کیقباد جو نوشیرواں کا باپ ہے اتنا بڑا بے غیرت کہ اس وقت کا ایک ریفا مر تھا۔ اس کا نام تھا مزدق ایرانی۔ مزدق ایرانی نے نعرہ لگایا اس نے کہا کہ عورت کسی کی ملک نہیں ہے، عورت ہر کسی کی مشترکہ ہے جو چاہے کسی کی بیٹی پکڑ لے کسی کی بیوی پکڑ لے۔ یہاں تک وہ غالب آیا کہ اس نے بادشاہ کی گردن پہ ہاتھ دھر دیا۔ اس نے کہا کہ آج رات بیوی تیری ہوگی لیکن رات کو میرے ساتھ رہے گی۔ نوشیرواں جو جوان تھا اس نے اس مزدق ایرانی کے پاؤں پکڑ لئے، اس کے پاؤں میں سر دھر دیا۔ اس کے شہزادے نے اپنے ہاتھوں سے جوتے اتارنے اور اس نے کہا جو مانگو پیش کریں گے۔ اگر بادشاہ کی عزت کو تار تار کر ڈالا تو پھر دنیا میں کسی کی عزت رہے گی ہی نہیں۔ مہربانی کر ہمارا گھرانہ تو رہنے دے۔ اس نوشیرواں کی شرط پر منتوں سماعتوں سے مزدق باز آیا یعنی جہاں بادشاہ اپنی بیوی کی اپنے ہاتھوں عزت نیلام کرنے پر تامل جاوے، وہاں دوسروں کی عزتیں کہاں ہوں گی۔ یہ حال ایران کا ہے۔

### بہن کے بطن سے:

اور تو اور جس کا نام ڈارا بادشاہ تھا۔ ارے ڈارا کیسا بادشاہ تھا جس کا نام تاریخ میں بڑا بادشاہ ہے۔ انگریزوں کی تاریخ میں ڈارا کا نام شاعری میں بڑا لیا جاتا ہے۔ لیکن یہ وہ شخص تھا جس کے بارے میں تاریخ یہ بتاتی ہے کہ ڈارا کے

باپ نے اپنی بیٹی سے منہ کالا کیا اور اس سے ڈارا پیدا ہوا یعنی اپنی بہن کے پیٹ سے ڈارا پیدا ہوا۔ تاریخ طبری میں یہی لکھا ہے کہ ڈارا اپنی بہن کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے یعنی باپ نے اتنا بڑا ظلم کمایا کہ بیٹی سے منہ کالا کر ڈالا، جس سے یہ بیٹا پیدا ہوا۔ ساری دنیا میں جشن منائے گئے کہ بادشاہ کا بیٹا پیدا ہوا۔ آو بادشاہ کا نور نظر پیدا ہوا۔ لیکن کسی نے یہ نہ کہا کہ اوئے ظالموں نہ بہن ہے، نہ ماں ہے، نہ خالہ ہے۔ یہ رشتوں کا تقدس پامال ہو رہا ہے، عزتیں نیلام ہو رہی ہیں کوئی کبھی تو آئے گا کہ ماں ماں کہلائے گی، بہن بہن کہلائے گی، بیٹی بیٹی کہلائے گی۔ لیکن ابھی تک یہ رشتہ کوئی نہیں، ابھی تک پاکیزگی نام کی کوئی چیز نہیں۔ ڈارا کا یہ حال حتیٰ کہ ڈارا کے گھر میں جب اس کی اپنی بیٹی پیدا ہوئی اس کی بیٹی کا نام تھا روہنگ، تو وہ بیٹی کو اس نیت سے پالتا رہا کہ اس سے شادی کروں گا۔ جب بیٹی جوان ہو گئی تو یونانیوں سے لڑائی چھڑ گئی۔ جس وقت میدان میں تھا تو دل میں تھا کہ میدان جنگ میں بیٹی سے منہ کالا کروں گا لیکن وقت نہ آیا۔ یونانیوں نے ڈارا کو خنجر مار مار کر ڈھیر کر ڈالا۔ اس کے سانس اٹکنے لگے، وہ مرنے لگا۔ اس نے اپنے جرنیل فلک سکندرز کو بلایا اس نے کہا بیٹی میری تھی میں اس کو اپنی شادی کیلئے پال رہا تھا لیکن میری وصیت سن لے کہ اب میرے جانے کے بعد اب تو اسے اپنا بنا لینا۔ یعنی صورت حال یہ ہے کہ نہ بیٹی ہے، نہ ماں ہے، نہ بہن ہے۔ عزتیں نیلام ہو رہی ہیں، برباد ہو رہی ہیں اور یہ لوگ بھی درختوں کے پجاری، کہیں آگ کے پجاری ہیں۔ یہ تھا ایران کا نقشہ، جب میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا میں آنے والے تھے تو ایران کا حال یہ تھا۔

## برصغیر کی حالت:

اب ایران کے بعد ذرا اپنی حالت کا بھی جائزہ لے لیں برصغیر پاک و ہند والوں کا حال کیا تھا، ہمارا حال ان سے بھی بُرا تھا۔ یہاں ہندومت تھا، ہندومت کے اندر چھوت چھات کی بیماری تھی۔ اگر خاوند مر جاتا تو بیوی کو بھی ساتھ مرنا تھا۔ اگر خاوند مر گیا تو بچاری عورت کو بھی پکڑو اس کو بھی ساتھ جلا ڈالو۔ وہ روتی رہ جائے، وہ چیختی رہ جائے، اوئے میرے جلانے والو میرا قصور کیا ہے، میری غلطی کیا ہے، میری موت کا وقت نہ آیا لیکن تم میرے خاوند کے مرنے کے ساتھ مجھے کیوں مار رہے ہو، کیوں جلا رہے ہو، لیکن وہ کہتے تھے کہ ہمارا مذہب یہ کہتا ہے کہ خاوند مرنے تو عورت کو بھی مار ڈالو، اس کو بھی جلا ڈالو، اس منہوس وجود کو مٹا ڈالو، اس کو بھی زندہ رہنے کا حق نہیں اور بچارے غریبوں کے اوپر بھی اسی برصغیر کے اندر ظلم ڈھائے گئے۔ ایک شوردر قسم کا مذہب ایجاد کیا گیا اور ان کو پلید قرار دے دیا گیا۔ اتنا پلید قرار دے دیا گیا کہ اگر کنوئیں کے اوپر ان کا سایہ پڑ جاتا تو ان کو پکڑ کر ذبح کر دیا جاتا۔ اس پانی کو پلید قرار دے دیا جاتا۔ انسان انسان کو پلید سمجھ رہا ہے، انسان انسان کو ذبح کر رہا ہے اور تو اور.....

میرے دوستو یہ تو آپ بعد میں کوئی چوہدری بنے بیٹھے ہو۔

کوئی ملک بنے بیٹھے ہو۔

کوئی خان بنے بیٹھے ہو۔

کوئی چیمے بنے بیٹھے ہو۔

کوئی جٹ بنے بیٹھے ہو۔

کوئی غازی بنے بیٹھے ہو۔

کوئی حاجی بنے بیٹھے ہو۔

لیکن اگر میرا مدنی نہ آتا تو تم سارے ہندو بن کے مر جاتے۔ یہ تو ہاتھ اٹھا کر دعا دو کہ مدینے والے نے ہمیں کلمہ پڑھا دیا۔

### آمنہ کے لال کا صدقہ:

ہم یہ سب بٹ، چوہدری، جٹ سب رام رام کر رہے ہوتے، ارے یہ اسلام آیا اور رب نے کرم فرمایا آمنہ کا لال آیا، کفر پہ زوال آیا، انسانیت پہ جمال آیا، ہمارے ہونٹوں پہ نام رب ذوالجلال آیا۔

ہمارا حال کیا تھا ہم کیا تھے آج تو الحمد للہ مان ہے کہ ہم مسلمان ہیں، اب پوچھو تو کہتے ہیں کہ اساں جدی پشتی مسلمان آں۔ ارے تمہاری پشتوں کی کوئی خبر لے تو پتہ چلے کہ تمہاری کتنی پشتیں مسلمان ہیں اس لئے پس پردہ ہی

رہنے دو۔

وہ علامہ اقبال نے کسی جگہ یہ کہا تھا۔

میں اصل کا سومناتی آبا میرے لاتی مناتی

میں تو سومنات کے مندروں کی پیداوار، پر یہ تو کرم کسی نے فرمایا کہ ہمیں کلمہ پڑھایا۔ ہند کا حال کیا تھا کوئی پپیل کو پوج رہا تھا، کہیں گندہ کو پوج رہے ہیں، کہیں چاند کو پوج رہے ہیں، کہیں بیوی اپنے خاوند کے ساتھ جل کر مر رہی ہے۔ انسان چھوت چھات کے چکر میں انسان کو ذبح کر رہا ہے۔

یعنی بیالیس کروڑ بت تھے جن کو ہند والے پوجا کرتے تھے۔ کہیں پتھروں کو پوج رہے ہیں اور یہاں تک کہ کبھی لہروں کو پوج رہے ہیں، کبھی ہواؤں کو پوج رہے ہیں۔ ہم تھے پجاری بتوں کے لیکن دعائیں دو دیتے کے والی کو۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے

اللہ اللہ کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا اگر میرے نبی کا میلاد نہ ہوتا تو یہ خطہ ہند بھی آباد نہ ہوتا۔ ہم بھی مندروں پر ٹلیاں کھڑا رہے ہوتے۔ لیکن اب آپ بتائیں کہ جس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہند والوں پر اتنا کرم فرمایا تو اب ہند والے اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد مناویں یا نہ مناویں۔ یہ نیم چڑھے کریلے پوچھتے ہیں کہ یہ میلاد کیوں منایا جاتا ہے۔ ان کو بتاؤ کہ میلاد اس لئے منایا جاتا ہے کہ تم تو جان بوجھ کر اندھے بنے بیٹھے ہو اور پوچھو کون ہو کہتے ہیں ہم تو تو حید کو مانتے ہیں۔ اے جاہلو تو حید کہاں تھی جب میرا نبی نہ تھا۔ کوئی مولوی مجھے بتائے، کوئی شیطانی مولوی تو حید کا ٹھیکیدار مجھے بتائے، کوئی وہاٹر مولونڈا مجھے بتائے، کوئی اہلحدیث مجھے بتائے کہ جب میرا نبی نہیں آیا تھا تو کعبے کا حال کیا تھا، ہند کا حال کیا تھا، مصر کا حال کیا تھا، یونان کا حال کیا تھا، ارے کائنات کا حال کیا تھا، علامہ اقبال کہتا ہے۔

ہم سے پہلے عجب تھا تیرے جہاں کا منظر  
کہیں مسجود تھے پتھر کہیں معبود شجر

تجھ کو معلوم ہے لیتا تھا کوئی نام تیرا  
قوت بازوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کام تیرا  
اب کوئی مانے نہ مانے، جائے جہنم، ہم نے ٹھیکہ نہیں لیا ہوا سب کو  
جنت لے جانے کا۔

مالی داکم پانی دینا تے بھر بھر مشکاں پاوے  
مالک داکم پھل پھل لانا لاوے یا نہ لاوے

ہمارا کام ہے پورا نقشہ کھینچ کے رکھ دینا، آگے کوئی مانے تو اللہ اس کا بھلا کرے اور جو نہ مانے تو اس کا اللہ ہی جانے۔ لیکن یاد رکھو ہند کا نقشہ یہ ہی تھا جو میں نے اجمالاً بیان کر دیا۔ مورخوں کی غلطی ہو سکتی ہے لیکن انہوں نے گن گن کے بتائے کہ بیالیس کروڑ بت تھے۔ جن کو ہند کے لوگ پوجتے تھے۔ بیالیس کروڑ خدا کہاں اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک خدا کہاں۔

نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ہم سے دو لیڈروں کے درمیان فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن کتنا یا کمال نبی ہے کہ مدینے میں بیٹھ کر ہند کے اوپر نگاہ ڈالی۔

کسی کو معین الدین اجمیری بنا ڈالا۔

کسی کو داتا علی ہجویری بنا ڈالا۔

کسی کو فرید الدین گنج شکر بنا ڈالا۔

کسی کو قمر الدین سیالوی بنا ڈالا۔

کسی کو پیر کرم شاہ الازہری بنا ڈالا۔

ارے چھوٹے چھوٹے دیے جلائے، چھوٹے چھوٹے چراغ مدینے والے نے جلائے۔ جو بھی مدینے جاتا تو مدینے والا اندر سے فرماتا۔ ہجویری تو لاہور جا، اجمیری تو اجمیر جا، عبدالقادر جیلانی تو بغداد جا، وہیں سے ڈیوٹیاں لگاتا تھا، چھوٹے چھوٹے دیے جلاتا تھا اور ایک دیا جہاں میرے نبی کا آتا تھا نقشہ بدل جاتا تھا۔

وہ لوگ بڑے نمک حرام ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تو فائدہ دے سکتا ہے۔

کیا نبی بھی فائدہ دے سکتا ہے۔ مجھے یہ بتاؤ کہ ایمان سے کوئی بڑا فائدہ ہے۔  
ایمان کس نے دیا۔ کیا جبریل علیہ السلام تمہارے گھر تمہیں دے گیا تھا۔ عزرائیل  
چھوڑ گیا تھا ایمان۔ ارے ایمان میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے  
وسیلہ سے آیا۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چراغ جلاتے چلے گئے اور  
اللہ کریم کرم فرماتے چلے گئے۔ لیکن سچ تو یہی ہے جو علامہ اقبال نے کہا ہے۔  
اقبال جب اپنی آئی پہ اتر آتا ہے تو کہتا ہے کہ یا دامن یزداں چاک یا اپنا  
گریبان چاک، کہتا ہے:

کہ تھی تو موجود ازل سے ہی تیری ذاتِ قدیم

پھول تھا زیب چمن پر نہ پریشان تھی شمع

تو گر ہم سے تھوڑا سا گلا بھی سن لے۔ یا اللہ تو تو تھا لیکن بت کیوں  
تھے۔ تو تو تھا لیکن تیرے اپنے گھر کا حال کیا تھا۔ اللہ کے اپنے گھر میں کتنے بت  
تھے۔ تین سو ساٹھ بت اور بت کیا خدا کے ہمسائے ہوتے ہیں۔ نہیں بت اینٹی  
خدا ہوتے ہیں مخالف ہوتے ہیں۔ خدا کے مقابلے میں ہوتے ہیں۔ اے اللہ تیرا  
اپنا جو بیت اللہ تھا، تیرا اپنا جو کعبہ تھا اس کا یہ حال تھا، لوگوں نے تین سو ساٹھ بت  
تیرے گھر میں بسا رکھے تھے۔

یہی اقبال نے کہا کہ:

تھی تو موجود ازل سے ہی تیری ذاتِ قدیم

پھول تھا زیب چمن پر نہ پریشان تھی شمع

شرطہ انصاف ہے اے صاحب الطاف امین

بوائے گل پھیلتی کس طرح جو ہوتی نہ نسیم



## میلاد کا جلوس:

بارہ ربیع الاول کی صبح ٹھنڈی ٹھنڈی، میٹھی میٹھی، مہکی مہکی، بھینی بھینی خوشبو نہ ہوتی تو نسیم نہ ہوتی۔ میرے مدنی کا میلاد نہ ہوتا تو تیرا جہاں آباد نہ ہوتا۔ اے مسلمانوں بارہ ربیع الاول کو ہم عید مناتے ہیں لیکن کوئی ادھر کونے میں کھڑا ہوتا ہے، کوئی ادھر کھڑا ہوتا ہے۔ کوئی اپنی دکان کے دروازے پہ کھڑا ہوتا ہے۔ باعث شرم ہے ہمارے لیے اگر نواز شریف کے کسی چچے کا جلوس آتا ہے تو سارے کونسلر پیچھے ہوتے ہیں اگر تمہارے صادق گورنر کی گاڑی یہاں سے آتی ہے تو بڑے بڑے ملک، بڑے بڑے خان، آگے پیچھے پھرتے ہیں اس وقت تو کوئی شرم لاحق نہیں ہوتی۔

لیکن جب ساری کائنات کے سردار حسنین کے نانا کا میلاد ہوتا ہے۔ میلاد کا جلوس ہوتا ہے تو تجھے شرم آتی ہے۔ ارے نواز شریف جیسے، شہباز شریف جیسے، مشرف جیسے، شوکت عزیز جیسے لاکھوں آدمی میں مدنی کے دروازے کے گتے پہ واردوں۔ ان کے لئے تو تمہارے حاجی بھی، نمازی بھی، قاضی بھی پھرتے ہیں گلی میں لیکن تمہیں میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلوس میں شرم لاحق ہوتی ہے۔

جس وقت قائد اعظم ڈے ہوتا ہے تو ہمارے کونسلر کبھی ادھر گھاس پھوس کی طرح جا بیٹھتے ہیں کبھی ادھر بیٹھتے ہیں۔ یاد رکھو یہ تمہاری ممبریاں، یہ تمہاری کونسلریاں، یہ موسیٰ مینڈک، یہ برساتی چکر، یہ چند دن کے ہیں لیکن غلامی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر میں بھی ہوگی، حشر میں بھی ہوگی۔

چوہدری جی یاد رکھیں اگر میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو

آپ سارے سور بن کے مر جاتے پر جو شکلیں سلامت ہیں یہ میرے نبی کی دعا کی برکت ہے۔

خان صاحب ملک صاحب، بٹ صاحب اگر آج آپ انسان کی صورت لے کے بیٹھے ہیں۔ آج ہم مولانا بنے بیٹھے ہیں تو یہ سارا صدقہ ہے آمنہ کے لال کا۔

جب تیری سرکار میں آئے تو سبھی ایک ہوئے

بندہ و محتاج و غنی سبھی ایک ہوئے

میں نے عرض کیا کہ ہندوستان میں ہم بھی رام رام کر رہے ہوتے اگر پیارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ آتا۔ میرے لفظ اونچ نیچ ہو سکتے ہیں لیکن مطلب یہ ہے کہ اگر میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد نہ ہوتا تو ہم آج کلمہ نہ پڑھ رہے ہوتے۔ یہ اللہ پاک کا کرم ہے کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ربیع الاول شریف کی صبح کو میلاد ہوا اور میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود کی برکت سے سارا جہاں آباد ہوا۔ یہ برصغیر کا مختصر نقشہ میں نے آپ کو بتایا۔

اب ذرا روم کی طرف نظر اٹھائیے جسے آج کل اٹلی کہتے ہیں۔ روم کی طرف جاؤ گے تو وہ بھی بتوں کے چکروں میں۔ ان کا حال بھی اس سے مختلف نہ تھا اور اگر آپ یونان کی طرف آئیں گے تو یونان اس وقت سب سے زیادہ ذہین تھا۔ کیونکہ ارسطو بھی یونان کا، افلاطون بھی یونان کا، بڑے بڑے دانا یونان کے تھے۔ ارسطو نے خود لکھا تھا اپنی کتاب میں کہ عورت ملکیت ہے ہر ایک کی جو چاہے کسی عورت کو پکڑ لے۔ جتنی مرد چاہیں اس کی عزت کو تار تار کر ڈالیں۔ کہتا تھا اس سے مثالی معاشرہ بن جائے گا یہ اس کا نظریہ تھا اس نے اس نظریہ کو خود پیش

کیا اور پھر کمینہ یہ بھی کہہ گیا کہ دنیا والو قانون صرف غریبوں کے لئے ہوتا ہے، لشکریوں کے لئے ہوتا ہے، سپاہیوں کے لئے ہوتا ہے، قانون نہ جرنیل کے لئے ہوتا ہے نہ بادشاہ کے لئے ہوتا ہے۔ کہتا ہے کہ ظلم ہے کہ وہی قانون چھوٹے کے لئے ہو اور وہی قانون بڑے کے لئے ہو۔ یہ یونان کا حال تھا اور یونان کے اندر بت پرستی بھی، آگ پرستی بھی اور یہاں تک کہ غریب کو روٹی نہیں ملتی تھی اور امیر ایک مرتبہ کھانا کھاتے تھے پھر قے کر دیتے تھے تاکہ جگہ بنے اور عمارتیں یعنی کھانے کے اس قدر حریص تھے۔

اور عقل کے اندھے اس قدر کہ نام کیا ہے افلاطون، ارسطو۔ ہیں بڑے عقل والے لیکن شرافت سے خالی، دانائی سے خالی، یہ یونان کا نقشہ تھا۔

### مصر:

مصر بھی اس وقت موجود تھا لیکن مصر کے اندر اس وف کی کیا حال تھا۔ آپ حیران ہوں گے کہ مصر والوں کو بھی بیٹی کا پتہ نہیں ہے۔ ایک بیوی ہے کسی کی وہ فخر کرتا ہے کہ میری بیوی فلاں کے گھر عزت تار تار کرواتی ہے۔ اس کو شرم نہ آتی۔ یہاں تک کہ جب اللہ کی بات آتی تو خدا کی بجائے گوبر کے اندر پیدا ہونے والے کیڑوں کو سجدے کرتے تھے۔ گوبر کی پیداوار، کیڑوں کو سجدے کرنا یہ مصر کا شیوہ تھا۔

### چین:

اور ادھر آپ چین کو دیکھو تو چین کے اندر دو مذہب تھے ایک کو کہتے کا نفیوش، دوسرے کے نام ہے ٹائیوازم اور یہ سور اور کتے کے پجاری، یہ تو میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ ہے کہ اب تو تھوڑے تھوڑے بدلے ہوئے

ہیں۔ لیکن کتے کو ایسے کھاتے ہیں جیسے آپ دیسی مرغ کو کھاتے ہیں۔ کبھی دیکھا ہے چینوں کو ماشاء اللہ۔ جتنا پلا پلا یا کتا ہوگا۔ چینوں کی بس اس پہ نظر پڑ جائے پھر تو اس کے شکار کے چکر میں ہی لگے رہتے ہیں۔ جیسے آپ حضرات دیسی مرغ اور وہ بھی گھر کا پلا ہوا ہو اس کا آپ ٹیسٹ رکھتے ہیں کہ بڑا مزے دار ہے۔

چین والوں سے ہمیں اس لئے پیار نہیں کہ کتے خور ہیں۔ ہم تو اس لئے پیار کرتے ہیں کہ اچھا ہمسایہ ہے۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی وفا کرے تو وفا کرو۔ اس لئے ہم ان سے وفا کیے جا رہے ہیں۔ جہاں تک مذہب والا کھاتہ ہے ان کا کام بھی پر لے درجے کا ہے۔ سور کھانا اور پھر اترانا۔ اب تو ماشاء اللہ چین والے بھی کھا رہے ہیں، انگلینڈ والے بھی ناروے والے بھی سور خور ہو گئے ہیں بلکہ یہودی بھی، عیسائی بھی سور خور، حالانکہ انبیاء علیہم السلام نے روکا اب سارے سور خور اور سود خور ہیں۔ بس سود اور سور میں تھوڑا سا فرق ہے۔ ”دال“ اور ”رے“ کا فرق ہے۔ اگر دال کی جگہ ”رے“ لگائیں تو سور ہو جاتا ہے اور اگر ”رے“ کی جگہ دال لگائیں تو سود بن جاتا ہے، یہ تھی چین میں بھی بربادی، نہ تصور خدا کا نہ تصور مولا کا۔ یہ تو باقی دنیا کا نقشہ تھا۔

### سرزمین عرب:

اگر آپ عرب کو چلے جائیں تو رب تعالیٰ خود بول رہا ہے فرمایا عرب والے برباد تھے یہ غیر آباد تھے۔ یہاں تو ایسی ایسی غلط رسمیں تھیں کہ اگر انسان سوچے تو کلیجہ منہ کو آ جاتا ہے۔ قرآن میں چودھویں پارے میں ایک رسم کا معمولی سا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

واذا بشر احدہم بالانثی ذل وجہہ مسودا وهو كظیم ○ یتواری

من القوم من سوء ما بشر به ايمسكه على هون ام يدسه فى الترابط الاساء  
مايحكمون (النحل، 58، 59)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ واضح فرمایا کہ یہ عرب والے کون تھے۔  
فرمایا اور تو اور اخلاق سے عاری، سوچ سے عاری، کبھی پانی کے گھونٹ پہ سو سو سال  
لڑتے، کبھی گھوڑا دوڑانے پہ کئی کئی صدیوں لڑتے، مرجاتے اور عزت کا تصور بھی  
کچھ نہ تھا۔ عبادت کا تصور بھی یہ تھا کہ اگر کعبے کا طواف کرنے آتے، عورتیں  
کپڑے اتار دیتیں، مرد بھی کپڑے اتار دیتے، ننگے ہو کر عورتیں مرد مل کر کعبے کا  
طواف کر رہے ہیں، ننگے عبادت ہو رہی ہے، عجیب سلسلہ ہے اور اس کے علاوہ  
کوئی عرب کا آدمی سورج کو پوج رہا ہے، کوئی چاند کا پجاری ہے کوئی زندیق ہے،  
کوئی کسی کو مانتا ہی نہیں، کوئی نر ادا ہر یہ ہے اللہ اکبر یعنی عرب کی دنیا میں بھی کوئی  
تصور تو حید نہیں ہے۔ اگر ہے تو کہیں ایک ایک فرد ہے۔ باقی ساری دنیا کی ساری  
شیمیں ڈوبی ہوئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور تو اور جو اپنے جسم کا نور، اپنے جگر کا ٹکڑا، اپنی  
آنکھوں کا نور، اپنی اولاد ہوتی ہے، آپ کسی آدمی کے بیٹے کے منہ پر تھپڑ ماریں  
تو اس کے کلیجے پہ چوٹ پڑتی ہے اور چیخ اٹھتا ہے کہ میرے بیٹے کو تم نے ناجائز  
کیوں مارا۔ ہاتھ کیوں اٹھایا، اگر کسی کی بیٹی کو تھپڑ مارو تو پھر بیٹے کا تھپڑ تو برداشت  
ہو جاتا ہے لیکن بیٹی پہ اٹھنے والا ہاتھ اس کو انسان کہتا ہے میں معاف نہیں کروں گا  
اس نے میری بیٹی پہ ہاتھ کیوں اٹھایا۔

لیکن آپ تصور کریں کہ جس زمین پہ میرا نبی آ رہا تھا اس زمین کا حال  
کیا تھا۔ زمین ایسی جلی ہوئی کہ نہ کھیتی ہوتی ہے نہ آبادی ہوتی ہے۔ گرمی اس

غضب کی پڑتی ہے کہ آسمان آگ برساتا ہے زمین بانجھ ہے سبزہ نہیں اگتا زمین کے اوپر، زمین کے سینے کے اوپر نہ درخت اگتا ہے، نہ کھیتی اگتی ہے نہ آبادی ہوتی ہے، زمین کے پاس دینے کے لئے کچھ نہیں۔ لینے ہی لینے کے لئے ہے، زمین آگ اگل رہی ہے، انکارے اگل رہی ہے، زمین کے پاس کچھ نہیں ہے آسمان سے آگ برستی ہے اور زمین تباہ و برباد ہے لیکن میرا مدینے والا، میرا سوہنا نبی، میرا پاک نبی جب آیا نہ تھا تو زمین تباہ و برباد تھی لیکن جب مدینے والا آتا ہے تو عرب کا مقدر بھی بدل جاتا ہے، لیکن آپ ذرہ ایک نقشہ سامنے لائیں کہ اللہ جو فرما رہا ہے کہ عرب والوں کی یہ عادت تھی۔

اذا بشر احدہم بالانثی ذل وجہہ مسنودا

غصے میں کالے پڑ جاتے بیٹی کی پیدائش پر اور پھر کیا کرتے۔

یتواری من القوم

اور پھر حالت یہ کہ باپ چہرہ چھپائے پھرتا ہے، گھر سے نہیں نکلتا۔

ارے کیا ہو گیا کہتا ہے میرا منہ کالا ہو گیا، دنیا کو منہ دکھاؤں کیسے، میں دنیا میں جاؤں کیسے، میرے گھر میں ایک لعنت آگئی ہے، یہ نحوست پیدا ہوگئی ہے، میرے گھر میں تو مصیبت کھڑی ہوگئی ہے، ایسی کالک لگ گئی ہے، ایسا داغ لگ گیا ہے کہ میں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا، یہ قرآن بتا رہا ہے کوئی تاریخ کی کتاب نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس وقت یہ حال ہوتا تو چاچا، باپ، دادا، خالو، ماموں، بھائی سارے گھر میں بیٹھتے کہ اس لعنت کا کیا علاج کریں۔

یتواری من القوم من سوء ما بشر بہ ایمنسکہ علی ہون ام یدسہ

فی الترابط الاساء ما یحکمون

تو سارے رشتہ دار فیصلہ کیا دیتے کہ اگر بے غیرت بن کے جینا ہے،  
 اگر ذلیل بن کے جینا ہے اگر کمینا بن کے جینا ہے تو اس لعنت کو زندہ رہنے دے  
 اس بیٹی کو زندہ رہنے دے اور اگر جوان مرد بن کے رہنا ہے تو اٹھا اسے اور گاڑھ  
 دے زمین میں، یا زمین پہ پٹخ کے مار تو مر جائے گی، اٹھا کے ڈال دے اور چیلیں  
 اٹھا کے لے جائیں گی۔ اس کی زندگی کے ہوتے ہوئے تجھے عزت نصیب نہیں  
 ہوگی۔ یہ قرآن مجید کہہ رہا ہے۔

ام یدسه فی التراب ○

وہ اپنی بیٹیوں کو زندہ زمین میں گاڑھ دینا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

الاساء ما یحکمون ○

### ایک صحابی:

یہ تو قرآن کی آیت سنی۔ اب حدیث بھی سن لیجئے تاکہ آپ کو اور مجھ کو  
 پتہ چل جائے کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی برکت کیا ہے کہ میرے  
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی رحمت کتنی بڑی ہے۔ پوری کائنات کا نقشہ  
 آپ نے سن لیا اب ذرہ ایک حدیث سنئے۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم تشریف فرما تھے۔ ایک صحابی روتا ہوا آیا بلکتا ہوا آیا، تڑپتا ہوا آیا، گھٹنے زمین  
 پہ رکھ کے اس طرح دھاڑیں مار مار کر رونے لگا جیسے کسی کا گھر تباہ ہو گیا، جیسے کسی  
 کے سارے بیٹے مر گئے۔ اولاد ساری مر گئی ہو، کسی کا کچھ نہ بچا ہو، جس کا سب  
 کچھ چھن گیا ہو آدمی درد مندوں والی چیخیں مارتا ہے، دھاڑیں مارتا ہے، اپنے  
 ماتھے پہ ہاتھ رکھے عرض کرتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں برباد ہو گیا،  
 میری آخرت تباہ ہو گئی، میری دنیا کالی سیاہ ہو گئی، میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے اس کو بلایا، ساتھ بٹھایا پھر فرمایا بول کیا ہوا کیوں اتنا روتا ہے تیری ساری اولاد مر گئی، تیرا گھر تباہ ہو گیا یا تیرا کچھ نہ بچا۔ کہتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر برباد ہو جاتا تو دکھ نہ تھا، ویران ہو جاتا تو دکھ نہ تھا، میں اُجڑ جاتا مجھے تکلیف نہ تھی آقا میری بیوی مر جاتی تو مجھے اتنا دکھ نہ تھا، اولاد خود مر جاتی فوت ہو جاتی مجھے دکھ نہ تھا پر میں تو اتنا بڑا پاپی، اتنا بڑا گنہگار، اتنا بڑا اثم ہوں، آقا رب تعالیٰ تو میری طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کرے گا، آپ بھی مجھے دھکے دیں گے، میرے اوپر لعنتیں برسائیں گے۔ میں زمین پہ رہنے کے قابل نہیں مجھے زمین میں گاڑھ ڈالو، مجھے مار ڈالو۔

میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حوصلہ دیا فرمایا بات تو بتا، کیا جرم ہوا، کیا گناہ ہوا، کہتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں ایک مرتبہ بچی پیدا ہوئی ایک بیٹی پیدا ہوئی میں نے بیٹی کو دیکھا، مجھے بڑا غصہ آیا میرے دل نے چاہا، اس کی ماں کو مار ڈالوں لیکن میں نے کہا چلو یہ زندہ رہے لیکن اپنی بیٹی کو دل چاہا کہ ابھی مار ڈالوں۔ لیکن میں نے کہا کہ اس سے یہ انتقام لوں گا کہ میرے گھر میں یہ لعنت کیوں پیدا ہوئی۔ اس کو کھلا پلا کر بڑا کروں گا جب سمجھدار ہو جائے گی تو زمین میں اسے زندہ گاڑھ کے اس سے بدلہ لوں گا کہ اس نے کیوں جہنم لیا ہے۔ کہتا ہے کہ جب میری بیٹی کی عمر چھ، سات سال ہو گئی، سمجھدار ہو گئی میں نے ایک دن کسی اٹھائی، رسی اٹھائی اور بیٹی کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالا، میں جوش انتقام میں آیا لیکن وہ معصوم تھی اس کے دل دماغ میں نہ تھا کہ میرا باپ مجھے مار ڈالے گا۔ میں اپنی بچی کو لے کر ایک ویرانے کی طرف چل دیا، ایک جنگل کی طرف چل دیا، میں ویرانے میں آیا، میں نے اپنی بیٹی کو وہاں آہستہ



آہستہ بٹھایا اور کسی کے ساتھ گڑھا کھودنا شروع کیا۔ میں گڑھا کھودتا تھا، گرد اڑتی تھی میرے چہرے پہ پڑتی تھی، میری بچی چھوٹا حسا آنچل چھوٹا سا دوپٹہ اٹھا کے میرا منہ صاف کرتی تھی اور کہتی تھی ابو جی تھک گئے ہو ذرہ بیٹھ جاؤ۔ ابا جی تھک گئے ہو ذرہ آرام کر لو۔ ابا جی اتنی محنت کیوں کر رہے ہیں، گڑھا اتنا گہرا کھود رہے ہو، لیکن مجھے ترس نہ آیا گڑھا کھودتا رہا حتیٰ کہ جب میں نے گڑھا کھود لیا میں نے بیٹی کو پکڑا، بیٹی کو پکڑ کر میں نے دھکا دیا۔ بیٹی گڑھے میں جاگری اس کی ایک چیخ بلند ہوئی، میں نے مٹی ڈالنا شروع کر دی وہ پکارتی رہی، میرے ابا میرے باپ میرا گناہ بتاتا جا۔ میری غلطی بتاتا جا۔ میرے ابا میں نے کونسا گناہ کمایا۔ میرے ابا میں نے کونسی غلطی کی۔ میرے ابا میں نے کونسا ظلم کمایا، جس کا بدلہ یہ ہے کہ مجھے زندہ گاڑ رہے ہو، زندہ مار رہے ہو، وہ صحابی کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اس وقت کوئی ترس نہ آیا اپنے ہاتھوں سے مٹی ڈالتا رہا حتیٰ کہ میری بیٹی نے آواز دی ابا اگر مجھے مارنا ہے، مجھے زندہ زمین میں نہ گاڑھ، کسی اٹھا میرے سر پہ مار۔ میرا سر کاٹ دے۔ میں مٹی میں زندہ دب جاؤں گی مجھے دکھ ہوگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری بیٹی مجھے پکارتی رہی مجھے ترس نہ آیا۔ میں نے اس کے سینے کے اوپر بھی مٹی ڈال دی اس نے اپنا انگوٹھا دوپٹے میں پھنسایا اور کہا مجھے قتل کرنے والے مجھے مارنے والے، مجھے بے شک مار دے، مجھے گاڑھ دے پر یہ دوپٹہ لیتے جا میری ماں کو میرا دوپٹہ دینا، اسے یاد کرے گی تسلیاں پائے گی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے بیٹی کو مار ڈالا لیکن اب جب رات کو سوتا ہوں، ساری رات روتا ہوں، میری بچی کی چیخیں مجھے ساری رات خواب میں بھی سنائی دیتی ہیں۔ میرے آقا میرے جیسا پاپی،

میرے جیسا گناہگار، بیٹی کا قاتل بخشا جائے گا۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی روئے، صحابہ بھی روئے، پکڑ کے میرے نبی نے سینے سے لگایا۔ فرمایا اتنا بڑا پاپ تو نے کمایا اتنا ظلم تو نے کمایا، ہائے کفر کے اندھیرے، ہائے جہالت کے اندھیرے پر جب پائے مدنی نے پھیرے، اندھیروں میں ہو گئے سویرے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پکڑ کر چھاتی سے لگایا پھر فرمایا نہ گھبرا تو نے کلمہ سنایا، کل قیامت کا دن جب آوے گا تو تیرا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے پکڑ کے لے جاوے گا۔ اللہ کی بارگاہ میں شفاعت فرماوے گا، تیری بیٹی کو بھی راضی کروں گا اور تجھے بھی بخشواؤں گا۔

ہم سے پہلے عجب تھا تیرے جہاں کا منظر  
کہیں مسجود تھے پتھر کہیں معبود شجر  
نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے  
اور زیرِ خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے

### برکات میلاد:

میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی برکت سے بیٹیوں کے قاتل بیٹیوں کی حفاظت کرنے والے بن گئے۔ اپنی بیٹیوں کے محافظ بن گئے۔ لیکن یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ نقشہ عرب کا کیا ہے۔ عرب والوں کی رسم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رسم یہی تھی کہ بیٹیوں کو زندہ مار ڈالو، گاڑھ ڈالو، کوئی رشتہ، کوئی تقدس، کوئی پاکیزگی نہیں ہے۔ اگر میلے لگاتے ہیں تو شعر و شاعری ہو رہی ہے۔ وہ ادھر سے ان کی ہجو کرتا ہے وہ ان کی ہجو کرتا ہے، شرافت اور عزت نیلام ہو رہی ہے لیکن جب میرے پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو

صرف عرب کا جغرافیہ نہیں بدلا، صرف ہند کا جغرافیہ نہیں بدلا، صرف ہند کی سوچ نہیں بدلی بلکہ جب میرا نبی زمین میں آیا تو اللہ نے کھلا اعلان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

وما ارسلناك الا رحمة للعالمين ○

بہر حال برادرانِ اسلام میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ بارہ ربیع الاول شریف کو میرے آقا کی آمد کا دن ہے اور یہ پوری کائنات کے چھٹکارے کا دن ہے اور یہ اللہ کی رحمت کے نظارے کا دن ہے۔ میں نے صرف یہ چاہا تھا کہ پوری کائنات کا پوری دنیا کا نقشہ بتا کے آپ کو یہ بتا ڈالوں کہ رب جو بول رہا ہے۔

ان كانوا من قبل لفي ضلل مبين ○

اور دوسرے مقام پر رب فرماتا ہے۔

واذكروا نعمة الله عليكم اذ كنتم اعداء فالف بين قلوبكم

فاسبحتم بنعمته اخوانا ○

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان انسان کے خون کا پیاسا تھا، انسان انسان کا دشمن تھا، انسان انسان کو ذبح کر رہا تھا۔ اس وقت کوئی رشتے کا تقدس نہ تھا لیکن میرا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیا تو اس نے آپس میں محبت کا رشتہ قائم فرمایا اور ایک کلمہ ایسا پڑھایا کہ یہ کلمہ جب ہونٹ پہ آیا تو بلال حبشی کو عمر فاروق کا بھائی بنا ڈالا، ایک کالے حبشی غلام کو صدیق اکبر کا بھائی بنا ڈالا۔

اقبال یہ کس کے عشق کا فیض عام ہے

کہ رومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے

ایک ایسا کلمہ سکھایا کہ ہم پاکستان میں ہمارے بھائی بنگلہ دیش میں آگے ہمارے بھائی عرب میں، عرب والوں کے بھائی شام میں، شام والوں کے بھائی آگے ترکی میں، اگر کینیڈا میں کوئی مسلمان بیٹھا ہے لیکن جب اذان کا جملہ آتا ہے تو ہر مسلمان کہتا ہے ”لا الہ الا اللہ“۔ اسی لئے اقبال نے کہا تھا۔

کہ اپنی ملت کو قیاس اقوام مغرب سے نہ کر

کہ ترکیب میں خاص ہے قوم رسول ﷺ ہاشمی

ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم ہیں، ہم حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے غلام ہیں۔ ہم نبی پاک کی امت ہیں اس لئے تخصیص ہماری اپنی جگہ

پہ لیکن یہ بات ماننی پڑے گی کہ جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف نہیں

لائے تھے پوری کائنات میں اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ:

وہ آئے روشنی بن کر شبستانِ محبت میں

اندھیرا ہی اندھیرا تھا اجالا ہی اجالا ہے

نور سرکار نے ظلمت کا بھرم توڑ دیا

اور کفر کافور ہوا شرک نے دم توڑ دیا

اور شدتِ ظلم ہوئی خلق محمد ﷺ سے فنا

جتنے شداد تھے ہر ایک نے دم توڑ دیا

اس لئے یہ آپ یاد رکھیں کہ بارہ ربیع الاول ہی میرے نبی کے میلاد کا

دن ہے اور اگر کوئی پوچھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا سے پردہ کب

فرمایا۔ وہ تھا دو ربیع الاول، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پردہ فرمانا ایسے نہ تھا

جیسے ہمارا پردہ کرنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانے لگے تو فرمانے لگے۔

انا فرط لکم ○ میں جا رہا ہوں میرے امتیوں نہ گھبرانا۔

حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم O  
 میرا یہاں رہنا بھی تمہاری بھلائی ہے اور یہاں سے جانا بھی تمہاری  
 بھلائی ہے۔ میرے دوستو یاد رکھو۔ کوئی نبی جب دنیا سے جاتا ہے تو ہماری طرح  
 نہیں جاتا بلکہ وہ تو اپنے رب سے وصال کرتا ہے۔ علامہ اقبال کہتا ہے۔  
 مرگِ مومن چست ہجرت سوائے دوست

### وصال یار:

مومن کی موت کیا ہے یار کی طرف ہجرت ہے، اپنے یار سے وصال کرنا  
 ہے، اپنے یار سے ملنا ہے۔ علامہ اقبال فرماتا ہے:

مرگِ مومن چست ہجرت سوائے دوست  
 ترکِ عالم اختیار کوائے دوست

کہ مومن جب دنیا سے جاتا ہے دنیا سے بستر اٹھاتا ہے تو یار کے کوچے  
 میں جا کر ڈیرہ لگاتا ہے۔ یہ علامہ اقبال کہہ گئے اس لئے وہ کہتے ہیں کہ یہ  
 جاہلوں، بدوؤں، اس قسم کے لوگوں کی یہ سوچ ہوگی میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم نے تو وصال فرمایا اور خود فرمایا کہ گھبرانہ نہیں ہے میرے امتیوں میرا یہاں  
 رہنا بھی تمہارے لئے بھلائی ہے اور میرا یہاں سے جانا بھی تمہاری بھلائی ہے اور  
 آگے چل کے میں تمہارے لئے اہتمام کروں گا، تمہارے لئے انتظام کروں گا۔  
 کہیں حوضِ کوثر سجاؤں گا، کہیں پل صراط پہ ڈیرے لگاؤں گا۔ تم آؤ گے اور میری  
 دعا کے صدقے خیر سے گزر جاؤ گے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ:

انبیاء کو بھی اجل آتی ہے  
 ایسی آتی ہے کہ فقط آتی ہے

بہر حال ذہن میں رکھیں کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ ہر نبی، ہر ولی، ہر مومن زندہ ہے میرا نبی تو زندوں کا سردار ہے، میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ میں تو لکڑیاں ہوں تو وہ بھی زندہ ہو جائیں۔ میرا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو پتھر پہ نگاہ ڈالے تو پتھر میں جان آ جائے۔

اس لئے دو ربیع الاول میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال اور بارہ ربیع الاول میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد ہے۔ بہر حال یاد رکھو کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے تھے تو دنیا آباد ہوئی تھی۔ تھوڑا سا یہ بھی سن لیجئے کہ جب میرا نبی آیا، آپ پوچھیں گے کہ آپ رہے کہاں کدھر رہے تھے۔ حدیث بتاتی ہے کہ جس رات میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں تشریف لائے تھے۔ اس رات سے کائنات کی کایا پلٹنی شروع ہو گئی تھی۔ یوں سمجھو کہ پیارا نبی اماں کے سینہ اقدس میں آیا۔ اللہ نے فرمایا، پہلے اعلان جنت میں ہوا کہ اوئے خادم جنت کے سارے دروازے کھول دو، جنت کو سجا دو، روش روش کو نکھا دو، الہی کیا ہو گیا، فرمایا کہ مدنی اپنی امی کے سینے میں چلے گئے ہیں، میرے محبوب کے آنے کے دن قریب آنے لگے ہیں، رب رحمت برسانے لگے ہیں۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں آئے تھے زمین سوکھ چکی تھی یعنی قحط تھا۔ جانور بھوکے مر رہے تھے جو نبی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں تشریف لائے۔ اپنی والدہ ماجدہ کے پیٹ کے اندر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امانت کے لئے تشریف لائے تو۔ اللہ پاک نے ایسی بارش برسائی کہ زمین سرسبز ہو گئی، شاداب ہو گئی، ہر طرف کھیت لہلہانے لگے، یہاں تک کہ سمندر کے جانور، سمندر کے اندر ایک

دوسروں کو مبارک بادیاں دینے لگے کہ اے سمندر والو مبارک ہو اللہ کا حبیب آ رہا ہے۔ ان کو بھی کسی نے خبر دی ہوگی کہ اللہ کا محبوب آ رہا ہے اور تو اور حدیث پاک میں آتا ہے۔ مفسرین نے یہ واضح لکھا ہے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والدہ کے بطن میں تشریف لائے تھے تو مشرق کے جانور خوشی سے مغرب کی طرف جانے لگے اور مغرب کے جانور خوشی سے مشرق کی طرف جانے لگے۔ دوڑ دوڑ کے بول بول کے جانور کہتے تھے ایک دوسرے کو کہ مبارک ہو اب بھوکے نہیں مریں گے، رب کا دلدار آ رہا ہے۔ جانور خوشیاں منارہے ہیں۔ وحشی خوشیاں منا رہے ہیں، چرند، پرند خوشیاں منارہے ہیں، بندے بھی خوشیاں منارہے ہیں اور تو اور جب میرا پیارا محبوب آ رہا تھا تو کعبہ بھی جھوم رہا تھا۔ کعبہ گھوم رہا تھا، اوئے پتھر کے بنے ہوئے تجھے خیر تو ہے آج تیری اینٹ اینٹ جھوم رہی ہے۔ آج تیرا پتھر پتھر جھوم رہا ہے قیامت تو نہیں آگئی ہل رہا ہے، جل رہا ہے، اس نے کہا کہ نہ ہل رہا ہوں، نہ تڑپا رہا ہوں، نہ زلزلہ آ رہا ہے۔ یہ خوشی کا رقص ہے یہ وجد آ رہا ہے۔ ارے تجھے کیوں وجد آ رہا ہے اس نے کہا سنا نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ رہا ہے۔

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا

اور تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھر تھرا کے گر گیا

میرے آقا کی امی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم میرے سینے میں تھے میں کسی بت کے قریب سے گزرتی تھی۔ بت

زمین پہ جا گرتا تھا اور ”ہو اللہ احد“ کے نعرے لگاتا تھا۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

کس کی ہیبت سے صنم سہمے ہوئے رہتے تھے  
منہ کے بل گر کے ”ہو اللہ احد“ کہتے تھے

یہ میرے نبی کے میلاد کی برکت تھی کہ بت گرتے جا رہے تھے اور اللہ  
کے نعرے بت بھی لگاتے جا رہے تھے۔ اسی لئے ہم سنی بھی میلاد مناتے ہیں۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹا ہے باڑا نور کا  
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا  
حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم  
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے  
صدائیں درودوں کی آتی رہیں گی  
جنہیں سن کے دل شاد ہوتا رہے گا  
خدا اہلسنت کو آباد رکھے  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد ہوتا رہے گا





# عید میلاد

خطاب

علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

## فہرست

123	میلا در رسول کی آمد
126	بشارت
127	عید میلاد پر خوشی منانا
128	خوشی منانے کے طریقے
130	شب قدر
132	دربار رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں چنے

دو عالم کا حاصل یہی بارہویں ہے

مری عید کامل یہی بارہویں ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ اِذْ قَالَ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنۡیَ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ

مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیِّ مِنَ التَّوْرَةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلِ یَّآئِیْ مِنْۢ بَعْدِیْ اِسْمُهٗ اَحْمَدُ

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ

برادران ملت! بہ آواز بلند درود سلام کا نعرہ لگائیے۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیْدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

جو عشق نبی میں مست ہوا، کیا بات ہے اس ستانے کی

ہر گام پہ سو سو عقل فدا، گو شکل تو ہے دیوانے کی

جس دشت میں ان کا متوالا، طیبہ کے ترانے گاتا ہو

شاداب چمن سے بہتر ہے کیا بات ہے اس ویرانے کی

وہ کیف حضوری کیا کہتے؟ کہتے بھی تو کہنا مشکل ہے

اشکوں کی لذت کیا کہنا؟ یہ بات نہیں سمجھانے کی

اس بزم کے قابل میں بھی نہیں یہ دل بھی نہیں یہ جان بھی نہیں

دن رات یہ الجھن رہتی ہے کیا فکر کروں نذرانے کی؟

آتا ہے خوشی کا وہ موقع جس موقع پہ جاں قربان کروں

آئیں گے، لحد میں آئیں گے، بس دیر تو ہے مرجانے کی

حضرات گرامی! یہ بارہویں شریف کی مقدس محفل یعنی جلسہ

میلاد النبی ﷺ ہے جو مولائے کل، حضور ختم الرسل نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے ذکر جمیل اور آپ کی سیرت مقدسہ کے بیان کے لیے منعقد کیا گیا ہے۔

حضرات! سال کے بارہ مہینوں میں ایک مسلمان کے نزدیک ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ وہ ایمان افروز اور روح پرور تاریخ ہے۔ جو ایمانی شادمانی کے ہزاروں گلشن اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ درحقیقت یہ تاریخ ایک مسلمان کی وہ ”عید سعید“ ہے۔ کہ عید الفطر ہو، یا عید الاضحیٰ، شبِ برأت ہو یا شبِ قدر، ہر اسلامی خوشی کا دن، اور ہر ایمانی شادمانی کی رات اسی بارہویں شریف کا طفیل اور صدقہ ہے۔ واللہ! یہ مقدس تاریخ اگر اپنے دامن میں ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کی مسرت لئے ہوئے عالم وجود میں نہ آتی تو نہ کعبہ قبلہ اہل ایمان ہوتا نہ نزولِ قرآن ہوتا نہ این الام ہوتا کوئی مسلمان ہوتا۔

ہوتے یہاں خلائق و بنا کعبہ و منیٰ؟

لولاک و صابون! صابون ب تیرے گھر کی ہے

مسلمانو! سبحان اللہ سبحان اللہ! سن بارہویں شریف کی شان کا کیا کہنا؟

سن لو۔ اس بارہویں شریف اور میلادِ رسول کی عظمت کا کیا پوچھنا؟

مسرت کی محفل یہی بارہویں ہے دو عالم کا حاصل یہی بارہویں ہے

سکون بخش بسمل یہی بارہویں ہے مری عیدِ کامل یہی بارہویں ہے

یہ بارہ نہ ہوتی تو کچھ بھی نہ ہوتا

محمد نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

نہ شمس و قمر کی جبین جگمگاتی؟ نہ شاخوں پہ بیٹھی کلی مسکراتی

نہ شبینم میں پتی چمن کی نہاتی نہ آکر گلوں کو صبا گدگداتی

یہ بارہ نہ ہوتی تو کچھ بھی نہ ہوتا

محمد نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

دو عالم کی بستی بسی اس کے صدقے گلوں کو ملی تازگی اس کے صدقے

مٹی جس کو جنت ملی اس کے صدقے      ولی اس کے صدقے نبی اس کے صدقے  
یہ بارہ نہ ہوتی تو کچھ بھی نہ ہوتا  
محمد نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا  
یہ محفل ہے نعتیں سننے کی محفل      یہ محفل ہے خوشیاں منانے کی محفل  
یہ محفل ہے آقا کے آنے کی محفل      یہ محفل ہے قسمت بنانے کی محفل  
یہ بارہ نہ ہوتی تو کچھ بھی نہ ہوتا  
محمد نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

### میلا در رسول کی آمد:

حضرات! اس بند کے آخری دو مصرعے بڑے ہی روح پرور اور ایمان  
افروز ہیں۔ سبحان اللہ، ماشاء اللہ، سنئے اور غور سے سنئے:۔  
یہ محفل ہے آقا کے آنے کی محفل  
یہ محفل ہے قسمت بنانے کی محفل  
واللہ! بڑا ہی کیف آور، اور وجد آفریں شعر ہے۔ اور آپ یہ نہ سمجھئے کہ  
یہ میرے دماغ کی جولانی، یا میرے زور بیان کی طوفانی روانی ہے۔ بلکہ یہ ایک  
ایسی روشن حقیقت ہے کہ آفتاب و ماہتاب کی تجلیاں اس سے نور و ضیا کی بھیک  
مانگا کرتی ہیں۔

مسلمانو! غمگسارِ دردمنداں، اور چارہ گرِ بیکساں، رحمتِ عالم  
و عالمیان ﷺ کا مدینہ سے کہیں آنا اور جانا یہ کوئی نادر الوجود یا تعجب خیز بات  
نہیں۔ مسلمانو! خوب سمجھ لو کہ تم مدینے سے دُور ہو۔ مگر مدینے والے تم سے دُور  
نہیں ہیں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ نے کیا خوب فرمایا کہ۔

وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں، وہ کرم کہ سب فریب ہیں  
کوئی کہدے یا اس و امید سے وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں

مسلمانو! غور کرو کہ تم اس وقت زمین پر بیٹھے ہو۔ اگر میں تم سے کہوں کہ تم چاند اور تاروں کو دیکھو۔ تو تم نظر اٹھا کر ایک سیکنڈ سے بھی کم میں چاند تاروں کو دیکھ لو گے اور تمہاری آنکھوں کا نور ایک سیکنڈ سے بھی کم میں لاکھوں میل کی دوری پر بسنے والے چاند تاروں تک پہنچ کر پلٹ بھی آئے گا۔ تو جب تمہاری آنکھوں کے نور کا چاند تاروں تک جانا اور پلٹ آنا۔ ایک سیکنڈ سے بھی کم میں روزانہ لاکھوں بار ہو سکتا ہے تو وہ ذات انور جو صرف نور ہی نہیں بلکہ نور علی نور بلکہ اصل ہر نور ہے۔ جو ساری خدائی کا بھی نور ہے۔ اور خدا کا بھی نور ہے۔ اگر وہ مدینہ سے ہماری محفل میلاد میں جلوہ گر ہو جائیں اور پھر مدینہ تشریف لے جائیں۔ تو اس میں کون سا تعجب کا مقام ہے؟ کیا ہماری آنکھوں کے نور سے خدا کا خاص نور کروڑوں درجے افضل و اعلیٰ نہیں ہے؟ تو پھر ایک پل بھر میں ان کے یہاں آنے اور جانے میں کون ہے جو شک یا انکار کر سکتا ہے؟

عزیزو اور دوستو! حضرت مولانا آسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضمون پر کیا خوب

قطعہ لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

عشق بازو! جو شہ ہر دوسرا تک پہنچا  
وہ خدا تک، وہ خدا تک، وہ خدا تک پہنچا  
کیا نہ پہنچے گا وہ فریاد کو میری پل میں؟  
جو پلک مارنے میں عرش خدا تک پہنچا؟

مسلمانو! اسی طرح یہ بھی ایمان رکھو کہ در رسول وہ مقدس چوکھٹ ہے کہ یہاں قسمت بنتی بھی ہے اور بگڑتی بھی ہے۔ اجی کون نہیں جانتا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ایک حبشی غلام تھے نہ کوئی عزت تھی نہ کوئی وقار۔ مگر جب یہی بلال حضور احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پہنچ کر ان کی مقدس چوکھٹ سے چپٹ گئے تو ان کی قسمت بن گئی۔ کہ جب مدینے کی گلیوں میں چلتے پھرتے تھے تو وہ جنتی صحابہ رضی اللہ عنہم جن کی آنکھوں میں نور بصارت کے ساتھ ساتھ نور بصیرت بھی تھا۔

جب وہ بلال رضی اللہ عنہ کے چہرے کو دیکھتے تھے تو زبان حال سے پکار اٹھتے تھے کہ  
 بدر اچھا ہے فلک پر نہ ہلال اچھا ہے  
 چشم بیٹا ہو تو دونوں سے بلال اچھا ہے  
 اور ثعلبہ بن ابی حاطب جو دو صحابہ میں اتنے عبادت گزار، اور مقبول  
 خلائق تھے کہ لوگ محبت و پیار میں ان کو ”حمامۃ المسجد“ یعنی مسجد کا کبوتر کہتے تھے۔  
 مگر جب انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور رحمت عالم نے ان سے روٹھ  
 کر ان کو اپنی چوکھٹ سے ٹھکرا دیا۔ تو ایک دم ان کی قسمت اس طرح بگڑ گئی کہ  
 ایمان دولت برباد ہو گئی۔ اور یہ سر پٹک پٹک کر مر گئے۔ مگر مردودیت کا بدنما داغ  
 ان کی پیشانی سے نہ دھل سکا۔ اور یہ دونوں عالم میں ذلیل و خوار ہو گئے۔ اللہ  
 اکبر! بالکل سچ کہا کسی عارف نے کہ ۔

خدا کا قہر ہے ان کی نگاہ کا پھرنا  
 گرا جو ان کی نظر سے سنبھل نہیں سکتا

بہر کیف حضرات گرامی! میں نے خطبہ کے بعد سورہ ”صف“ کی ایک  
 آیت مبارکہ کی تلاوت کی ہے جو اسی مضمون پر شاہد عدل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی ولادت باسعادت کی تاریخ عید، اور خوشی منانے کی تاریخ ہے۔

اس آیت کریمہ میں خدا کے ایک اولوالعزم پیغمبر حضرت مسیح مریم  
 علیہا السلام کا ایک نورانی وعظ ہے جسے وہ اپنی قوم بنی اسرائیل کو برسوں سناتے رہے۔

حضرات! جناب عیسیٰ علیہ السلام کے اس مقدس وعظ پر ایک نگاہ ڈالنے سے  
 پتہ چلتا ہے کہ بارہویں شریف کی تاریخ صرف اسی امت مسلمہ کے لئے مسرت  
 و شادمانی کا دن نہیں ہے بلکہ حضرت مسیح اس تاریخ کے آنے سے سینکڑوں برس  
 پہلے اپنی قوم بنی اسرائیل کو یہ درس دے رہے ہیں کہ ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 مبارک تاریخ بلاشبہ مسرت و شادمانی اور عید منانے کا دن ہے۔ چنانچہ اب آپ

اس آیت کا ترجمہ سن کر بغور ملاحظہ فرمائیے۔ کہ کس طرح حضرت مسیح اس تائبناک حقیقت پر اپنی مہر تصدیق ثبت فرما رہے ہیں کہ پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارہویں شریف فرح و سرور کے نور سے منور، اور اہل ایمان کے لئے خوشی منانے کا دن ہے۔ لہذا یہ تاریخ ایک مسلمان کے نزدیک سب سے بڑی عید کا دن ہے۔  
حضرات گرامی! ارشاد ربانی ہے کہ!۔

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَبْنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ۔

یعنی اے محبوب! اس وقت کو یاد کیجئے جب عیسیٰ بن مریم نے یہ فرمایا کہ اے نبی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں اور میرے دو تبلیغی مشن ہیں ایک تو یہ کہ مجھ سے پہلے جو خدا کی کتاب توریت نازل ہوئی ہے۔ میں اس کی تصدیق کرنے کے لئے آیا ہوں کہ وہ حرف بحرف صحیح اور منزل من اللہ ہے۔ اور دوسرا یہ کہ میں اس عظمت والے رسول کی خوشخبری دینے کے لئے آیا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے جن کا نام ”احمد“ ہے۔ لیکن جب وہ رسول معجزات لے کر تشریف لائے تو لوگوں نے یہ کہا کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔

### بشارت:

برادرانِ اسلام! غور فرمائیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر کو مبشراً برسول کے لفظ سے بیان فرما رہے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے مبشراً برسول نہیں فرمایا کہ میں ایک رسول کے آنے کی خبر دے رہا ہوں۔ یا معلناً برسول نہیں کہ میں ایک رسول کی آمد کا اعلان کرنے کے لیے آیا ہوں، بلکہ یہ فرمایا کہ مبشراً برسول یعنی میں ایک رسول کی بشارت اور خوشخبری دینے کے لیے آیا ہوں!



اس لئے کہ ”خبر“ تو خوشی کی بھی ہوتی ہے۔ اور ”خبر“ غم کی بھی ہوتی ہے۔ اور ایسی بھی ”خبر“ ہوتی ہے جو نہ خوشی کی ہو نہ غمی کی۔ اسی طرح ”اعلان“ بھی تین قسم کا ہوتا ہے۔ خوشی کا اعلان، غمی کا اعلان۔ ایسا اعلان جو نہ خوشی کا ہو نہ غم کا۔ مگر ”بشارت“ تو وہی خبر کہلائے گی جو خوشی کی خبر ہو۔ چنانچہ علامہ بیضادی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ۔

الْبَشَارَةُ هُوَ الْخَبَرُ السَّارُّ فَإِنَّهُ يَظْهَرُ أَثَرُ السُّرُورِ فِي الْبَشَارَةِ۔

(بیضادی ۴۷) یعنی بشارت اسی خبر کو کہتے ہیں جو خوش کر دینے والی ہو۔ اور خوشی کی خبر کو ”بشارة“ اس لئے کہتے ہیں کہ اس خبر کا اثر انسان کے ”بشرہ“ یعنی کھال پر ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بشارت اور خوشی کی خبر سن کر فطری طور پر انسان کے رخسار پر ایک خاص قسم کی بشارت کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں۔

براہِ اِنِ مِلْت! جب آپ نے قرآن کی زبان سے سن لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور نبی آخر الزماں خاتمِ پیغمبران صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر کو بشارت اور خوشخبری کہا۔ تو ثابت ہو گیا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دن شادمانی و مسرت اور خوشی منانے کا دن ہے۔ اس لئے اس میں کوئی شک نہیں کہ بارہویں شریف مسلمانوں کی ایک بہت بڑی عید کا دن ہے۔

عید میلاد پر خوشی منانا:

حضرات! کیوں نہ ہو؟ کہ حضرت حق جلالہ کا ارشاد ہے کہ:

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ○

ترجمہ: ”یعنی اے محبوب! آپ فرمادیتے ہیں کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ہی پر لوگوں کو چاہیے کہ خوشی منائیں۔ یہ ان کے سب دھن دولت سے بڑھ کر ہے جس کو لوگ جمع کرتے ہیں“۔ (یونس)

میرے بزرگو اور بھائیو! جب خدا کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشی منانے کا خداوند قدوس نے حکم فرمایا ہے۔ تو غور کیجئے کہ حضور نبی آخر الزماں، چارہ ساز و درمنداں شفیع عاصیاں کی اس دنیا میں تشریف آوری سے بڑھ کر ایک مومن کے لئے اور کون سا فضل خداوندی ہوگا! اور رحمۃ للعالمین کاملہ سے بڑی اور کون سی رحمت ہوگی جو ایک مسلمان کے لئے فلاح دارین کا سامان بنے گی۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یوم ولادت پر خوشی منانا یہ احکم الحاکمین کا فرمان ہے۔ لہذا جس مسلمان کے سینے میں دولت ایمان ہوگی وہ یقیناً بارہویں شریف پر خوشی منائے گا۔

### خوشی منانے کے طریقے:

مسلمانو! اب تم ہی بتاؤ کہ مسلمانوں کے خوشی منانے کے کیا کیا اور کون کون سے طریقے ہیں؟ تم جانتے ہو کہ اظہار مسرت اور خوشی منانے کے یہی طور طریقے تو ہیں کہ انسان جب خوشی مناتا ہے تو اپنے جسم اور لباس کو زینت دینا ہے۔ اپنے مکان، اپنی دوکان، اپنے سامان کو صاف ستھرا کر کے سجاتا ہے، آرائش کرتا ہے۔ جھنڈے جھنڈیاں لگاتا ہے روشنی کرتا ہے۔ اپنے دوست اور احباب کو اپنے گھر بلاتا ہے۔ قسم قسم کے پکوان پکاتا ہے اور خوش ہو ہو کر کھانا کھلاتا ہے۔ اپنے چہرے پر شگفتگی اور بشارت کا اظہار کرتا ہے۔ تم ہی بتاؤ کہ اگر کسی کے گھر کوئی خوشی ہوگی تو کیا وہ اظہار خوشی کے لئے میلے کھیلے، پھٹے پرانے کپڑے پہنے گا؟ کیا وہ اپنے مکان، دوکان اور سارے سامان کو پھوہڑ اور گندہ رکھے گا؟ کیا وہ اپنے مکان اور صحن کو اظہار مسرت کے لئے بالکل اندھیرا رہنے دے گا؟ کیا وہ خوشی کے دن اچھے اچھے کھانے نہیں کھائے کھلائے گا؟ کیا وہ خوشی کے دن خوشی منانے کے لئے مکئی اور باجرے کا ستو کھائے گا؟ اور کھلائے گا؟ جس کو منہ میں رکھ کر جب گردن پر گھونسہ مارے تو وہ حلق سے اترے؟

تو میرے بھائیو! جب بارہویں شریف عید اور خوشی منانے کا دن ہے۔  
 تو ظاہر ہے کہ خوشی منانے کے تمام جائز طریقے اس دن برتے جائیں گے۔  
 چنانچہ اہل سنت و جماعت چونکہ بارہویں شریف کو عید میلاد اور خوشی منانے کا دن  
 مانتے ہیں۔ اس لئے مکانوں، دوکانوں، سڑکوں اور گلیوں کو سجاتے ہیں۔ جھنڈے  
 اور جھنڈیاں لگاتے ہیں۔ شامیانے تان کر جلسوں کو روشنیوں اور قسم کی قسم کی  
 آرائشوں سے مزین کر کے ذکر میلاد کی مجلسیں منعقد کرتے ہیں۔ مٹھائیاں تقسیم  
 کرتے ہیں۔ زردہ پلاؤ، بریانی، حلوے وغیرہ قسم قسم کی غذائیں تیار کر کے نیاز  
 فاتحہ دلاتے ہیں۔ اور کھاتے کھلاتے ہیں۔ اور اچھے اچھے کپڑے پہن کر، اور نعت  
 شریف اور صلاۃ و سلام پڑھ پڑھ کر اپنی ایمانی بشاشت اور روحانی شادمانی و مسرت  
 کا اظہار کرتے ہیں۔ اور زبان حال و قال سے یہ اعلان کرتے ہیں کہ۔

غرض ہے اسداو نجدیت ہو

رسول حق کا چرچا جا بجا ہو

اور جن لوگوں کے نزدیک رحمۃ للعالمین کی ولادت کا دن خوشی کا دن  
 نہیں ہے وہ اس دن اپنے گھروں کو گندہ، پھوہڑ اور اندھیرا ہی رکھتے ہیں۔ نہ اچھا  
 کھاتے کھلاتے ہیں۔ نہ صاف ستھرا کپڑا پہنتے ہیں۔ نہ اپنے چہروں پر ہنسی خوشی  
 کے آثار ظاہر کرتے ہیں۔ بلکہ ”ابجد ہوز“ بنے منہ لٹکائے پھرتے ہیں اور سینوں  
 کے جشن مسرت کی زینتوں اور آرائشوں پر نتھنے پھلاتے اور جلتے بھنتے رہتے ہیں۔  
 اب مسلمانو! فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے کہ کون قرآن کے فرمان پر عمل  
 کر رہا ہے؟ اور کون فرمان قرآن سے منہ موڑ رہا ہے؟ قرآن نے تو ولادت  
 رسول ”بشارت“ یعنی خوشخبری اور خوشی منانے کا دن بتایا ہے۔ اب جو قرآن پر  
 ایمان رکھتا ہے۔ وہ بارہویں کے دن ضرور خوشی منائے گا۔ اور خوشی منانے کے  
 جتنے جائز طریقے ہیں۔ وہ سب کرے گا اور جو اس دن کو خوشی کا دن نہ مان کر  
 اظہار شادمانی و مسرت کا اعلان نہیں کرتا۔ وہ لاکھ بار کہے کہ میں قرآن پر ایمان

رکھتا ہوں۔ مگر خدا کی قسم! اس کا عمل اس کے قول کی تکذیب کر رہا ہے۔ کہ وہ  
بارہویں شریف کو خوشی کا دن نہیں مانتا!  
پڑھئے درود شریف۔

اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

### شبِ قدر:

حضرات! آپ کو معلوم ہے کہ قرآن مجید رمضان شریف کی ایک رات  
میں لوح محفوظ سے آسمان اول پر نازل کیا گیا۔ اور آسمان اول سے تیس برس  
میں رفتہ رفتہ حضور اکرم ﷺ پر اُترا۔ تو رمضان شریف کی وہ ایک مقدس رات  
جس رات میں قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمان اول پر نازل ہوا اس رات کی  
عظمت اور بزرگی کا خطبہ پڑھتے ہوئے قرآن مجید میں حضرت حق جل مجدہ نے  
ارشاد فرمایا کہ۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ○ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ○ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ  
مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ○

ترجمہ: ”یعنی ہم نے بیشک قرآن کو شبِ قدر میں نازل کیا اور تمہیں کیا معلوم  
کہ شبِ قدر کیا ہے۔ شبِ قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔“

مسلمانو غور کرو کہ رمضان کی ایک رات میں قرآن مجید لوح محفوظ سے  
آسمان دنیا پر اُترا تو وہ ایک رات عظمت و فضیلت میں اتنا بلند مرتبہ رکھتی ہے کہ  
اس کا نام ہی ”شبِ قدر“ یعنی مرتبہ والی رات ہے۔ اور وہ اکیلی ایک رات ایک  
ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

تو پھر بھلا سوچئے کہ پورا قرآن جس ذات اقدس پر نازل ہوا۔ جو  
قرآن کے امین اور رسول رب العالمین ہیں۔ وہ جس تاریخ میں رونے زمین پر  
تشریف لائے۔ کیا وہ تاریخ سال کی تین سو ساٹھ تاریخوں میں ایک خاص حیثیت

سے افضل و اعلیٰ اور بہتر و بالا نہ ہوگی؟ ہوگی اور ضرور ہوگی۔  
 حضرات گرامی! اسی لئے جو لوگ بارہویں شریف کی محفلیں منعقد کرتے  
 ہیں، اور جلسوں کو قسم قسم کی آرائشوں سے آراستہ کرتے ہیں۔ اور اسی طرح اپنے  
 فرح و سرور، اور شادمانی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں وہ لوگ یقیناً قرآن کے  
 فرمان پر عمل پیرا ہو کر اپنے ایمان و عمل کی دنیا کو نورایما کی روشنی سے اس طرح  
 جگمگا دیتے ہیں کہ ان کے وجود و ہستی کا ہر ہر ذرہ رشکِ آفتاب و ماہتاب بن جاتا  
 ہے۔ اور جو لوگ اس دن کی کوئی قدر نہیں کرتے بلکہ اس دن کی عظمت کو گھٹاتے  
 رہتے ہیں۔ وہ یقیناً خسران و محرومی کے اتنے عمیق غار میں گر پڑتے ہیں۔ جہاں  
 آفتاب سعادت کی شعاعیں بھی نہیں پہنچ سکتی ہیں!

اس لئے پیارے مسلمانو! میں آخری دم تک تم سے یہی کہتا رہوں گا کہ

مثلِ فارس زلزله ہوں نجد میں

ذکر آیات ولادت کیجئے

کیونکہ سلفِ صالحین اور موجودہ دور کے تمام علماء اور اولیاء اہلسنت  
 ہمیشہ بارہویں شریف کی محفلیں اور مجالس میلاد شریف منعقد کرتے رہے اور اس  
 کی برکتوں سے مالا مال ہوتے رہے؟

یہاں تک کہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو  
 علماء دیوبند اور علماء اہلسنت دونوں کے شیخ الحدیث اور مسلم الثبوت مقتدا اور پیشوا  
 ہیں۔ انہوں نے تو بارہویں شریف کی مجلس میلاد شریف کے بارے میں ایک ایسا  
 واقعہ لکھا ہے۔ کہ اگر علماء دیوبند واقعی ان کو اپنا پیشوا اور استاذ حدیث مانتے ہیں تو  
 اس کو پڑھ کر انہیں چاہیے کہ میلاد شریف کی مخالفت سے توبہ کر لیں!

## دربارِ رسول ﷺ میں چنے:

حضرت مولانا ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے غالباً اپنی کتاب الدر الثمین میں لکھا ہے کہ ان کے والد ماجد حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب قبلہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر سال بارہویں شریف کے میلاد شریف میں طعام اور شیرینی تقسیم کرتا تھا۔ مگر ایک سال کچھ تنگدستی ہو گئی۔ تو میں نے بھٹنے ہوئے چنے پر فاتحہ دے کر بارہویں شریف کے میلاد شریف میں تقسیم کر دیا۔ تو مجھے خواب میں حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو گئی اور میں نے یہ دیکھا کہ میرے وہی چنے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو رہے ہیں۔

سبحان اللہ، ماشاء اللہ! اس بشارت عظمیٰ پر ہماری جان قربان اور رحمت عالم فداہ ابی وامی کتنے کریم و رحیم آقا ہیں۔ کس قدر اپنی امت پر مہربان اور مسکین نواز ہیں کہ اپنے ایک مسکین امتی کے بھٹنے ہوئے جنوں کے تحفہ کو قبول فرما کر اپنے دیدار پر انوار کی دولت سے مالا مال فرما دیا۔ سبحان اللہ!

کیوں تاجدارو! خواب میں دیکھی کبھی یہ شے

جو آج جھولیوں میں گدایانِ در کی ہے

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ و صحبہ اجمعین

# آء مصطاع اصلى الله عليه وسلم

خطاب

ابوالبيان علامه مولانا محمد سعيد احمد مجددى رحمة الله عليه

## فہرست

- 135 نور اور کتاب سے مراد کون؟
- 136 آمد کا ذکر
- 137 خلقت اور ولادت کا فرق
- 138 آنے کی دھوم
- 140 حدیث لولاک
- 141 آنے سے پہلے
- 142 تو یوں سمجھ لیں!
- 143 بشر یا نور؟
- 144 تخلیق نور
- 150 مین نورہ کا مطلب
- 150 مضمون حدیث



اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ يَا نُورَ يَانُورِ الْنُّورِ يَا نُورَ قَبْلِ كُلِّ نُورٍ وَنُورَ بَعْدِ  
 كُلِّ نُورٍ يَا مَنْ لَهُ النُّورُ وَبِهِ النُّورُ وَمِنْهُ النُّورُ وَإِلَيْهِ النُّورُ وَهُوَ النُّورُ وَيَا خَالِقَ  
 كُلِّ نُورٍ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى نُورِ النُّوَارِ وَسَيِّدِ الْأَبْرَارِ الَّذِي خَلَقْتَهُ مِنْ  
 نُورِكَ وَخَلَقْتَ مِنْ نُورِهِ الْخَلْقَ جَمِيعًا وَعَلَى إِلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ أَمَّا بَعْدُ  
 فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ○

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ○

حاضرین محترم! اس آیت کریمہ کی روشنی میں دو باتیں خاص طور پر قابل

غور ہیں۔

نمبر ۱۔ نور سے مراد کون ہے؟ اور..... نمبر ۲۔ کتاب سے مراد کیا ہے؟

توجہ کے ساتھ سماعت فرمائیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ○

ترجمہ: تحقیق (بے شک) آگیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک شان

والا نور اور ایک روشن کتاب۔

نور اور کتاب سے مراد کون؟

مفسرین اُمت کی واضح اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ اس آیت میں نور

سے مراد جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔

حضرات مکرم! قرآن مجید میں غالباً ۴۴ بار نور کا لفظ آیا ہے۔ ہر جگہ نور

کی مختلف توجیہات و تعبیرات ہیں۔ لیکن چار مقام ایسے ہیں۔ جہاں نور سے مراد

حضور ﷺ ہیں۔

مثلاً: ” قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ..... الخ۔ وَسِرَاجًا مُنِيرًا..... الخ۔

مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكُوَةٍ..... الخ۔ يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ "ان تمام آیات میں لفظ نور سے مراد ذات مصطفیٰ علیہ التحیة والثناء ہے جیسا کہ تفسیر ابن عباس، تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر جلالین، تفسیر مدارک وغیرہ میں تصریحات موجود ہیں۔ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ (رسول یعنی مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)  
ملاحظہ فرمائیں: (تفسیر ابن عباس صفحہ ۷۲ مطبوعہ مصر)

ابن الحدیث (غیر مقلدین) کے مشہور عالم و مفسر ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:  
قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ..... الخ۔ تمہارے پاس اللہ کا نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور روشن کتاب قرآن شریف آئی۔ (تفسیر ثنائی سورۃ المائدہ ص ۱۱ مطبوعہ امرتسر)  
سلک دیوبند کے معروف مفسر محمد ادریس کاندھلوی نے لکھا: قَدْ جَاءَكُمْ  
مِنَ اللَّهِ نُورٌ..... الخ۔ تمہارے پاس ایک نور آیا مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (دیکھئے  
معارف القرآن جلد چہارم صفحہ ۴۲)

سامعین ذی وقار! غور فرمائیں الْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ۔ اپنے تو  
رہے اپنے، بیگانوں نے بھی تسلیم کر لیا کہ محبوب خدا نور ہیں اور اس آیت میں نور  
سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى ذَلِكَ ○

آمد کا ذکر:

قرآن حکیم میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و تشریف آوری کا ذکر کہیں تو  
لفظ جآ کے ساتھ فرمایا گیا اور کہیں بعث اور ارسل کے صیغوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
جلوہ گری کا بیان ہوا۔ مثلاً:

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ۔ (پ۔ ۶، المائدہ۔ آیت نمبر ۱۵)

تحقیق آ گیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور  
 هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا - (پ ۲۸ ع ۱۱)  
 اللہ وہ ذات ہے جس نے اُمیوں میں رسول بھیجا  
 هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى - (پ ۲۸ ع ۹)  
 وہ ذات جس نے اپنا رسول بھیجا ہدایت کے ساتھ

قرآن پاک میں آپ کی تشریف آوری کے سلسلے میں جَاءَ بَعَثَ،  
 أَرْسَلَ کے الفاظ ملتے ہیں یعنی آپ کی مجیت، بعثت اور رسالت کا تذکرہ ہے۔  
 خلقت یا تخلیق کے الفاظ استعمال نہیں کئے گئے یعنی یہ نہیں فرمایا هُوَ الَّذِي خَلَقَ  
 (اللہ وہ ہے جس نے آپ کو پیدا کیا)۔ حالانکہ یہ حقیقت واضح ہے کہ حضور ﷺ  
 مخلوق ہیں۔ آپ پیدا ہوئے ہیں اور یہی ہر مسلمان کا عقیدہ ہے۔ لیکن اس کے  
 باوجود جب وہ ہماری جانب تشریف لائے تو ہمارا دعویٰ ہے کہ پورے قرآن میں  
 حضور ﷺ کی آمد کو، آپ ﷺ کے ظہور کو، آپ ﷺ کی ولادت کو لفظ خَلَقَ یا  
 خُلِقَ سے بیان نہیں کیا گیا۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے  
 کہ پیدا ہونے اور آنے میں فرق ہے۔ خلقت اور چیز ہے، ولادت کچھ اور ہے۔  
خلقت اور ولادت کا فرق:

خلقت، عدم سے وجود میں لانے کو کہتے ہیں اور ولادت شکم مادر سے  
 عالم دنیا میں ظہور کا نام ہے، فرق واضح ہے، وجود پیدا ہونے کا نام ہے، اور ظہور  
 آنے کا نام ہے، پیدا ہونا اور ہے آنا اور ہے، دیکھئے میں یہاں آیا ہوں، یہاں  
 پیدا نہیں ہوا۔ جب کہا جائے کہ فلاں شخص آ گیا تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ  
 وہ یہاں آنے سے پہلے جہاں (دوسرے مقام پر) موجود تھا وہاں سے آ گیا۔ تو  
 یہاں حضور ﷺ کی ولادت کو خَلَقَ یا خُلِقَ کے لفظوں سے بیان نہ فرمایا۔ یعنی یہ

نہ فرمایا کہ اے لوگو! میرا نبی تمہارے درمیان تخلیق (پیدا) ہو گیا بلکہ فرمایا: جَاءَ  
بَعَثَ رُسُلًا هَمَارَا نَبِي تَمَهَارَا رَا پَاسَا آ گَيا۔ مبعوث ہوا۔ ہم نے بھیج دیا۔ تشریف  
لے آیا۔ ظہور قدسی ہو گیا۔ ورود مسعود ہو گیا۔

ثابت ہوا کہ حضور ﷺ بارہ ربیع الاول کو دنیا میں آئے ہیں۔ ولادت  
ہوئی ہے۔ آپ کی تخلیق بارہ ربیع الاول کو نہیں ہوئی تخلیق آپ کی تو اس وقت  
ہوئی تھی جب کچھ بھی پیدا نہ ہوا تھا۔

کیونکہ آنا، مبعوث ہونا اور ارسال ہونا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ وہ  
پہلے سے موجود تھا، یعنی جس کا وجود پہلے موجود ہو گا وہی آئے گا، مبعوث ہو گا اور  
بھیجا جائے گا۔

### آنے کی دھوم:

حضرات محترم! قرآن حکیم میں حضور ﷺ کے آنے کی دھومیں مچی ہوئی  
ہیں تمام نبی و رسول اپنے اپنے زمانے میں حضور کی آمد کے چرچے کرتے رہے۔  
وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ..... الرَّحْمٰنُ سَلَّمَ كَرْمَبَشِّرًا بَرَسُوْلٍ يَّاتِيْ مِنْ بَعْدِي  
اِسْمُهُ اُحْمَدُ..... الرَّحْمٰنُ تَكْ اَپْ كِي تَشْرِيفِ اَوْرِي كِي اَعْلَانَاتِ هِي۔ مَبَشِّرَاتِ  
هِي۔ اَپْ كِي اَمْدِ كِي تَصْدِيْقَاتِ هِي..... تَحْرِيكاتِ هِي۔

حضور ﷺ کی آمد اور تشریف آوری کو معمولی واقعہ خیال کرنے والے  
لوگ غور کریں کہ اگر آپ ﷺ کی آمد ایک عام نوعیت کی بات ہوتی، تو قرآن  
میں اتنی اہمیت کے ساتھ بار بار آمد کے اعلانات نہ ہوتے اور ميثاق انبياء ﷺ کے  
اجلاس میں اتنی تاکیدیں نہ ہوتیں۔ انبياء ﷺ اپنی اُمتوں کو بار بار بشارتیں نہ سناتے۔  
حقیقت تو یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کی توبہ اور نوح علیہ السلام کی نجات حضور کے  
سدقے مقبول و معتبر ہوئی۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

- ☆ اگر نام محمدؐ را نیاوردے شفیج آدم  
 نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرقِ نَجَّینَا  
 ☆..... ابراہیم علیہ السلام کی دعا آپ کی جلوہ گری کا پیغام ہے۔  
 ☆..... عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت آپ کے ہی ظہورِ قدسی کا نام ہے۔  
 ☆..... تورات و انجیل و زبور میں آپ کے ہی تذکرے ہوتے رہے۔  
 ☆..... تمام آسمانی صحیفوں میں آپ پر ہی تبصرے ہوتے رہے۔  
 ☆..... ہر دور میں آپ کے قصے نبیوں کے دردِ زبان رہے۔  
 ☆..... ہر زمانے میں آپ کے قصیدے اُمتوں کے حرزِ جان رہے کسی  
 نے آپ کو فارقلیط کہہ کر پکارا  
 ☆..... کوئی آپ کو منحمنّا پکارتا رہا۔  
 ☆..... آسمانوں میں آپ کا نام احمد مشہور ہوا۔  
 ☆..... زمینوں میں نام محمد کے چرچے ہوئے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)  
 غرضیکہ آپ ہی مقصود کائنات اور محبوب ممکنات ہیں۔ آپ ہی باعث  
 تکوین عالم اور سبب تخلیق آدم ہیں۔ آپ ہی نور اول اور روح اول ہیں۔ آپ  
 ہی قلم اول اور لوح اول ہیں۔  
 لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ كَا جُھومِ اَپْ هِي كِے رَوئے انور پر سجتا  
 ہے۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِيْ كَا تاجِ اَپْ هِي كِے سِر اقدس پر پھبتا ہے۔  
 اور سچ توبہ ہے کہ:

کتابِ فطرت کے سرورق پر جو نام احمد رقم نہ ہوتا  
 تو نقشِ ہستی اُبھر نہ سکتا، وجودِ لوح و قلم نہ ہوتا  
 یہ محفلِ کن فکاں نہ ہوتی جو وہ امامِ امم نہ ہوتا  
 زمین نہ ہوتی، فلک نہ ہوتا، عرب نہ ہوتا، عجم نہ ہوتا

## حدیث لولاک:

حدیث قدسی لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ اس مفہوم کی موید و مصدق ہے بعض حضرات اس حدیث کو موضوع ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن محققین علماء اہل سنت نے صراحت فرمائی ہے کہ یہ حدیث لفظاً موضوع ہو سکتی ہے، لیکن معنی کے اعتبار سے ہرگز موضوع نہیں، اپنے معنی و مفہوم کے لحاظ سے یہ حدیث صحیح اور ثابت ہے کیونکہ اس حدیث کا مفہوم اس کے علاوہ بھی کئی احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ موضوعات کبیر میں حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لَكِنَّ مَعْنَاهُ صَحِيحٌ یعنی حدیث لولاک معنی کے لحاظ سے بالکل صحیح ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ ایک دن جبریل امین حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔

يَا مُحَمَّدُ لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَكَوَلَاكَ مَا خَلَقْتُ النَّارَ۔

یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ نہ ہوتے تو میں یہ جنت پیدا کرتا نہ دوزخ پیدا کرتا۔ (دیکھیں! موضوعات کبیر صفحہ ۱۵۹)

اسی طرح حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدس سرہ السبحانی نے مکتوبات شریفہ میں حدیث قدسی نقل فرمائی ہے۔

لَوْلَاكَ لَمَا أَظْهَرْتُ الرَّبُوبِيَّةَ

یعنی اے محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کا اظہار نہ کرتا نیز آپ نے یہ حدیث قدسی بھی تحریر فرمائی ہے۔

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ۔

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں چھپا ہوا خزانہ تھا پس میں نے پسند کیا کہ

میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کر دیا۔ (ملاحظہ فرمائیں! مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب ۱۲۲)

ان احادیث مبارکہ سے بآسانی یہ مفہوم اخذ ہوتا ہے کہ ذات رسالت علی صاحبہا الصلوٰت ہی تخلیق کائنات کی علت غائی ہے۔

گویا حدیث قدسی کا مفہوم یوں ہوا کہ

میں سراپا مخزن راز تھا میں رہا تھا مدتوں راز میں

ترا شوق دید کشاں کشاں مجھے کھینچ لایا مجاز میں

مولانا ظفر علی خاں کا یہ شعر بھی اسی مفہوم پر دلالت کرتا ہے۔

گر ارض و سماء کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو

یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

جس طرح مرتبہ وجود میں صرف ایک ذات حق ہے باقی اسی کے پر

تو وجود سے موجود۔ یونہی مرتبہ ایجاد میں صرف ذات مصطفیٰ ہے باقی سب پر اسی

کے عکس کا فیض وجود۔

مرتبہ کون میں نور احدی آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے

مرتبہ تکوین میں نور احمدی آفتاب ہے اور سارے جہاں اس کے

آئینے۔ (صلوٰۃ الصفا ص ۲۰)

آنے سے پہلے:

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ كَلِمٌ صَافٌ طَوْرٌ بِتَارِهِ هِيَ كَمَا

خاکدان عالم میں تشریف لانے سے پہلے حضور بارگاہ غفور میں بصورت نور، محو سرور

و حضور تھے، پس ثابت ہوا کہ آپ کا وطن حقیقی، حریم قدرت ہے، آپ کا خیز اصلی

عالم وحدت ہے، آپ کا شہر ادنیٰ فتدلی ہے آپ کا محلہ عرش معلیٰ ہے۔  
صاحبان ذوق سلیم! توجہ فرمائیں!

ایک جملہ عرض خدمت ہے کہ

آپ کا آنا مِنَ اللّٰهِ ..... آپ کا جانا إِلَى اللّٰهِ  
آپ کا رہنا مَعَ اللّٰهِ ..... آپ سب مل کر بولیں سُبْحَانَ اللّٰهِ  
آپ یہاں آنے سے پہلے کہاں تھے؟ تو سن لیجئے

آپ عرصہ ہاہوت میں محو انوار ذات تھے  
عالم لاہوت میں مہبط اسرار شیونات تھے  
حریم جبروت میں مظہر اسرار صفات تھے  
خلوت ملکوت میں مرکز اظہار تجلیات تھے

تویوں سمجھ لیں!

خدا نے آپ کو آغوش رحمت میں بٹھا کر  
علوم اولین و آخرین پڑھا کر  
راز دارِ ناکان و مایکون بنا کر  
اول ما خلق اللہ نوری کا تاج پہنا کر  
لولاک کا سہرا ماتھے پہ سجا کر  
بزم کائنات کا مہماں بنا کر  
برات دو عالم کا دولہا بنا کر

پورے اہتمام و انصرام اور تزک و احتشام کے ساتھ ہماری طرف بھیج کر

اعلان فرما دیا۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ..... الخ

نہ کیوں آرائش کرتا خدا دنیا کے سامان میں

انہیں دولہا بنا کر بھیجنا تھا بزم امکان میں



## بشر یا نور؟

اب دیکھنا یہ ہے کہ آنے والا، آنے سے پہلے اپنی ذات کے اعتبار سے

کیا تھا؟

تو حضرات محترم! بات یہ ہے کہ قرآن نے اس امر کی بھی یوں وضاحت فرمادی ہے۔ **مِنَ اللّٰهِ نُورٌ** یعنی وہ مرتبہ تخلیق میں ذات کے اعتبار سے نور تھے۔ اور حدیث نبوی میں **كُنْتُ نَبِيًّا** آدم بین الماء والطین سے بھی یہی مفہوم ثابت ہوتا ہے کہ آپ تخلیق آدم سے پہلے بھی نبی تھے اور بالفعل نبی تھے نہ کہ **بِالْقُوَّةِ** اگر **بِالْقُوَّةِ** نبی مانا جائے تو آپ کی تخصیص اور شان الفردیت واضح نہیں ہوتی۔

حاضرین مکرم! بشریت آپ کی صفت ہے اور نورانیت آپ کی ذات ہے بشریت صورت ہے۔ نورانیت حقیقت ہے۔ بشریت عرض ہے اور نورانیت آپ کا جوہر ہے۔ ایک ہوتی ہے ذات اور ایک ہوتی ہے صفت۔ ذات ہمیشہ صفت سے مقدم ہوتی ہے۔

ہمارے نبی کی ذات سابق ہے اور بشریت مسبوق۔ آپ کی نورانیت مقدم ہے اور بشریت مؤخر۔

معلوم ہوا تحقق نبوت کے لئے بشریت شرط نہیں۔ ابھی بشریت کا مادہ بھی تیار نہ ہوا تھا، ابھی بشریت روح و جسم کی کش مکش میں تھی۔ ابھی بشریت آب و گل کی منزل میں تھی، ابھی بشریت کے عناصر اربعہ (ہوا، پانی، آگ، مٹی) جمع نہ ہوئے تھے۔ ابھی بشریت بنانے کے ارادے ہو رہے تھے اور نور مصطفیٰ شرف نبوت سے مشرف ہو کر ازل کی تاریک راتوں میں آفتاب کی طرح جگمگ جگمگ

کر رہا تھا۔ (سبحان اللہ)

آفتاب شرع دریائے یقین  
نور عالم رحمۃ للعالمین  
خواجہ کونین و سلطان ہمہ  
آفتاب جاں و ایمان ہمہ  
نور او مقصود مخلوقات بود  
اصل معدومات و موجودات بود

(خواجہ عطار رحمۃ اللہ علیہ)

### تخلیق نور:

حضور سرکار ابد قرار، احمد مختار نور الانور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي (مکتوبات امام ربانی، مدارج النبوة اور نشر الطيب) میں یہ حدیث موجود ہے۔  
یعنی سب سے پہلے اللہ نے جس چیز کو پیدا کیا وہ میرا نور تھا تو حضور کا فرمان یہ ہے کہ میرا نور اول مخلوق ہے۔ یعنی میں اول مخلوق ہوں!  
اب دیکھنا یہ ہے کہ مخلوق کیا کیا چیز ہے اور جو جو شے مخلوق ہے حضور اس سے اول ثابت ہوں گے تو مسئلہ یہ ہے کہ ہر ماسوئی اللہ مخلوق ہے۔ مثلاً  
زمین مخلوق اور حضور اول مخلوق..... آسمان مخلوق اور حضور اول مخلوق  
سورج مخلوق اور حضور اول مخلوق..... چاند مخلوق اور حضور اول مخلوق  
جمادات مخلوق اور حضور اول مخلوق..... نباتات مخلوق اور حضور اول مخلوق  
حیوانات مخلوق اور حضور اول مخلوق..... معدنیات مخلوق اور حضور اول مخلوق  
ہوا مخلوق اور حضور اول مخلوق..... پانی مخلوق اور حضور اول مخلوق

جنات مخلوق اور حضور اول مخلوق..... انبیاء مخلوق اور حضور اول مخلوق

حضرات مکرم! توجہ فرمائیں!

موت مخلوق اور حضور اول مخلوق

زندگی مخلوق اور حضور اول مخلوق

اور یہ بات قرآن سے پیش کرتا ہوں، آو رب سے پوچھیں، خداوند بتا

موت کیا ہے اور حیات کیا ہے، اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔

الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاتَ ۝ (پارہ ۲۹ ع ۱۴)

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا

ایک طرف قرآن کی آیت رکھیں ایک طرف حدیث رکھیں پھر اس کا

معنی سمجھیں خدا فرماتا ہے موت و حیات دونوں مخلوق ہیں اور حضور فرما رہے ہیں

کہ میں اول مخلوق ہوں۔

معلوم ہوا موت بعد میں بنی، کملی والا پہلے بنا، موت بے چاری کل بنی،

پے چاری ہمارے لئے نہیں، موت کے آگے ہم بے چارے ہیں، لیکن موت

میرے نبی کے آگے بے چاری ہے، موت تو اس کو مارے جو موت کے بننے کے

بعد بنے، موت کا قبضہ اس پر ہو جو موت کے دور سلطنت میں آئے۔ موت ابھی

بنی نہیں، موت کا نام و نشان نہیں، جو موت سے بھی پہلے بنا تھا۔ موت اس کا کیا

بگاڑے گی۔

حضرات گرامی! حیات بھی مخلوق ہے، یہ جو کائنات میں زندگی ہے،

تابندگی ہے، یہ جو نشوونما ہے، ارتقا ہے، جو حرکت ہے، برکت ہے، یہ جو حسن ہے،

بہار ہے، جو بن ہے، نکھار ہے، پھول مہک رہے ہیں، بلبلیں چہک رہے ہیں، غنچے

چمک رہے ہیں، یہ ساری کائنات کا جو نظام ہست و بود ہے، اس میں زندگی کی جو

تاثير دوڑتی ہوئی نظر آرہی ہے یہ سب کچھ مخلوق ہے۔

حضرات! یہ زندگی جو ہے، مخلوق ہے اور میرے حضور ﷺ فرماتے ہیں۔  
میں اول مخلوق ہوں، معلوم ہوا زندگی بعد میں بنی، کملی والا پہلے بنا، اس مسئلے پر غور  
فرمائیے جب زندگی بھی بعد میں بنی اور حضور ﷺ زندگی سے پہلے بنے تو معلوم  
ہوا کہ ساری کائنات اپنی بقاء کے لئے محتاج ہے زندگی کی۔ اور زندگی اپنی بقاء کے  
لئے محتاج ہے میرے نبی ﷺ کی۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِنَ النُّورِ الذَّاتِيِّ وَالسِّرِّ السَّارِيِّ فِي سَائِرِ  
الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ۔

تو سنئے! ہم زندگی کے محتاج، زندگی حضور کی محتاج، ہم زندگی سے بنے،  
زندگی حضور ﷺ سے بنی، تو مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ موت بعد میں بنی۔ حضور ﷺ  
پہلے بنے، زندگی بعد میں بنی حضور ﷺ پہلے بنے، موت و حیات تو ان کے در کی  
کنئیریں ہیں، ان کے حکم پر قربان ہیں۔ ان کے زیر فرمان ہیں جس پر نگاہ پڑ گئی  
حیات آگئی جس سے نگاہ پھر گئی موت آگئی، ان کے قدموں کی ٹھوکر میں زندگی کا  
جام ہے ان کے مزاج کی برہمی میں موت کا پیغام ہے۔ غرضیکہ!

قدم قدم پہ برکتیں نفس نفس پہ رحمتیں

جدھر جدھر سے وہ شفیع عاصیاں گزر گیا

جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک

وہیں وہیں سحر ہوئی جہاں جہاں سے گزر گیا

سامعین مکرم! ایک حدیث پیش کرتا ہوں، اپنی طرف سے نہیں کسی

مولوی کی بات نہیں کرتا، بات اس کی کہہ رہا ہوں جس کی بات یہ ہر بات ختم ہو  
جاتی ہے۔

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی  
 انہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی  
 اگر میں کہوں کوئی نہ مانے تو اس کا بگڑتا کچھ نہیں۔ لیکن میرا نبی فرمائے  
 جو نہ مانے اس کا رہتا کچھ نہیں۔

لہذا آؤ میرے نبی سے پوچھو..... ذرا منظر کشی کر رہا ہوں، توجہ فرمائیں!

مدینے کا شہر ہے ..... رحمت کی لہر ہے  
 مدینے کی گلیاں ہیں ..... مصری کی ڈلیاں ہیں  
 مدینے کی ہوائیں ہیں ..... جنت کی فضا میں ہیں  
 ریاض الجنۃ کی بہاریں ہیں ..... صحابہؓ کی قطاریں ہیں  
 حضور بادہ فروش ہیں ..... صحابہؓ بادہ نوش ہیں  
 ساقی ساغر بدست ہے ..... ہرے کش سرمست ہے  
 ساقی کی دھوم ہے ..... رندوں کا ہجوم ہے  
 مجمع لگا ہوا ہے ..... ماحول سجا ہوا ہے

یہ ایک ایک صحابیؓ کھڑا ہوتا ہے، ہاتھ باندھے ہوئے، سر جھکائے  
 ہوئے، مجسم نیاز ہے، سزا پاسوال ہے، حضور ﷺ نے اس کی ہیئت کذائی کو دیکھ کر  
 فرمایا اے میرے صحابیؓ تم کچھ پوچھنا چاہتے ہو۔ صحابیؓ عرض کرتا ہے: ”یا رسول  
 اللہ ﷺ بڑی دیر سے میرے ذہن کی سطح پر ایک سوال ابھرتا ہے۔ سوچتا ہوں  
 آپ سے پوچھوں پھر خیال آتا ہے کہ کہیں آواز اونچی نہ ہو جائے بے ادبی نہ ہو  
 جائے بارگاہ نبوت کے آداب میں کوئی فرق نہ آجائے۔ وہ سوال میرے ذہن پہ  
 سوار ہے۔ اس کا جواب سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر اجازت ہو تو میں سوال پیش کرو  
 ورنہ خاموس رہوں، یہ سن کر تاجدارِ مدینہ ﷺ مسکرائے جب حضور مسکرائے،

صحابہ رضی اللہ عنہم کے چہرے تہمتائے سامعین کرام!

جب حضور مسکراتے تھے

رحمت کے پھول برساتے تھے

فیض کے دریا بہاتے تھے

کرم کے موتی لٹاتے تھے

تو صحابہ پھولے نہ ساتے تھے۔

میرے آقا نے ارشاد فرمایا: ”اے میرے صحابی! تو پوچھ میں بتاؤں۔“

پوچھنا تیرا کام ..... بتانا میرا کام

سوال کرنا تیرا کام ..... جواب دینا میرا کام

مانگنا تیرا کام ..... جھولی بھرنا میرا کام

تو گدا ہے ..... میں شاہ ہوں

تو بھکاری ہے ..... میں داتا ہوں

تو صحابی ہے ..... میں نبی ہوں

تو سوال نہ کرے تو صحابی کیسا، میں جواب نہ دوں تو نبی کیسا؟

یہ صحابی حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ ہیں، بڑے ادب سے عرض

کرتے ہیں:

يَا رَسُولَ اللَّهِ بَابِي أَنْتَ وَأُمِّي أَخْبَرْنِي عَنْ أَوَّلِ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللَّهُ تَعَالَى

قَبْلَ الْأَشْيَاءِ۔

”یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ بتائیے! اللہ تعالیٰ

نے سب سے پہلے کس چیز کو بنایا تھا۔“

اور میں اکثر یہ سوچتا رہتا ہوں  
جب خدا نے کائنات کو بنایا ہو گا  
بساط زمین کو بچھایا ہو گا  
آسمان کو ستاروں سے سجایا ہو گا  
تو سب سے پہلے کون سی شے کو بنایا ہو گا

سامعین کرام دیکھئے! کیا عجیب سوال ہے؟ (سجان)

اس حدیث کو حدیث جابر کہا جاتا ہے، یہ حدیث حافظ الحدیث امام  
عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۱۱ھ بغداد) نے اپنی مصنف میں اپنی  
سند کے ساتھ نقل فرمائی ہے۔ امام عبدالرزاق اس امت کے وہ جلیل القدر امام اور  
محدث ہیں جو حضرت امام مالک کے شاگرد اور حضرت احمد بن حنبل کے استاد  
ہیں۔ امام بخاری اور امام مسلم کے دادا استاد ہیں۔ یہ حدیث دلائل النبوة مواہب  
اللدینہ، مدارج النبوت اور زرقانی میں بھی ہے۔

تو سنئے! حضرات، میرے آقا کے لب مبارک حرکت میں آئے۔

میرے نبی بولنے لگے ..... حکمت کے موتی رولنے لگے

صحابہ کی قسمت جگانے لگے ..... ہماری بگڑی بنانے لگے

اور اپنی کہانی ..... اپنی زبانی سنانے لگے

میرے نبی کا فرمان سنو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا جَابِرُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُورَ نَبِيِّكَ مِنْ نُورِهِ۔

اے جابر تیرا سوال یہ ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے کس کو پیدا کیا؟

اے جابر تو کتنا خوش قسمت ہے کہ

سوال بھی اسی سے پوچھ رہا ہے جو سب سے پہلے بنا

ابے جابر بن اللہ نے چودہ طبق کی کائنات بنانے سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے بنایا تھا۔

مِنْ نُورِهِ كَمَا مَطْلَب:

اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نور نبی پاک کے نور کے لئے مادہ تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ مادے اور مادیت، ظرف اور ظرفیت، کم اور کمیت، کیف، اور کیفیت سے پاک ہے۔

محدثین فرماتے ہیں۔ من نورہ میں اضافت تشریفیہ یا بیانیہ ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف حضور کا نور تشریفاً منسوب ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے نور کو اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ پیدا فرما دیا۔ کیونکہ اللہ کا نور تقسیم و تجزی سے پاک ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہو جاتا ہے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

سارے نور او سے دے نوروں اس دا نور حضوروں

اسنوں تاج عرش دا ملیا، موسیٰ نوں کوہ طوروں

مضمون حدیث:

معزز سامعین! حدیث کا اگلا مضمون کچھ یوں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَجَعَلَ ذَلِكَ النُّورَ يَدُورُ بِالْقُدْرَةِ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَىٰ-

پس وہ نور قدرت الہی سے جہاں اس نے چاہا دورہ کرتا رہا۔

وَلَمْ يَكُنْ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَلَا قَلَمٌ وَلَا جَنَّةٌ وَلَا نَارٌ وَلَا مَلَكٌ

وَلَا سَمَاءٌ وَلَا شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ وَلَا جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ (الخ) اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ



وَالسَّلَامُ

سرورِ کائنات نے فرمایا: اے جابر جب اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے بنایا تھا اس وقت کچھ نہیں تھا۔

نہ لوح ..... نہ قلم ..... نہ عرب ..... نہ عجم  
 نہ جنت ..... نہ نار ..... نہ آتش ..... نہ گلزار  
 نہ ملک ..... نہ فلک ..... نہ سماک ..... نہ سمک  
 نہ افلاک ..... نہ فلک ..... نہ بلبل ..... نہ چہک  
 نہ غنچہ ..... نہ چنک ..... نہ پھول ..... نہ مہک  
 نہ شمس ..... نہ قمر ..... نہ شجر ..... نہ حجر  
 نہ جن ..... نہ بشر ..... نہ حد ..... نہ مدر  
 نہ برگ ..... نہ ثمر ..... نہ بحر ..... نہ بر  
 نہ خشک ..... نہ تر ..... نہ ادھر ..... نہ ادھر  
 نہ کدھر ..... نہ جدھر

غرضیکہ

نہ ہواؤں کے فراٹے ..... نہ فضاؤں کے سناٹے  
 نہ میکدے کی چھل بل ..... نہ ساغر کی ہل چل  
 نہ رندوں کی افتاد ..... نہ زاہدوں کی فریاد  
 نہ گنگا کی موجیں ..... نہ جمنا کی لہریں  
 نہ فلک بوس کوہسار ..... نہ نشاط انگیز آبتار

حتیٰ کہ

نہ زمیں تھی ..... نہ زمان تھا  
 نہ نیکیں تھا ..... نہ مکان تھا

نہ چنیں تھا ..... نہ چناں تھا  
 نہ ایں تھا ..... نہ آن تھا  
 گویا کہ

کچھ بھی نہ تھا ..... اور ”تھا“ بھی نہ تھا  
 بس پہلے خدا تھا ..... پھر اس کے بعد ..... مصطفیٰ تھا  
 کیا بتاؤں ! وہ کیا تھا اور یہ کیا تھا ؟  
 جب کچھ نہ تھا ..... تو میں کہاں تھا ؟  
 پھر بتاؤں تو کیا سناؤں تو کیا ؟ بس اتنا پتہ چلا کہ :  
 وہ نور تھا ..... یہ اس کی تنویر تھا  
 وہ مصور تھا ..... یہ اس کی تصویر تھا  
 وہ قادر تھا ..... یہ اس کی تقدیر تھا  
 وہ مدبر تھا ..... یہ اس کی تدبیر تھا  
 یا یوں کہہ لیجئے۔

وہ خالق تھا ..... یہ مخلوق تھا ..... وہ محبت تھا .....  
 محبوب تھا ..... وہ احد تھا ..... یہ احمد تھا .....  
 وہ حمید تھا ..... یہ محمد تھا .....  
 تو اب مجھے کہنے دیجئے !

محمد سر بسر حمد خدا ہیں ..... محمد جان ہر حمد و ثنا ہیں  
 محمد ہیں محمد ہی محمد ..... محمد مصطفیٰ ہی مصطفیٰ ہیں



# میلادِ مصطفیٰ ﷺ

خطاب

مفکر اسلام علامہ سید حامد سعید کاظمی

## فہرست

156	ناموں کی کہکشاں
158	یہ میرا زور بیاں نہیں
158	تم بہترین اُمت ہو
159	قرآن کا اندازِ بیان
160	سب سے بہتر زمانہ
165	پہلا اعتراض
166	دوسرا اعتراض
167	تیسرا اعتراض
168	چوتھا اعتراض
176	ایک مشکل سوال کا جواب

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به نتوكل عليه و  
نعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضلله ومن  
يضلله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان  
سيدنا ونبينا وحبينا وكرينا ورؤفنا ورحيما ومولنا وملجنا وماونا  
محمدا عبده ورسوله اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله  
الرحمن الرحيم قل ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين  
صدق الله مولانا العلي العظيم وصدق رسوله النبي الكريم الامين ونحن  
على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العلمين۔

جان محفل زینت محفل علماء و مشائخ ثناء خوانان حضرات مہمانان گرامی  
اور مکرم و معزز حاضرین محفل اس خوبصورت محفل میلاد میں جو ایک روایت اور  
تسلل کے ساتھ جاری ہے مجھے بھی وعظ و خطاب کا موقع میسر آیا ہے اور میں  
سمجھتا ہوں کہ اس کا سبب شاید یہ ہے کہ محفل نعت چونکہ ذوق اور تسکین کا سامان  
ہوتی ہے اس میں اگر مگر سوال جواب اور چون و چراں کی گنجائش نہیں ہوتی سب  
ماننے والے ہوتے ہیں بارگاہ رسالت ﷺ میں عقیدتوں محبتوں کا خراج پیش کیا  
جاتا ہے جس طرح بات کہی جاتی ہے اسی طرح قبول کر لی جاتی ہے لیکن آج کل  
ذہنوں میں جالے اتنے ہو گئے ہیں کہ سچ اور جھوٹ میں صحیح اور غلط میں التباس  
ہو گیا ہے تمیز اور پہچان مشکل ہو گئی ہے بہر حال بات نظم کی ہو یا نثر کی ہو کسی نہ کسی  
بہانے سے بارگاہ رسالت ﷺ میں عقیدوں اور محبتوں کا خراج پیش کرنا ہوتا ہے۔  
جناب محترم ذکر ہے اس شاہ شمشاد کداں کا۔ خسرو شیریں دہناں کا۔  
جان عاشقاں کا۔ روح دلبراں کا۔ جس کے لئے یہ بساط ہستی بچھائی گئی ہے اور  
نگار خانہ قدرت سجایا گیا ہے۔

حضرات محترم! میں نہیں کہتا خود زبان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پہ رب کائنات نے ارشاد فرمایا:-

لولاك لما خلقت الدنيا لولاك لما خلقت الافلاك لولاك لما  
اظهرت الروبوبيته

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اگر تو نہ ہوتا یہ ارض و سماء نہ ہوتے۔ یہ شمس و قمر نہ ہوتے۔

یہ دشت و جبل نہ ہوتے۔

یہ کوہ دامن نہ ہوتے۔

یہ برگ و شجر نہ ہوتے۔

یہ قطرہ اور دریا نہ ہوتے۔

یہ ذرہ اور صحرا نہ ہوتے۔

یہ مظاہر کائنات نہ ہوتے۔

یہ مناظر فطرت نہ ہوتے۔

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمام نگار خانہ قدرت تیرے حسن مستور کو منکشف کرنے کے لئے سجایا گیا ہے۔ گویا رب کائنات یہ فرماتا ہے کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جو مزہ تیرا رب ہونے میں ہے وہ کسی اور کا رب ہونے میں کہا ہے میں اگر تیرا رب نہ ہوتا تو اس کائنات میں کسی کا رب نہ ہوتا۔

ناموں کی کہکشاں:

حضرات محترم! رب کائنات نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ نمائی کے لئے اس کائنات آب و گل اور جہان رنگ و بو میں تشریف آوری کے لئے یہاں ماحول

پیدا فرمایا ہے میں ایک مختلف زاویے سے بات کرنے کا عادی ہوں ممکن ہے آپ کے کانوں کو یہ بات ذرا اجنبی لگے اور پیرایا اظہار شاید آپ کے ذوق کے معیار سے ذرا ہٹا ہوا ہو لیکن ہٹا ہوا ہو سکتا ہے ان شاء اللہ العزیز گرا ہوا نہیں ہو سکتا۔

جناب محترم! آپ جانتے ہیں کہ جس زمانے میں میرے آقا حضور ﷺ دنیا میں جلوہ گر ہوئے وہ وقت وہ تھا جب ہر طرف کفر اور شرک کی تاریکیاں مسلط تھیں توحید اور ایمان کا پتا نہیں ملتا تھا جب لوگ بھٹکے ہوئے تھے گم گشتہ منزل تھے اپنے ہاتھوں کے تیرا شدہ اصنام کو اپنے معبود اور خدا سمجھ کے ان کے سامنے سجدہ ریز ہوتے تھے شرف انسانیت سے محروم ہو چکے تھے جھوٹے خداؤں کی پرستش میں مبتلا تھے۔ یارو ذرا سوچو تو سہی ایسے ماحول میں جب کہ لوگ جھوٹے خداؤں سے محبت کی پینگیں بڑھا رہے تھے اور ان سے بندگی کا رشتہ جوڑ رہے تھے ایسے میں میرے نبی ﷺ کے والد محترم کا نام ہے عبداللہ (اللہ کا بندہ) ان کی عبدیت کی نسبت اس وقت بھی اللہ سے تھی کسی بت سے نہیں تھی اور ظاہر ہے ان کا نام تو اس وقت رکھا گیا ہوگا جس وقت ان کی ولادت ہوئی ہوگی جب ان کی پیدائش ہوئی ہوگی اگر صرف اس بات کو ذہن میں رکھیں تو پتا چلتا ہے کہ جس کا نام رکھا جا رہا ہے اور جس نے یہ نام رکھا ہے اس کا عقیدہ کیا ہوگا؟ افکار کیا ہونگے؟ نظریات کیا ہوں گے؟ کیا وہ اس ماحول میں بھی ایمان کے حوالے سے منفرد اور ممتاز نہیں ہونگے بے شک ہونگے۔

حضرات محترم! آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ وقت وہ تھا جب قتل و غارت گری لوگوں کا شیوہ تھی خون بہانا بہادری کی علامت اور ضمانت تھی اگر کوئی امن و سکون کی بات کرتا تو یہ بزدلی کی علامت ہوتی تھی اگر کوئی سکون کی بات کرتا

تخل و برداشت کی بات کرتا تو اس علامت کو لوگ بے ہمت اور کم حوصلہ ہونے کی دلیل بنا دیتے تھے یہ خون بہانا نسل در نسل خونریزی کا سلسلہ جاری رکھنا یہ ان کے لئے سبب افتخار تھا اور باعث امتیاز تھا یارو آپ نے کبھی سوچا جہاں پر خونریزی لوگوں کا شیوہ تھی وہاں میرے نبی ﷺ کی والدہ ماجدہ کا نام ہے آمنہ (امن والی) یارو جہاں پر لوگ بات بات پہ آپے سے باہر ہو جاتے تھے چھوٹی چھوٹی بات پر وہ خونریزی کا طوفان برپا کر دیتے تھے حوصلہ اور تخل کا نام و نشان نہیں تھا ایسے ماحول میں میرے نبی ﷺ کی دائی اماں کا نام ہے حلیمہ (حلم والی) اگر صرف ناموں کی اس کہکشاں کی طرف توجہ ہو تو اندازہ ہوتا ہے کہ رب کائنات میرے نبی ﷺ کی جلوہ نمائی کے لئے ماحول پیدا فرما رہا ہے۔

یہ میرا زور بیاں نہیں:

حضرات محترم! سرکارِ دو عالم ﷺ کو اللہ نے ہمارے لئے سبب عزت بنا دیا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کائنات میں جس کو عزت ملتی ہے میرے نبی ﷺ کے صدقے سے ملتی ہے ممکن ہے کہ یہ بات آپ میرا زور بیان سمجھ رہے ہوں جوش خطابت تصور کر رہے ہوں یہ محض انداز بیان کی ایک روانی، آپ کے خیال میں ہو یہ خیال و گمان کا ہڈیاں نہیں یہ وہ حقیقت ہے جس کی قرآن و حدیث سے تصدیق اور تائید ہوتی ہے قرآن کو ایک مختلف زاویے سے سمجھنے کی ضرورت ہے میں ایک دو مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

تم بہترین اُمت ہو:

حضرات محترم! رب کائنات قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: کنتم خیر اُمة تم سب سے بہترین اُمت ہو اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نمازی بڑے



اچھے ہو بڑے خشوع و خضوع سے نماز پڑھتے ہو بڑی شاندار دیدہ زیب مساجد تعمیر کرتے ہو اللہ نے یہ نہیں فرمایا تم روزے دار بڑے اچھے ہو سحری اور افطاری کا بڑا اہتمام کرتے ہو روزہ بڑے اہتمام سے رکھتے ہو یہ نہیں فرمایا تم حاجی بڑے اچھے ہو زرخیز خرچ کر کے حج کرنے جاتے ہو تم اگر عالی شان مکان میں رہنے کے عادی ہو تو جا کے خیموں کا شہر اور ویرانے آباد کرتے ہو تو اگر تاج و تخت کے وارث ہو تو ننگے سر اور ننگے پاؤں نکل کھڑے ہوتے ہو تم اگر اچھا لباس پہننے کے عادی ہو تو دو چادریں کفن کی صورت میں لپیٹ کر نکل کھڑے ہوتے ہو تم اگر عقل مند مشہور ہو تمہاری فہم و فراست کی قصیدہ گوئی ہوتی ہے تو اب دیوانگی کا لبادہ اوڑھ لیتے ہو اور لبیک اللہم لبیک کی صدا میں لگاتے پھرتے ہو یہ سب کچھ رب کائنات نے نہیں فرمایا اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ تم مجاہد بڑے اچھے ہو جہاد کے ذریعے تم نے ساری دنیا کو نتھ ڈال کے رکھی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے گویا یہ فرمایا کنتم خیر امة تم اُمت بہترین ہو اُمت تو نبی علیہ السلام کی ہوتی ہے ناں تم سب سے بہترین اس لئے ہو کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہو۔

### قرآن کا اندازِ بیان:

یہ تو قرآن سمجھنے کا ایک انداز ہے ناں رب کائنات فرماتا ہے۔

یتساءل النبی لستن کا حد من النساء

اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیویوں دُنیا کی کوئی عورت تم جیسی نہیں ہو سکتی دنیا کی تمام عورتیں تمہاری ہمسر نہیں ہو سکتیں اگر کوئی شخص بارگاہِ الوہیت میں سوال کرنے کی جسارت کرے کہ مولا تو فرماتا ہے کہ دنیا کی کوئی عورت میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں جیسی نہیں ہو سکتی مولا کچھ ہمیں پتہ چل جائے کس

بات میں ان جیسی نہیں ہو سکتی۔

مولا کیا شکل و صورت میں نہیں ہو سکتی۔

کیا حسن و جمال میں نہیں ہو سکتی۔

کیا سیرت و کردار میں نہیں ہو سکتی۔

کیا عادات و اطوار میں نہیں ہو سکتی۔

کیا زہد و تقویٰ میں نہیں ہو سکتی۔

کیا حسب و نسب میں نہیں ہو سکتی۔

کیا امور خانہ داری میں نہیں ہو سکتی۔

کیا کشیدہ کاری میں نہیں ہو سکتی۔

کیا سلیقہ شعاری میں نہیں ہو سکتی۔

مولا کس چیز نہیں ہو سکتی۔

ارے قرآن کا انداز بیان جواب دے رہا ہے: نیا نبی اے میرے

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویٰ دنیا کی کوئی عورت تم جیسی کیسے ہو سکتی ہے تم تو میرے

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں صلی اللہ علیہ وسلم ہو، ارے جو عورت میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں

آجائے دنیا کی کوئی عورت اس عورت جیسی نہیں ہو سکتی تو دنیا کا کوئی مرد میرے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کیسے ہو سکتا ہے؟

سب سے بہتر زمانہ:

کائنات میں کسی کو عزت ملتی ہے تو میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے ملتی

ہے ارے زبان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہار ہوتا ہے خیر والقرون قرنی سب سے

بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے اگر کوئی تاریخ کا طالب علم تاریخ کے اوراق کی ورق

گردانی کرے اور پھر بارگاہ رسالت ﷺ میں سوال کرنے کی جسارت کرے آقا  
جب ہم اپنے وطن کی تاریخ کھنگالتے ہیں ہم کہتے ہیں فلاں دور اچھا تھا اس میں  
غربت نہیں تھی بے روزگاری نہیں تھی مہنگائی نہیں تھی امن عامہ کا مسئلہ نہیں تھا۔  
آقا ﷺ فرماتے ہیں سب سے اچھا زمانہ میرا زمانہ ہے اب جو زمانہ آپ ﷺ  
سے موسوم اور منسوب ہے۔

یا رسول اللہ ﷺ اس وقت تو مسلمانوں کی حالت بڑی خستہ حال تھی  
بڑی پتلی تھی۔

یا رسول اللہ ﷺ اس وقت آپ نے بھی تو شکم مبارک پہ پتھر باندھے  
تھے نا۔

کھجور کی چٹائی پہ آپ نے بھی تو استراحت فرمائی تھی نا۔

پیوند لگے کپڑے آپ ﷺ نے بھی تو زیب تن کئے تھے نا۔

یا رسول اللہ ﷺ اپنی نعلین پاک کو مرمت آپ خود بھی تو کرتے تھے نا۔

یا رسول اللہ ﷺ یہ فقر و فاقہ کشی آپ ﷺ نے بھی تو اختیار کی تھی نا۔

یا رسول اللہ ﷺ روکھی سوکھی آپ نے بھی کھائی تھی نا۔

یا رسول اللہ ﷺ یہ ساری کیفیات آپ کے سامنے ہیں مسلمانوں کی

چھوٹی سی ریاست مدینہ منورہ تھی یا زیادہ سے زیادہ مکے پر قبضہ ہوا تھا۔ ابھی دنیا

میں مسلمانوں کی فتوحات کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا۔

ابھی مسلمانوں کے پاس وہ عظیم الشان عسکری قوت اور لاؤ لشکر تو نہیں تھا۔

ابھی مسلمانوں کو عظیم الشان سلطنت اور حکومت تو میسر نہیں آئی تھی۔

ابھی مسلمانوں کے پاس وہ درہم و دینار نہیں تھے مال و منال نہیں تھا۔

شان و شوکت نہیں تھی۔ کروفر نہیں تھا۔ طمطراق نہیں تھا۔ آن بان نہیں تھی۔ یہ سب کچھ نہیں تھا۔ سب کچھ تو بعد میں ملا ہے اور یا رسول اللہ ﷺ آپ فرماتے ہیں سب سے اچھا زمانہ میرا زمانہ ہے اگر کوئی تاریخ کا طالب علم یوں سوال کرنے کی جسارت کرے تو میرے آقا ﷺ جواب عطا فرمائیں گے اے میرے غلاموں تم کیا سمجھتے ہو عزت و عظمت وہ کیا مال و ملال سے ملتی ہے کیا درہم و دینار سے ملتی ہے کیا شان و شوکت سے ملتی ہے کیا لاؤ لشکر میں ہے کیا شان و شوکت میں ہے کیا عسکری قوت میں ہے اے نہیں عزت و عظمت تو مجھ سے نسبت کی وجہ سے ہے میرا زمانہ سب سے بہتر اور اچھا زمانہ اس لئے ہے کہ وہ میرا زمانہ ہے جس کو بھی عزت ملتی ہے وہ میرے آقا ﷺ کے دامن سے ملتی ہے۔

حضرات محترم! یہاں پہ آپ اگر محفل نعت کے سحر سے آزاد ہو گئے ہوں تو ایک ایسی بات کرنا چاہتا ہوں جس کے لئے مجھے جاگتے ذہن چاہئیں، روشن آنکھیں چاہئیں، آپ کی توجہ چاہیے آپ کے رویے کا گداز چاہیے تو ایسے میں میں کچھ بات کرنے کی جسارت کروں۔

انسان اشرف المخلوقات ہے کچھ دوست کہتے ہیں ہمیں بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی نورانیت کا ذکر نہ کرو وہ اس لئے کہ اگر نبی پاک ﷺ کو نور کہو گے تو ان کی عظمت و شان سے محروم کر دو گے کہ اشرف المخلوقات تو انسان ہے اسلئے ان کو انسان کہو ان کو بشر کہو تا کہ اشرف المخلوقات ہونے کی فضیلت ان کو میسر آئے۔  
حضرات مکرم! میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے تمام مخلوقات سے افضل ہے اعلیٰ ہے۔ انسان کو یہ فضیلت اور عزت کیوں میسر آئی۔ بعض علماء نے قرآن سے استدلال کیا قرآن پڑھا بتایا اور سنایا: **وَاقْبَالَ**

ربك للملائكة اني جاعل في الرض خليفة۔ اے محبوب ﷺ یاد ہے ناں وہ وقت جب آپ ﷺ کے رب عزوجل نے فرشتوں سے فرمایا تھا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں ویسے یہاں پر کتنے نکات پوشیدہ ہیں اور علماء کرام قرآن کے اسرار و معنی کے یہاں دریا بہا کے رکھ دیں لیکن میں تو اپنی حیثیت اور بساط کے مطابق ہی گفتگو کر پاؤں گا۔ صرف ایک نقطہ عرض کرتا ہوں رب کائنات کس وقت کی بات کر رہا ہے ابھی حضرت آدم علیہ السلام کو خلافت کا تاج پہنایا نہیں گیا ابھی فرشتوں سے مشاورت ہو رہی ہے ابھی نسل انسانی نہیں چلی ابھی نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری نہیں ہوا اس وقت کی بات رب کائنات عزوجل فرما رہا ہے۔ واذ قال ربك اے محبوب ﷺ ابھی آدم علیہ السلام کو خلافت تو نہیں ملی تھی رب تو میں اس وقت بھی تیرا تھا ناں۔ اے محبوب ﷺ تو نہ ہوتا میں کائنات میں کسی کا رب نہ ہوتا۔

اے محبوب ﷺ اگر ہوا میں چلتی ہیں تو تیرے لئے  
 پھول کھلتے ہیں تو تیرے لئے  
 غنچے چمکتے ہیں تو تیرے لئے  
 کلیاں مسکراتی ہیں تو تیرے لئے  
 پرندے چہچہاتے ہیں تو تیرے لئے  
 اگر شاخیں ثمر بار ہوتی ہیں تو تیرے لئے  
 اگر سیپ کی کوکھ میں گوہر آب دار ہے تو تیرے لئے  
 اگر قم قم کی صدا میں ہیں تو تیرے لئے  
 اور بلبل کی نوا میں ہیں تو تیرے لئے

اور ہر گل کی ادائیں ہیں تو تیرے لئے اور غرور و شعور آدمیت ہے تو تیرے لئے سب کچھ تیرے لئے اور تو میرے لئے۔ اچھا سلسلہ کلام کو آگے بڑھانے سے پہلے میں آپ کو ذرا یہ بتا دوں منتظمین نے مجھے کہا ہے کہ آپ کم از کم سوا گھنٹہ تو ضرور لیں اور باقی سامعین کے ظرف اور حوصلے پر چھوڑ دیں چلئے گھنٹہ سوا گھنٹہ تو آپ کو مجھے بھگتنا ہے اس کے بعد پھر آپ کا رویہ بتائے گا کہ مجھے کیا کرنا ہے۔

رب کائنات قرآن مجید میں فرماتا ہے: **واذ قال ربك للملائكة اني جاعل في الرض خليفة۔**

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! ابھی آدم علیہ السلام کو خلافت نہیں ملی تھی رب تو میں اس وقت بھی تیرا تھاناں تو تجھے یاد ہے تیرے رب نے فرشتوں سے کیا فرمایا تھا کہ میں زمین پہ خلیفہ بنانے والا ہوں فرشتوں نے عرض کی تھی۔

**قالوا اتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك** ○

فرشتوں نے عرض کی مولا تو اس انسان کو زمین پہ خلیفہ بنائے گا جو زمین پہ فساد کرے گا خون بہائے گا جب کہ ہم تیری حمد و تسبیح کرتے ہیں تیری کبریائی تیری حمد بیان کرتے ہیں۔ رب کائنات نے فرمایا: **قال اني اعلم ما لا تعلمون۔** رب کائنات نے گویا یہ فرمایا جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ **وعلم آدم الاسماء كلها۔** پھر اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کے نام سکھا دیئے حضرت آدم علیہ السلام کو **ثم عرضهم على الملائكة** پھر ان کو پیش کیا فرشتوں کے سامنے **فقال انبنوني باسماء هؤلاء ان كنتم صدقين۔** رب کائنات نے فرمایا اگر تم

سچے ہو تو مجھے ان سب چیزوں کے نام بتاؤ فرشتوں نے عرض کی قالو سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا۔ انہوں نے عرض کی مولا پاک ہے تو ہم تو ان چیزوں کے نام نہیں جانتے سوائے ان کے جو تو نے ہمیں سکھائے ہیں انک انت العليم الحکیم۔ عليم و حکيم تو تیری ذات ہے جب فرشتوں نے معذرت کی پھر آدم علیہ السلام کو حکم ہوا فلما انبہم باسمائهم۔ اے آدم علیہ السلام! ذرا تم ان چیزوں کے نام بتاؤ ناں تو حضرت آدم علیہ السلام نے فر فر سب چیزوں کے نام بتا دیئے تو پھر حکم ہوا فرشتوں کو اب آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو علماء نے دلیل دی کہ فضیلت انسان کا سبب شرف آدمیت کا سبب اصل میں علم ہے یہ علم کی وجہ سے ہے۔ علم کا مظاہرہ ہوا تو انسان کو یہ عزت ملی اگر یہ بات مان لی جائے کہ انسان کو یہ فضیلت علم کی وجہ سے ملی تو اس پر بھی چند ایک بہت بھاری اعتراضات ہوتے ہیں۔

### پہلا اعتراض:

فرض کیجئے آپ کسی سکول میں ٹیچر ہیں معاف کیجئے مجھے انگریزی زبان بولنے کا زیادہ شوق نہیں فرض کیجئے اگر میں یہ کہتا کہ آپ کسی سکول میں استاد ہیں تو آپ کہیں گے بڑے استاد ہیں تو اس لئے میں نے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا فرض کیجئے آپ سکول ٹیچر (Teacher) ہیں بچوں کو پڑھاتے ہیں اور کلاس کے اندر کچھ بچے آپ کے رشتہ داروں کے ہیں آپ کے گھر کے بچے ہیں ان پر تو آپ پوری توجہ دیتے ہیں محنت کرتے ہیں ان کو تسلی کے ساتھ محنت کرواتے ہیں۔ لیکن جو کلاس میں دوسرے بچے ہیں ان پر توجہ نہیں دیتے انہیں محنت نہیں کرواتے انہیں لفٹ نہیں کراتے انہیں علم نہیں دیتے ظاہر ہے جن بچوں کو آپ نے محنت کروائی ہے جب امتحان ہوگا تو وہ اچھے نمبروں سے کامیاب ہو

جائیں گے اور جن بچوں کو علم نہیں پہنچا ان کو نہیں پڑھایا نہیں سکھایا نہیں محنت نہیں کروائی وہ فیل ہو جائیں گے ناکام ہو جائیں گے نمبر تھوڑے آئیں گے لیکن یہ ناکامی ان بچوں کے کمتر ہونے کی دلیل نہیں ہے ہو سکتا ہے ان بچوں میں کوئی جو ہر قابل بھی ہو جیسے کہتے ہیں۔ ”ذرا نم ہو یہ مٹی تو بڑی زرخیز ہے ساقی“ ممکن ہے ان بچوں پر محنت کی جائے تو وہ ملک و قوم کا نام روشن کریں کون بدتر ہے کون بہتر ہے کون اعلیٰ ہے کون ادنیٰ ہے کون لائق ہے کون نالائق ہے۔ یہ پتہ تو اس وقت چلے گا جب سب بچوں پر برابر محنت کی جائے استاد جو ہے وہ سب بچوں کو یکساں پڑھائے پھر امتحان ہوں پھر جس کے نمبر زیادہ ہوں گے وہ اعلیٰ ہوگا وہ بہتر ہوگا اور جس کے نمبر کم ہوں وہ ادنیٰ ہوگا کمتر ہوگا بدتر ہوگا بات تو ٹھیک ہے تمام چیزوں کے نام اللہ نے کس کو سکھائے حضرت آدم علیہ السلام کو۔ فرشتوں کو تو سکھائے ہی نہیں اور فرشتے بھی یہی پیٹ رہے ہیں کہ مولا ہم کوئی نالائق شاگرد نہیں ہیں محنت سے جی چرانے والے نہیں ہیں مولا جو کچھ تو نے ہمیں سکھایا ہے ہمیں آتا ہے وہ ہم سے پوچھ لے الاماعلمتنا ان چیزوں کے نام تو نہیں آتے لیکن جو کچھ تو نے سکھایا ہے وہ ہمیں آتا ہے لیکن مولا آؤٹ آف کورس (Out Of Course) سوال آجائیں تو ہم کیا کریں۔

### دوسرا اعتراض:

حضرات محترم! دوسرا اعتراض ان کلمہ صادقین اگر تم سچے ہو اب فرشتے تو تمام چیزوں کے نام نہیں بتا سکتے تو قرآن گواہی دے رہا ہے فرشتے سچے نہیں تھے حالانکہ فرشتوں نے جو کچھ کہا تھا وہ سچ ہی تو تھا کہ مولا انسان دنیا میں فساد کرے گا، خون بہائے گا، ہم تیری حمد و تسبیح کرتے ہیں لیکن کیسے پتہ چلا کہ وہ



سچے نہیں تھے۔

اچھا کچھ علماء فرماتے ہیں کہ بات دراصل یہ ہے فرشتوں کے کہنے کی مراد یہ تھی کہ مولا انسان خون بہائے گا اسے خلیفہ نہیں بننا چاہیے ہم حمد و تسبیح کرتے ہیں ہمیں خلیفہ ہونا چاہیے اس بات میں سچے نہیں تھے اگر یہ بات ہو تو میں دست بستہ عرض کروں گا اگر کوئی شخص بات کرے اور دلیل سے کرے تو اس کی بات کو رد کرنے کے لئے دلیل سے جواب دینا چاہیے ناں دلیل تو ہونی چاہیے ویسے تھپڑ مار کر کوئی چپ کرادے تو اور بات ہے اصولاً تو یہی ہونا چاہیے کہ کوئی بات کرے دلیل سے تو اس کا جواب دلیل سے ملنا چاہیے تو فرشتوں نے اگر کہا مولا جو فساد کرے، خون بہائے اسے تیرا خلیفہ نہیں ہونا چاہیے جو حمد و تسبیح کرے خلافت کا تاج اسی کے سر پہ ہونا چاہیے یہ بات اصولاً صحیح ہے یا نہیں ہے بات تو صحیح ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس دلیل کا جواب تو دیا نہیں۔

### تیسرا اعتراض:

آپ میں سے کوئی دوست کھڑا ہو اور کہے کہ کاظمی صاحب میں بڑا ذہین ہوں بڑا سمجھ دار ہوں بڑا عقل مند ہوں میں کہوں اچھا آپ بڑے ذہین ہیں چلے دیکھتے ہیں ذرا نکلیں سڑک پر ذرا دوڑ لگا کے دکھائیں ناں پتہ چلے آپ کتنے ذہین ہیں آپ کہیں گے جناب میں کہتا ہوں میں ذہین ہوں آپ کہتے دوڑ کر دکھاؤ دوڑنے کا ذہانت سے کیا تعلق ہے بھئی آپ نے میری ذہانت کو سوجھ بوجھ کو پرکھنا ہے تو کوئی سوال کیجئے کوئی آئی کیو لیول (IQ Level) میرا چیک کیجئے ٹیسٹ کیجئے تب پتہ چلے گا میں کہاں کھڑا ہوں آپ کہتے ہیں تیز دوڑ کے دکھاؤ تیز دوڑنے کا ذہانت سے تعلق کیا ہے بات صحیح ہے یا غلط ہے فرشتے کہتے ہیں مولا

انسان زمین پر خون بہائے گا فساد کرے گا ہم تیری حمد و تسبیح کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم سچے ہو تو مجھے کائنات کی سب چیزوں کے نام بتاؤ بھئی کائنات کی ان چیزوں کے نام کا فرشتوں کی بات سے تعلق کیا تھا معاف کیجئے یہ میں نے الجھنیں تو خاصی پیدا کر لیں لیکن وقت پر سلجھاؤں گا کیونکہ ابھی سلجھایا تو گفتگو کا تسلسل جاری نہیں رکھ سکوں گا۔

### چوتھا اعتراض:

بہر حال ایک اعتراض اور بھی ہوتا ہے وہ کیا ہے محض علم کی وجہ سے فضیلت ہوتی تو کیا خیال ہے شیطان کا علم زیادہ ہے یا آپ کا شیطان کو کوئی معمولی چیز مت سمجھئے وہ فرشتوں کا بھی پروفیسر (Professor) رہا ہے علم کے حوالے سے اس کا بڑا ڈنکا پٹا ہے ہمیں تو اللہ نے ایمان کے صدقے میں عزت دی ہے اور وہ کافر ملعون ہے محدود ہے اگر صرف علم کی وجہ سے فضیلت ہوتی تو شیطان کا مرتبہ ہم سے بلند ہوتا۔

ایک اور بات میں عرض کرتا ہوں آپ کہتے ہیں کہ دراصل آدم علیہ السلام کی بنیاد علم ہے میں دست بستہ عرض کروں گا اس سارے قصے میں تو اللہ حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر ہی نہیں کرتا یہ بات کانوں کو اجنبی تو لگے گی لیکن ذرا بات سنئے چلیئے۔

حضرات محترم ا دیکھئے جب فرشتوں نے کہا مولا انسان فساد کرے گا خون بہائے گا انسان فساد کی جڑ ہے ہم تیری حمد و تسبیح کرتے ہیں اللہ نے کیا فرمایا تھا۔ قال انی اعلم ما لا تعلمون جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے اللہ نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ جو آدم علیہ السلام جانتے ہیں وہ تم نہیں جانتے فرمایا جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے اچھا جب تمام چیزوں کے نام حضرت آدم علیہ السلام نے بتا دیئے تو کم

از کم اب تو اللہ تعالیٰ فرما دیتا کہ دیکھو بھئی آدم علیہ السلام پڑھا لکھا ہے یہ ڈگری ہولڈر (Degree Holder) ہے ماشاء اللہ اب تو ہمارے ملک کے اندر اسمبلی تک پہنچنے کیلئے ڈگری کی ضرورت ہوتی ہے تو خلافت کا تاج پہننے کیلئے بھی تو کوئی نہ کوئی ڈگری چاہیے ناں

حضرات محترم! رب کائنات نے کیا فرمایا تمام چیزوں کے نام بتائے حضرت آدم علیہ السلام نے اور اللہ نے کیا فرمایا۔ قال الم اقل لکم انی اعلم غیب السموات والارض واعلم ماتبدون وما کنتم تکتمون۔ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ زمین و آسمان کا غیب تو میں جانتا ہوں اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم دکھاتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو سب چیزوں کے نام بتائے حضرت آدم علیہ السلام نے اور اللہ فرماتا ہے علم میرا زیادہ ہے حضرات مکرم اس تمام واقعہ سے پتا چلتا ہے کہ اس واقع میں رب کائنات دراصل اپنے علم کا ذکر کر رہا ہے حضرت آدم علیہ السلام کے علم کا ذکر نہیں کر رہا ارے جس کا ذکر ہی نہیں ہے تم اسے فضیلت کا سبب بناتے ہو سوال اپنی جگہ برقرار رہا کہ انسان اشرف المخلوقات کیوں ہے؟

بعض علماء نے فرمایا کہ دراصل بات یہ ہے کہ انسان وہ ہے جس کو فرشتوں نے سجدہ کیا اب جو مسجود ملائکہ ہو جس کو فرشتے سجدہ کریں اسے تو ساری مخلوق سے اعلیٰ افضل ہونا ہی چاہیے تھا۔ میں عرض کروں گا کہ اگر یہ بات مان لی جائے تو یہاں پر بھی چند ایک اعتراضات ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے سجدہ عظمت کی وجہ سے ہوتا ہے اگر سجدہ عظمت کی وجہ سے ہوتا تو پہلے ہم مسجد اقصیٰ کی طرف منہ کر کے سجدہ کرتے تھے اور آج اگر سجدہ کریں مسجد اقصیٰ کی طرف منہ کر کے تو کیا جائز ہے؟ نہیں تو۔ کیا مسجد اقصیٰ کی عظمت میں کوئی کمی آگئی ہے؟ عظمت میں کمی

نہیں آئی لیکن اب سجدہ کرنا جائز نہیں۔ اس طرح یہ بھی سوچئے رب کائنات کی عظمت میں تو کبھی کمی نہیں ہو سکتی لیکن جب سورج ٹکٹا ہو یا غروب ہوتا ہو یا زوال کا وقت ہو اس وقت اللہ کو سجدہ کرنے کی اجازت ہے؟ نہیں تو۔ اگر سجدہ عظمت کی وجہ سے ہوتا رب کائنات کی عظمت تو ہر وقت پائی جاتی ہے پھر سجدے کی بھی ہر وقت اجازت ہوتی لیکن سجدے کی اجازت ہر وقت نہیں ہے پتا یہ چلا کہ سجدے کی علت عظمت نہیں ہے۔ اچھا اگر کوئی سوچے کہ نہیں جی دراصل سجدہ کرنے کے بعد عظمت بڑھ جاتی ہے میں عرض کروں گا اس کا بھی جواب قرآن مجید میں موجود ہے۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام نے سجدہ کیا حضرت یوسف علیہ السلام کو لیکن علماء سے پوچھئے مرتبہ کس کا زیادہ ہے مرتبہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا بلند ہے حالانکہ سجدہ بھی حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کیا جب یہ تمام حقائق ہمارے سامنے موجود ہیں تو پھر یہ کہنا کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اس لئے فرشتوں نے سجدہ کیا تو سوال اپنی جگہ برقرار رہا کہ انسان اشرف المخلوقات کیوں ہے؟ کچھ علماء نے فرمایا کہ دراصل بات یہ ہے کہ انسان کے اندر خیر بھی ہے شر بھی ہے انسان جب خیر کے راستے پر چلے صراطِ مستقیم کو اختیار کرے نیکی اور بھلائی کو اپنائے تو اسے شر سے برسرِ پیکار ہونا پڑتا ہے شر کی قوتوں سے لڑنا پڑتا ہے انسان، شیطان سے اپنے نفس سے برسرِ پیکار ہوتا ہے لڑتا ہے محنت کرتا ہے محنت مشقت کر کے اس جہاد و قتال کے نتیجے میں پھر کہیں جا کے اس کو صراطِ مستقیم ملتا ہے تو جب اتنی محنت اور مشقت کرتا ہے تو پھر تو اسے یہ عزت و عظمت ملنی ہی چاہیے۔

آپ دیکھیں اگر کوئی شخص آنکھوں سے معذور پیدا ہوا ہو وہ آپ سے کہے میں نے آج تک کسی کو بری نظر سے نہیں دیکھا تو آپ نہیں گے بھائی تو تو

دیکھ ہی نہیں سکتا اچھی یا بری کا کیا سوال ہے ٹھیک ہے ناں تو فرشتوں کے اندر تو شرکی قوت ہے ہی نہیں انسان میں خیر بھی ہے اور شر بھی ہے جب انسان نیکی کے راستے پہ چلے گا اس کو ورغلا یا جائے گا بہکایا جائے گا دلوں میں وسوسے پیدا کئے جائیں گے اور جب یہ نیکی کے راستے پر استقامت سے چلے تو شیطان سے لڑے گا اپنے نفس سے لڑے گا تو ظاہر ہے اس محنت و مشقت کے نتیجے میں اسے یہ فضیلت و عظمت ملنی چاہیے میں عرض کروں گا کہ یہ بات سننے میں بڑی اچھی لگی ہے لیکن اس میں بھی ایک مشکل ہے اب زیادہ تفصیل میں نہیں جاتا آسان سی ایک دلیل دیتا ہوں یہ بتائیے ایک رات آپ عبادت کریں ایک رات کی عبادت کرنا زیادہ مشکل ہے یا ایک ہزار مہینے عبادت کرنا زیادہ مشکل ہے ظاہر ہے ایک ہزار مہینے آدمی مسلسل عبادت کرتا رہے وہ تو بڑا مشکل کام ہے ایک رات کی عبادت کا تو اس میں سے کوئی کمپیریزن (Comperison) نہیں ہے کوئی موازنہ نہیں ہے کوئی تقابل نہیں ہے اب محنت تو ہزار مہینوں میں زیادہ ہے لیکن قرآن مجید کہتا ہے۔ لیلۃ القدر خیر من الف شہر۔ قدر کی ایک رات وہ ہزار مہینوں سے زیادہ افضل ہے اگر فضیلت کا انحصار محنت و مشقت پہ ہوتا تو لیلۃ القدر کو یہ فضیلت کبھی نہ ملتی تو ایسی صورت میں سوال اپنی جگہ برقرار رہا کہ انسان اشرف المخلوقات کیوں ہے؟

حضرات مکرم! میں اس بحث کو طول دینے کی بجائے اسے نقطہ انجام تک پہنچاتا ہوں بات دراصل یہ ہے کہ رب کائنات چونکہ جانتا تھا اس نے اپنے محبوب ﷺ کو اس دنیا میں ایک انسان کے روپ میں بھیجا تھا ایک بشر کی صورت میں بھیجا تھا کیونکہ بشریت اور انسانیت کا تعلق حقیقت محمدی ﷺ سے جڑنا تھا اس

لئے رب کائنات نے اپنے محبوب ﷺ سے نسبت کے صدقے میں ساری بنی نوع انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیا ارے انسان کو جو عظمت ملی ہے وہ تو میرے نبی ﷺ کے صدقے سے ملی ہے اگر میرے آقا ﷺ کسی اور مخلوق کی صورت میں دنیا میں جلوہ لگن ہوتے تو اللہ اس مخلوق کو اشرف المخلوقات قرار دے دیتا لیکن نہیں میرے نبی ﷺ نے انسان کی شکل و صورت میں آنا تھا بشر کے روپ میں آنا تھا اس لئے یہ انسان کو عظمت ملی یہ عزت ملی ارے تم کہتے ہو نبی پاک ﷺ کو انسان کہو بشر کہو تا کہ نبی پاک ﷺ کو اشرف المخلوقات ہونے کی عزت ملے ارے انسان کو عزت میرے نبی کریم ﷺ کی نسبت کی وجہ سے میسر آئی ہے۔

حضرات محترم! جو آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی اس پر چند باتیں اور اس سے پہلے کہ آپ کے صبر کا پیمانہ چھلکے اور ہم نگاہوں نگاہوں میں معذرت کی رسم ادا کریں اور خوش دلی سے ایک دوسرے سے رخصت ہوں رب کائنات گویا یہ فرماتا ہے۔ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین۔

اے محبوب ﷺ فرمادیتے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت یہ سب کچھ کس کے لئے اللہ رب العالمین سب اللہ کے لئے ہے جو رب ہے تمام جہانوں کا جب میں نے یہ آیت پڑھی معنی اور مفہوم تک کچھ ذہن پہنچا تو ذہن میں ایک خلش پیدا ہوئی علماء سے سنا کہ رب کائنات قرآن مجید میں بطور خاص جب کوئی بات اپنے محبوب ﷺ سے کہلواتا ہے اے محبوب ﷺ کہہ دیتے تو اس کے اندر کوئی نقطہ پوشیدہ ہوتا ہے اس کے اندر علم و حکمت کا کوئی خاص درس موجود ہوتا ہے جب کہ یہاں تو بڑی سیدھی سی بات ہے کہ اے محبوب ﷺ

کہہ دیجئے میری نماز قربانی زندگی موت جینا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب ہے تمام جہانوں کا اس کے اندر تو بظاہر نقطہ سخی اور عرق ریزی کی زیادہ گنجائش نظر نہیں آتی جب میں نے اس پہ غور کیا تو مجھے اس مسئلے کی کنجی ملی، لہٰذا رب العالمین۔

حضرات محترم! میں نے ابھی بارہا مرتبہ حدیث قدسی کا ذکر کیا اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اگر تو نہ ہوتا تو میں اپنے رب ہونے کو ظاہر نہ کرتا۔ ذرا اسی تسلسل کو لے کر آگے چلتے ہیں جناب والا اب ذرا سوچئے اگر کوئی چاہنے والا ہو عاشق ہو محبت کا دم بھرنے والا ہو اور اپنے محبوب سے الفت و چاہت کا اظہار کرے اور اعلان کرے۔ مثلاً کہے محبوب میں آسمان سے تیری خاطر ستارے توڑ لاؤں۔ ہر ناممکن کو ممکن کر دکھاؤں۔ تجھے پانے کے لئے اگر مجھے تاج و تخت چھوڑنا پڑے تو چھوڑ دوں۔ اور تیری خلوت کا امین بننے کے لئے اگر رشتہ داروں سے منہ موڑنا پڑے تو ان سے منہ موڑ لوں۔ میں دنیا کو ترک کر دوں صرف تجھے پانے کے لئے۔ جب کوئی چاہنے والا اس طرح اظہار محبت کرے اعلان محبت کرے تو کیا خیال ہے اس کی یہ خواہش ہوگی کہ محبوب بھی جواباً دو لفظ کہہ دے جس سے اس کے جذبات کی تسکین ہو جائے اور اسے پتا چل جائے کہ وہ بھینس کے آگے بین نہیں بجا رہا۔ کسی پتھر کے آگے نہیں گڑ گڑا رہا۔ بلکہ کسی انسان سے جیتے جاگتے شخص سے جس کے اندر جذبات ہیں اور محبت کی پذیرائی کی صلاحیت ہے۔ جس سے وہ اظہار محبت کر رہا ہے محبت تو ظاہر ہے اپنی پذیرائی چاہتی ہے ناں۔

عاشق بھی چاہتا ہے محبت کرنے والا بھی چاہتا ہے کہ جب وہ کہے کہ اے محبوب میں تیری خاطر ساری دنیا کو چھوڑ سکتا ہوں۔ ترک کر سکتا ہوں۔ منہ موڑ

سکتا ہوں۔ تو اس کی بھی خواہش ہوگی محبوب بھی کہے کہ اے چاہنے والے اگر تو میرے لئے سب کچھ چھوڑ سکتا ہے۔

تو میرے یا قوتی ہونٹوں پر بھی نام تو تیرا مچلتا ہے ناں۔

پھر میری آنکھوں میں بھی جگنو تو تیری وجہ سے جھللاتے ہیں ناں۔

پھر میرے گالوں پر بھی شفق تو تیرے تصور سے پھوٹی ہے ناں۔

میرے جمال کی درخشندگی بھی تیرے لئے ہے۔

پھر میرے قریب کی آنچ بھی تیرے لئے ہے۔

ارے جب چاہنے والا اس طرح اعلان محبت کرے دوسری طرف سے

بھی وہ جواب کی توقع رکھتا ہے ناں۔ جب رب کائنات فرماتا ہے اے

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمام کائنات بنائی تیرے لئے ہے۔ تو پھر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو کہنا ہے پھر

میرا سب کچھ بھی تیرے لئے ہے۔ بات تو ٹھیک ہے سمجھ میں آتی ہے لیکن یہاں

پر پھر ایک غلش ایک سوال ہے وہ کیا ہے جب آپ اظہار محبت کریں اور آپ

اس امید میں ہوں کہ اب آپ کے محبوب کی آواز آپ کے کانوں میں رس

گھولے گی آپ کا محبوب آپ کے جذبات کی پذیرائی کرے گا تو ظاہر ہے جو کچھ

کہنا ہے محبوب کو خود کہنا چاہیے ناں۔ لیکن اگر کوئی اسے پٹی پڑھا رہا ہو کوئی سبق

سکھا رہا ہو یا آپ کو کہنا پڑے کہ اے محبوب اب میرے اظہار محبت کے جواب

میں تو یہ کہہ دے تو یہ عجیب سی بات لگتی ہے ناں۔ تو اگر اللہ کی طرف سے اس

اعلان کے بعد کہ مولا یہ تمام کائنات تو نے بنائی میرے لئے ہے۔ اگر نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ رب کے اس فرمان کے جواب میں کہنا تھا مولا میرا سب کچھ بھی تو

تیرے لئے ہے۔ تو ظاہر ہے اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے کہتے مولا میرا سب



کچھ تیرے لئے ہے تو یہ بتائیں جو کچھ بھی پیش کرتے وہ کس کی عطا ہوتی ظاہر ہے اللہ کی عطا ہوتی۔

ان پے جو وارا انہی کی دین تھی  
ہم پشیمان ہیں کہ وارا کچھ نہیں  
بھی ظاہر ہے جیسے شاعر نے کہا کہ

جان دی دی ہوئی اس کی تھی  
حق توبہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یہ وہ بات ہے ناں کہ اگر کوئی خدا کی راہ میں جان قربان کر کے سمجھے  
بڑی قربانی دی ہے بھی کیا تیرا ہے اس نے جان دی تھی واپس اس کی خدمت  
میں پیش کر دی کون سی بڑی قربانی دی ہے تو۔

حضرات محترم اگر میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کہتے مولا اگر تو نے یہ تمام جہاں  
میرے لئے بنایا ہے تو مولا میرا سب کچھ بھی تیرے لئے ہے یہ میرا جینا مرنا  
تیرے لئے یہ زندگی موت تیرے لئے یہ عبادت و ریاضت تیرے لئے تو ممکن  
ہے کوئی ہرزہ سرا کوئی یاوا گو کہہ دیتا ارے جو کچھ بھی پیش کیا اپنا کیا تھا جو کچھ بھی  
دیا اسی کا دیا ہوا تو تھا۔

تو اللہ نے گویا یہ فرمایا اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اگر تو خود کہے گا کوئی اعتراض  
کر سکتا ہے اس لئے تو خود نہ کہہ میرے کہنے پہ کہہ دے تاکہ کسی کو انگشت نمائی  
کا موقع نہ ملے۔

اور اس بات کو ایک اور زاویے سے بھی سمجھ سکتے ہیں کہ ویسے تو اس محفل  
میں بھی کھڑا ہو کے کوئی شخص کہہ دے کہ میرا جینا مرنا میری زندگی موت میری آل

اولاد میری زمین جائیداد میرا سب کچھ اللہ کے لئے ہے۔ کہنے میں کیا جاتا ہے کوئی بھی کہہ دے لیکن دیکھنا پڑے گا کہ اس نے تو کہہ دیا پتہ نہیں اس نے قبول کیا ہے یا نہیں قیامت کے دن کتنے لوگ ہوں گے جن کی عبادت و ریاضت تک روزہ نماز تک ان کے منہ پر مار دیا جائے گا مقبول نہیں ہوگا مردود ہوگا اگر میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم خود کہتے مولا میری زندگی موت جینا مرنا سب تیرے لئے ہے تو ممکن ہے کوئی پوچھتا کہ جناب آپ نے تو کہہ دیا اس نے پتا نہیں قبول کیا یا نہیں کیا تو رب کائنات نے فرمایا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم خود نہ کہہ جس نے قبول کرنا ہے اس کے کہنے پر کہہ دے تاکہ مردود و مقبول کا سوال ہی پیدا نہ ہو۔

حضرات مکرم! آخر میں نعت کے چند اشعار محفل نعت کی مناسبت سے

مماثلت سے منیر نیازی کا ایک بند ہے۔

کہ روگ دل میں اس قدر تھا اس جہانِ حُسن کا

اور بابِ روشن اس قدر تھا اس بیانِ حُسن کا

یہ حوصلہ دل میں نہ تھا تو بات کہتا کس طرح

یہ میرا منصب نہ تھا تو نعت کہتا کس طرح

اسی طرح ملتان کا ایک شاعر کا شعر ہے۔

طیبہ میں پیدا صبح مسلسل کا سماں ہے

جس شہر میں سورج ہے وہاں رات کہاں ہے

ایک مشکل سوال کا جواب:

کاظمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ یہ بتائیں اللہ تعالیٰ نے دنیا اچھائی

کے لئے بنائی یا برائی کے لئے بنائی ممکن ہے آپ کہیں گے کہ اچھائی کے لئے

بنائی ہے۔ ذرا اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالئے آس پاس دیکھئے دنیا کا جائزہ لیجئے اور بتائیے کہ اچھائی زیادہ ہے یا برائی زیادہ ہے اس دنیا میں برائی زیادہ ہے اچھائی کم ہے کافر زیادہ ہیں اور مؤمن کم ہیں اور مؤمنوں میں بھی دیکھو تو متقی پرہیزگار و پارسا کم ہیں خطا کار، گنہگار زیادہ ہیں۔ پتا چلا دنیا میں اچھائی کم اور برائی زیادہ ہے دنیا تو بنائی اللہ نے اچھائی کے لئے۔ اچھائی کم ہوگئی برائی زیادہ ہوگئی تو دنیا بنانے کا مقصد تو پورا نہ ہوا اور اگر کوئی چیز اپنے مقصد تخلیق کو پورا نہ کرے جس مقصد کے لئے وہ چیز بنائی گئی ہے اگر وہ پورا نہ کرے تو الزام آتا ہے بنانے والے پر قلم بنایا تھا لکھنے کے لئے قلم نہیں لکھتا تو قلم کا کیا قصور؟ قصور ہوگا تو بنانے والے کا ہوگا جس نے کوئی ایسا نقص چھوڑ دیا ایسی خامی چھوڑ دی کہ اب وہ قلم نہیں لکھتا کپڑا بننا تھا ستر پوشی کے لئے اگر کپڑا اتنا باریک ہو کہ اس سے بدن نہ چھپے تو کپڑے کا کیا قصور ہے؟ قصور ہوگا تو بننے والے کا ہوگا تو جب کوئی چیز اپنے مقصد تخلیق کو پورا نہ کرے تو الزام آتا ہے بنانے والے پر دنیا تو بنائی اللہ نے اچھائی کے لئے اچھائی کم ہوگئی برائی زیادہ ہوگئی تو مقصد تخلیق کائنات تو پھر پورا نہ ہوا؟

جواب: حضرات مکرم! سوال تو بڑا مشکل ہے میں عرض کروں گا ظاہر ہے اللہ نے یہ دنیا اچھائی کے لئے بنائی ہے رب کائنات تو کوئی کام برائی کے لئے کرتا بھی نہیں بلکہ برائی کو اس کی ذات سے نسبت دینا بھی جائز نہیں دیکھیں آپ بے شک لاہور جیسے شہر میں رہتے ہیں لیکن اتنے بے خبر تو نہیں ہوں گے کہ آج کل گندم کی کٹائی کا موسم ہے اور اچھا لاہور کے حوالے سے یہ اس قسم کی باتیں زیادہ سامنے نہیں آتیں کراچی کے بارے میں ذرا بات مشکل ہو جاتی ہے ایک دفعہ ہمارے کچھ عزیز واقارب کراچی سے آئے اور ان کے بچے کہنے لگے انکل

(Uncle) ہم نے کما د کے شوگر کین (Sugercane) کے کھیت دیکھنے ہیں میں نے کہا کیوں بیٹے اس میں کیا خصوصیت ہے کہنے لگے دراصل ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ یہاں کے لوگ کھیتوں میں کتنی چینی ڈالتے ہیں گنوں کو میٹھا کرنے کے لئے تو اب یہ باتیں کراچی کے حوالے سے ہیں لیکن یہاں لاہور کے رہنے والے تو الحمد للہ آپ سب جانتے ہیں کہ ہم گندم اگاتے ہیں کھیت لہلہاتے ہیں فصل پکتی ہے پھر فصل کو کاٹتے ہیں اسے تھریشر میں ڈالتے ہیں اور تھریشر بھی عجیب سمجھدار قسم کی مشین ہے وہ پہچانتی ہے کہ یہ بھوسہ ہے یہ دانے ہیں دانے علیحدہ نکال دیتی ہے بھوسہ علیحدہ نکال دیتی ہے ایک طرف دانوں کا ڈھیر ہوتا ہے دوسری طرف بھوسے کا ڈھیر ہوتا ہے کچھ اندازہ ہے آپ کو کہ کون سا ڈھیر بڑا ہے ظاہر ہے بوسے کا ڈھیر بڑا ہوتا ہے یارو گندم تو اگائی تھی دانوں کے لئے اب دانے تھوڑے ہو گئے بھوسہ زیادہ ہو گیا تو آئندہ پھر گندم تو نہیں اگانی چاہیے آپ لاہور شہر سے گئے کسی دیہات میں مہمان بنے رات کو ٹھہرے آپ کے دیہاتی دوست نے سوچا کہ شہر سے مہمان آیا ہے تو صبح ناشتے میں تازہ مکھن پیش نہ کریں تو مزہ تو نہیں آئے گا اس نے رات کو دہی جمایا کہ صبح ناشتے میں مہمان کو مکھن پیش کرنا ہے صبح ہوئی دہی کو بلو یا دھی کو ریڑ کا مکھن نکل آیا مکھن تو تھوڑا سا نکلا اور لسی سے ساری چائی بھر گئی دہی جمایا تھا مکھن کے لئے مکھن تھوڑا نکلا لسی زیادہ ہو گئی تو پھر آئندہ دہی بھی نہیں جمانا چاہیے لیکن لوگ بھی بڑے ضدی ہیں روز دہی جمالیتے ہیں ہر سال گندم اگالیتے ہیں نہیں بھائی بات ضد کی نہیں ہے بات دراصل یہ ہے کہ کبھی کبھار مقصد کو مقدار کے ذریعے نہیں ناپتے بلکہ معیار کے ذریعے ناپتے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ چیز کتنی ہے یہ دیکھتے ہیں چیز کیسی ہے۔

حضرات مکرم اگرچہ گندم کا ڈھیر چھوٹا ہے لیکن اگر کھانے کے لائق ہے پیٹ بھرا جاسکتا ہے غذائی ضرورت پوری کرتا ہے تو مقصد پورا ہو گیا لیکن اگر بھوسے سے دگنا ڈھیر ہو مگر گھن لگا ہو کھانے کے لائق نہ ہو گلا سڑا ہوا ہو تو مقصد پورا نہیں ہوا اگرچہ مکھن تھوڑا ہے لیکن خوش ذائقہ ہے لذیذ ہے مزیدار ہے مہمان کے سامنے رکھا جاسکتا ہے تو مقصد پورا ہو گیا اگر مکھن بہت ہو مگر بدبودار ہو زبان پہ رکھنے کے لائق نہ ہو مقصد پورا نہیں ہوا کبھی کبھار مقصد کو مقدار کے ذریعے نہیں ناپتے بلکہ معیار کے ذریعے ناپتے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ چیز کتنی ہے یہ دیکھتے ہیں کہ چیز کیسی ہے۔ رب کائنات نے گویا یہ فرمایا اے محبوب ﷺ یہ دنیا میں نے اپنے لئے تو نہیں بنائی۔

اگر ندیوں کی گنگناہٹ ہے تو تیرے لئے۔

اگر جھرنوں کا ترنم ہے تو تیرے لئے۔

اگر دریاؤں میں روانی ہے تو تیرے لئے۔

اگر سمندروں میں تلاطم ہے تو تیرے لئے۔

اگر یہ فلک بوس پہاڑ ہیں تو تیرے لئے۔

آسمان پر کہکشاں کی محفل سچی ہے تو تیرے لئے۔

اور فرش زمین پر سبزہ بچھا ہے تو تیرے لئے۔

یہ تمام کائنات تیرے لئے۔ اور تو میرے لئے۔ اب کوئی میرے نام کا

کلمہ پڑھے نہ پڑھے میری بارگاہ میں جھکے نہ جھکے مجھے سجدہ کرے نہ کرے۔ جب

تو نے میری بارگاہ میں ایک سجدہ کر دیا کائنات بنانے کا مقصد پورا ہو گیا وہ اس لئے

کہ کبھی کبھار مقصد کو مقدار کے ذریعے نہیں ناپتے معیار کے ذریعے ناپتے ہیں۔

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمام انسانیت کے سجدے ایک طرف یہ تمام فرشتوں کی حمد و تسبیح ایک طرف یہ تمام مخلوقات کی عبادت و ریاضت ایک طرف اور تیرا ایک سجدہ ایک طرف۔ یہ تمام کائنات مل کر تیرے ایک سجدے کے معیار کو نہیں پہنچ سکتی۔ اس لئے کہ جب تیرا حسن سراپا میری بازگاہ میں ایک دفعہ جھک گیا تو کائنات بنانے کا مقصد پورا ہو گیا۔

(واخر دعونا ان الحمد لله رب العالمین)



# میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

خطاب

مفکر اسلام علامہ سید حامد سعید کاظمی

## فہرست

185. قتل و غارت گری شیوہ انسانیت تھی
186. جو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے نور میں دیکھے
189. علامتی زبان
192. میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم واہتمام خدا
196. جلوس کا اہتمام
198. احسان عظیم
199. مثال



الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونومن به نتوكل عليه و  
نعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضلله ومن  
يضلله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان  
سيدنا ونبينا وحبينا وكريمنا ورؤفنا ورحيمنا ومولنا وملجنا وماونا  
محمدًا عبده ورسوله اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله  
الرحمن الرحيم قل ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين  
صدق الله مولانا العلي العظيم وصدق رسوله النبي الكريم الامين ونحن  
على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العلمين۔

واجب التعظيم لائق صدتقديم علماء ومشائخ ثناء خوان <sup>مصطفى صلي عليه وسلم</sup> اور مكرم  
ومعزز حاضرین محفل۔ اللہ کے فضل و کرم سے سابقہ روشن اور تابناک روایت اور  
دستور کے مطابق اس مرتبہ بھی رحیم یار خان کی سرزمین پر رنگ و نور کا سیلاب ہے  
اور اس نورانی محفل میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانے مستانے اپنی عقیدتوں اور  
محببتوں کے اظہار کے لئے دیوانہ وار حاضر ہیں بستر کو چھوڑ کر نیند آرام سے منہ  
موڑ کر اپنی ضرورتوں سے ناطہ توڑ کر وہ یہاں خوبصورت محفل سجائے بیٹھے ہیں اور  
اس محفل پر یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے۔ اور میں بات  
شروع کروں اپنے والد گرامی علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس  
فرمان کے حوالے سے بارہا آپ کے سامنے یہ بات کہی ہوگی لیکن ذہن کے  
دریچے کھولنے کے لئے تفہیم کے لئے بات سمجھانے کے لئے غزالی عصر کے  
ارشادات ہمارے لئے چراغِ راہ ثابت ہوتے ہیں میرے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ  
فرماتے ہیں کہ آپ اگر کوئی فصل اگائیں اگر آپ کوئی کھیتی اپنے نفع کے لئے  
اگانا چاہیں تو آپ اس کی دیکھ بھال کریں گے اسے پانی دیں گے کھاؤ ڈالیں

گے اب آپ پانی دے رہے ہیں اس فصل کو جو آپ نے کاٹی ہے آبیاری اس کھیتی کے لئے جس سے آپ نے نفع اٹھانا ہے لیکن کچھ جڑی بوٹیاں کچھ گھاس پھوس اس کھیت کے اندر فصل کے درمیان اُگی ہوئی ہوتی ہیں آپ پانی ان جڑی بوٹیوں کو نہیں دینا چاہتے آپ آبیاری صرف اس فصل کی کرنا چاہتے ہیں جو آپ نے اُگائی ہے لیکن چونکہ وہ جڑی بوٹیاں اس فصل کے ساتھ اُگی ہوئی ہیں انہیں بھی پانی مل جاتا ہے تو اللہ کی رحمتیں نازل تو اس کے محبوبوں پر ہوتی ہیں لیکن ہم جیسے جب جڑی بوٹیوں کی طرح ان کے ساتھ لگے رہتے ہیں تو ہمیں بھی اس کی رحمتوں سے حصہ مل جاتا ہے۔

حضرات محترم یہ ماہ مقدس یہ ماہ ربیع الاول شریف میرے آقا کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کا جشن مسلمانان عالم چار دانگ عالم میں عقیدتوں محبتوں کا خراج پیش کر رہے ہیں مجھے بہت لمبی چوڑی باتیں نہیں کرنی آپ کے صبر و حوصلے کا زیادہ امتحان نہیں لینا چاہتا الحمد للہ یہ محافل میلادِ مصطفیٰ ﷺ روزِ سج رہی ہیں الفت و محبت کے زمزمے بہہ رہے ہیں تو یقینی طور پر آپ کو اتنی ہمت رکھنی چاہیے کہ روز ان محفلوں کی رونق آپ بڑھا سکیں اس لئے بات کو زیادہ طول دینے اور کھینچنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے مختصر سے وقت میں چند گزارشات وقف سماعت کر کے میں اپنی گفتگو کی بساط کو لپیٹ دوں گا اور ویسے بھی کہنے والے کہتے ہیں کہ بسیار گوئی زیادہ کھانا اور زیادہ بولنا بسیار خوری اور بسیار گوئی یہ بچوں کا شیوہ ہے اب میرا خیال ہے میں ذرا بڑا ہو گیا ہوں اس لئے اگر تھوڑا سا بولوں تو بھی کام چل جائے گا۔

## قتل و غارت گری شیوہ انسانیت تھی:

حضرات مکرم! آپ جانتے ہیں جس علاقے میں جس ماحول میں میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے وہاں بت پرستی تھی شرک تھا آدمی اپنے ہاتھوں کے تراشیدہ اصنام کے سامنے سجدہ ریز ہوتا تھا اس کو اپنے انسان ہونے کا اشرف المخلوقات کا لحاظ نہیں رہا تھا۔ اور وہ دیگر مخلوق کو اپنا معبود سمجھتا تھا اور ان کے سامنے جھکتا تھا لیکن کبھی آپ نے غور کیا جہاں کفر تھا جہاں شرک تھا جہاں توحید اور ایمان کی بظاہر کوئی رمق دکھائی نہیں دیتی تھی ایسے ماحول میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا نام ہے عبداللہ (اللہ کا بندہ) کسی بت سے بندگی کا رشتہ نہیں جوڑا کسی جھوٹے کی بندگی کا اقرار نہیں کیا اگر بندگی کا رشتہ جوڑا ہے تو اللہ سے جوڑا ہے اور ظاہر ہے ان کا نام تو اس وقت رکھا گیا ہوگا جب ان کی پیدائش ہوئی ہوگی تو نام رکھنے والے کا عقیدہ کیا ہوگا؟ افکار کیا ہوں گے نظریات کیا ہوں گے؟ اور جس کا نام رکھا گیا ان سے متعلق بھی سوچیں کہ رب کائنات نے اس کفر و شرک کے ماحول میں ان کے ایمان کی کس طرح حفاظت فرمائی ہوگی۔

اسی طرح وہ زمانہ وہ تھا جہاں پر لوگ قتل و غارت گری کو باعث فخر سمجھتے تھے کوئی امن و سکون کی بات کرتا تو یہ اس کے بزدل ہونے کی علامت ہوتی تھی کم حوصلہ ہونے کی دلیل ہوتی تھی بے ہمت ہونے کا جواز ہوتا تھا کہ دیکھو یہ امن کی بات کرتا ہے سکون کی بات کرتا ہے اسے تلوار اٹھاتے ہوئے ڈر لگتا ہے یہ میدان کارزار کا شخص نہیں۔ یہ مرد میدان نہیں رہا لوگ اس کے بارے میں یہ تصور کرتے تھے نسل در نسل دشمنیاں چلتی تھیں خون بہتا تھا قتل و غارت گری ہوتی تھی ایسے ماحول میں میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا نام آمنہ ہے۔

حضرات مکرم! جس ماحول میں لوگوں میں تحمل اور برداشت نام کونہ ہو ذرا ذرا سی بات پر آپے سے باہر ہو جاتے تھے اور یہ باعث فخر سمجھتے تھے بات کو تحمل سے برداشت کرنا سہنا یہ ان کے لئے ذلت و رسوائی کی علامت تھا وہ خوار ہونے کی ضمانت تھا اور ذرا سی بات پر چمک جانا اکھڑ جانا یہ ان کے لئے وجہ افتخار اور سبب امتیاز ہوا کرتا تھا لیکن ایسے ماحول میں جہاں لوگوں میں تحمل اور برداشت نام کو نہیں ایسے میں میرے نبی کریم ﷺ کی دائی اماں کا نام حلیمہ رضی اللہ عنہا (حلم والی برداشت والی) یہ جو ناموں کی کہکشاں ہے یہ ہمیں بتا رہی ہے کہ رب کائنات اس نگار خانہ قدرت میں اس کائنات آب و گل میں اس جہان رنگ و بو میں اپنے محبوب ﷺ کی جلوہ نمائی کے لئے ماحول پیدا فرما رہا ہے۔

جو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے نور میں دیکھے:

حضرات مکرم! میرے نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا جب نبی کریم ﷺ کی ولادت کا ذکر کرتی ہیں جیسے ہوتا ہے ناں عورتیں بتاتی ہیں جب میرا فلاں بچہ پیدا ہونے والا تھا تو یہ واقعہ ہوا تھا ان کو سن یاد نہیں رہتے سال یاد نہیں رہتے کون سا زمانہ تھا وہ بھٹو کی حکومت تھی یا ایوب خاں کی، وہ ضیاء الحق کا دور تھا یا جو نیچو کا یہ یاد نہیں نہیں بس یاد ہوتا ہے تو صرف یہ کہ میرا فلاں بچہ جب پیدا ہونے والا تھا اس وقت یہ کام ہوا تھا خواتین کا یہ ماہ و سال ناپنے کا یہ اپنا ایک انداز ہے یہ اپنا پیمانہ ہے ان کا ایک طریقہ ہے بہر حال وہ بچوں کی زچگی کے حوالے سے واقعات کو یاد کرتی ہیں پاکستان کو بھی یاد کرتی ہیں تو یوں کہتی ہیں کہ میرا فلاں بچہ ہونے والا تھا پھر پاکستان بنا یہ نہیں کہتیں جب پاکستان بنا تھا یہ عورتوں کا اپنا ایک مزاج ہے اپنا ایک طریقہ ہے۔

میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی ماں کے پیٹ میں ہیں شکم مادر میں ہیں اس وقت کے جو تجربات سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا ملاحظہ فرماتی ہیں وہ تو اپنی جگہ پر لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا ذکر کرتی ہیں تو کن الفاظ میں اور کس انداز میں کرتی ہیں فرماتی ہیں: خرج منی نور۔ مجھے نہیں پتہ زچگی کی تکلیف کیا ہوتی ہے؟ مجھے نہیں پتہ اس عالم کا درد کیا ہوتا ہے؟ مجھے نہیں پتہ کہ اس وقت کیا کیفیات ہوتی ہیں؟ وہ فرماتی ہیں کہ مجھ سے تو بس نور ہی نور ظاہر ہوا اور ہو سکتا ہے تمہیں مغالطہ ہو تمہیں دھوکا ہو کہ نور کا یہاں مفہوم کیا ہے یہاں مطلب کیا ہے اس سے مراد کیا ہے؟ اگلا جملہ تائید کر رہا ہے تصدیق کر رہا ہے وہ فرما رہی ہیں نور بھی ایسا ظاہر ہوا کہ جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے اچھا یہ بھی عجیب بات ہے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا ہیں کہاں پر مکے میں ہیں، میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مکے میں ہوئی ہے اور ظاہر ہے ولادت ہو رہی ہے صبح صادق کے وقت صبح صادق کے وقت تو اتنی روشنی نہیں ہوتی چلے روشنی ہونہ ہو وہ ایک علیحدہ بات ہے لیکن اصل چیز یہ ہے کہ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ اپنے کمرے میں ہوں گی اس کمرے کی دیواریں ہوں گی اور ظاہر ہے زچگی کا وقت ہے دروازے بھی بند ہوں گے پھر مکان کے درو دیوار ہوں گے پھر مکہ شہر ہے آس پاس آبادی بھی ہے پھر آپ کو پتہ ہے کہ مکہ پہاڑوں میں گھرا ہوا شہر ہے۔ آج کل تو چلے وہاں آبادی بہت بڑھ گئی ہے پہاڑوں کے اوپر بھی آبادی ہو گئی ہے لیکن آج بھی ہم جانتے ہیں کہ مکے کے آس پاس تو پہاڑ ہیں ناں اور پھر شام کا فاصلہ ہزاروں میل کا ہے۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھ سے نور ہی نور ظاہر ہوا اور نور بھی ایسا کہ جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے بھئی چلے اگر صبح صادق کا وقت تھا اس وقت ایسی خیرہ کن روشنی ظاہر ہوئی چکا چونند ہوئی ایسی آنکھوں کو چندھیادینے والی روشنی ہوئی کہ اس

کے سامنے سورج ماند پڑ جائے چلے یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے، لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ تو اپنے حجرے میں ہیں اپنے کمرے میں ہیں اپنے گھر میں ہیں مکہ شہر میں ہیں اگر شام تک کی مسافت کا فاصلہ کرو تو چلو یہ بھی مانا آسمان چمکنے والے چاند سورج یہ تو لاکھوں کروڑوں میل کی مسافت پر ہیں یہ بھی تو نظر آجاتے ہیں بے شک آجاتے ہیں لیکن آخر راستے میں دیواریں ہیں پہاڑ ہیں درخت ہیں یہ دوریاں ہیں یہ مسافتیں ہیں یہ تمام حجابات ہیں یہ تمام نظر کو روکنے والی چیزیں ہیں تو ایسے میں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا شام کے محلات کو کیسے دیکھ سکتی ہیں؟ یہ سوچنے کی بات ہے نا آدمی کے ذہن میں قدرتی طور پر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے یہ سوال پیدا ہوتا ہے یہاں خیال اور گمان آتا ہے پتہ نہیں یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں ہے اور اگر ہے تو اس کا مفہوم کیسے ہے؟ یہ بات پلے نہیں پڑی سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا ہیں مکے میں اپنے حجرے میں اپنے کمرے میں اور ہزاروں میل کے فاصلے پر اگر شام کے محلات اس نور کی روشنی سے اگر چمک بھی گئے تھے روشن ہو بھی گئے تھے تو سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو پتہ کیسے چلا ارے وہ تو اپنے کمرے میں ہیں آس پاس مکانات ہیں دیواریں ہیں پہاڑ ہیں تو ان کے پار دیکھنا بھلا کیسے ممکن ہے؟

حضرات محترم یہ ہے زاویہ نظر کی بات یہ ہے سوچ کے انداز کی بات، اس حدیث کا مفہوم یہ نکلا مطلب یہ نکلا کہ ہمیں یہ بتایا جا رہا ہے کہ اے لوگو! سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرے میں ہیں اپنے کمرے میں ہیں اور میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور میں دیکھ رہی ہیں تو گویا جو میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور میں دیکھے تو یہ درود یوار یہ پہاڑ یہ شجر یہ حجر یہ دوریاں یہ مسافتیں اس کی نگاہ کے سامنے پردہ نہیں بن سکتیں اس کی نظر کے سامنے رکاوٹ نہیں بن سکتیں اگر کوئی میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور میں دیکھے ارے اس کی نگاہ کا عالم یہ ہے تو میرے نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو خود نور علی نور ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم کیا ہوگا؟

### علامتی زبان:

حضراتِ مکرم! سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی دیکھئے عام طور پر جب میلاد کی محافل ہوتیں ہیں تو لوگ بتاتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صبح صادق کے وقت ولادت باسعادت ہوئی۔ اچھا یہاں پر مجھے وہ ابا جی قبلہ کی بات یاد پڑتی ہے فرماتے ہیں صبح صادق کا وقت کیوں رب کائنات نے منتخب فرمایا اس میں حکمت دراصل یہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اگر دن میں ہوتی تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے شرف اور فضیلت سے رات محروم رہ جاتی اور اگر رات میں ولادت ہوتی تو دن محروم رہ جاتا اور پھر دن اور رات کو ایک دوسرے پر ترجیح دینے کی ایک صورت بن جاتی اگر دن میں ولادت ہوتی تو رات کو عبادت کرنے والے رات بھر جاگ کر اپنے رب کی بارگاہ میں گریہ زاری کرنے والے سجدہ ریز رہنے والے پھر ان کو طعنہ دیا جاتا کہ یہ تو رات کو عبادت کرتے ہیں حالانکہ دن میں میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی ہے فضیلت تو دن کو حاصل ہے اگر رات کو میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو وہ لوگ جو اپنے کاروبار زندگی سے اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر کام کاج چھوڑ کے روزی کے ذرائع میں سے وقت نکال کر رب کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتے ہیں عبادت کرتے ہیں ریاضت کرتے ہیں دن بھر روزہ رکھتے ہیں ان کو کوئی کہہ سکتا تھا بھائی یہ تمہاری دن بھر کی عبادت بھلا کس کام کی میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت تو ہوئی ہے رات میں رات کی کیا بات ہے رات کی فضیلت کا اپنا مقام ہے اس کی فضیلت کچھ اور ہے اور پھر دن کو بھی شکایت ہو سکتی تھی رات کو بھی گلہ ہو سکتا تھا رب کی

بارگاہ میں عرض کر سکتے تھے مولا ہمارا قصور کیا ہے؟ ہمیں اس شرف سے محروم رکھا تو رب کائنات نے صبح صادق کے وقت اپنے محبوب ﷺ کو اس جہاں آب و گل میں بھیجا کہ جہاں پر رات اور دن کا ملاپ ہو رہا ہے رات جانے لگی ہے دن آنے لگا ہے رات بھی ہے اور دن بھی ہے اندھیرا بھی ہے اور اجالا بھی ہے یہ ملی جلی کیفیت ہے تاکہ دونوں کو حصہ مل جائے اور اگر کسی کے ذہن میں یہ خیال ہو گمان ہو سوال ہو کہ رات تو مغرب کے وقت بھی ہوتی ہے اس وقت بھی دن اور رات اکٹھے ہو رہے ہوتے ہیں اس وقت بھی اندھیرا اور اجالا وہ گڈنڈ ہو چکا ہوتا ہے تو یہ دن اور رات کو فضیلت دینے کی بات تھی تو یہ مغرب کے موقت بھی ہو سکتا تھا۔

حضرات مکرم! نہیں میرے آقا ﷺ کی ولادت کے لئے رب کائنات نے صبح صادق کے وقت کا اس لئے انتخاب فرمایا کہ یہ ایک علامتی زبان ہے ایک سمبولک لینگویج (Symbolic Language) ہے یہاں پہ ایک سبق دیا جا رہا ہے یہ بتایا جا رہا ہے کہ اے لوگو یہ وقت وہ ہے جب اندھیرا جا رہا ہے اور اجالا آ رہا ہے رات جا رہی ہے اور دن آ رہا ہے تاریکیاں جا رہی ہیں اور روشنی پھیل رہی ہے تو میرے آقا ﷺ کی ولادت یہ علامتی زبان میں بھی اگر سمجھا جائے جیسے میں عرض کرتا ہوں کہ جب میرے آقا ﷺ نے پہلی بار اعلان نبوت فرمایا صفا کے پہاڑ پر جلوہ فگن ہیں لوگوں کو بلاتے ہیں عرب کے دستور کے مطابق پکارتے ہیں جمع کرتے ہیں وہ پکارنے اور جمع کرنے کا مفہوم وہ بھی میں سمجھاتا چلوں دیکھئے آج آپ نے اگر اپنی کوئی بات پبلسائز (Publisize) کرنی ہو پروپیگیٹ (Propogate) کرنی ہو لوگوں تک پہنچانی ہو اور آپ چاہتے ہو کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس بات سے واقف ہوں تو ہزار طریقے ہیں آپ جائے ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں ایڈیٹجئے، اشتہار دیجئے اخبارات میں پوسٹر



چھپوائے ہینڈ بیج (Hand Badge) بنوائے بلکہ انٹرنیٹ اس سے بھی ماشاء اللہ اب تشہیر ہوتی ہے پہلی سٹی ہوتی ہے آپ یہاں پاکستان میں ہیں تو اگر چاہیں تو رکشے پہ لاؤڈ سپیکر لگا کے گھما دیجئے لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ آپ کیا مسیج کنوے کرنا چاہتے ہیں لیکن اس زمانے میں تو یہ سب چیزیں نہ تھیں اس وقت اگر کسی شخص کو اپنی بات عوام تک پہنچانی ہوتی تھی تو وہ کیا کرتے تو اس کا طریقہ یہ تھا وہ کسی اونچی جگہ پر کھڑا ہو کر لوگوں کو آواز دے جب وہ آواز دے گا جو بھی سنے گا وہ سمجھ جائے گا کہ اس نے کوئی اہم بات کرنی ہے جو لوگوں تک پہنچانا چاہتا ہے۔ اب سننے والا خود جانے سے پہلے وہ باقی لوگوں کو بتائے گا چلو بھائی وہ بلا رہا ہے پتہ نہیں کیا اہم بات ہے وہ کچھ کہنا چاہتا ہے چلو اور دیکھتے دیکھتے لوگ جمع ہو جاتے تھے پرانا زمانہ تھا آبادی بھی بہت کم تھی اور چند لمحات میں یا چند گھڑیوں میں لوگ اکٹھے ہو جاتے تھے اور بات ان تک پہنچ جاتی تھی تو عرب دستور کے مطابق اس زمانے کے دستور کے مطابق میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم بھی صفاء کے پہاڑ پر جلوہ فگن ہیں اور لوگوں کو بلاتے ہیں اور جب لوگ جمع ہوتے ہیں تو میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے ہیں کہ اے لوگو بتاؤ! اگر میں تمہیں خبر دوں کے پہاڑ کی دوسری طرف ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے کیا میری بات مانو گے سب نے کہا بے شک مانیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو صادق ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں کذب بیانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شیوہ نہیں ہے جھوٹ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹوں سے نسبت نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو جب بھی کہتے ہیں سچ ہی کہتے ہیں نا، تو اس لئے ہم ضرور مانیں گے جو آپ کہیں گے پھر میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ جو پتھر اور لکڑی کے بت ہیں جن کی تم پوجا کرتے ہو یہ تمہارے خدا نہیں ہیں اللہ ایک سے وہ وحدہ لا شریک سے اور میرا اہل کا بھیجا ہوا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔

حضرات یہاں پر بھی ایک علامتی زبان ہے جیسے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ایک علامتی انداز سے ہو رہی ہے صبح صادق کے وقت میں ہو رہی ہے کہ اے لوگو اب اندھیرا جا رہا ہے اور اجالا آ رہا ہے رات جا رہی ہے اور دن آ رہا ہے تاریکیاں چھٹ رہی ہیں اور روشنیاں پھیل رہی ہیں اور یہی علامتی زبان یہاں پر بھی پائی جاتی ہے وہ کیسے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو یا یہ فرما رہے ہیں کہ اے لوگو تم تو پستیوں میں رہتے ہونا تم تو نیچے بستے ہو تمہیں تو نہیں پتہ کہ دوسری طرف کیا ہے لیکن جو بلندیوں پہ ہوتا ہے وہ تو دونوں طرف دیکھتا ہے ناں جو نیچے ہے اسے نہیں پتہ کہ پہاڑ کی دوسری طرف کیا ہے دیوار کے دوسری طرف کیا ہے لیکن اگر کوئی پہاڑ پر ہے یا دیوار پر ہے اگر بلندی پر ہے وہ تو دونوں طرف دیکھتا ہے۔ اعلان نبوت کے وقت میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم علامتی زبان میں دنیا کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ اے لوگو یاد رکھو نبی اس بلندی پر ہوتا ہے کہ ادھر بھی دیکھتا ہے ادھر بھی دیکھتا ہے ادھر والوں کی ادھر کی خبر دیتا ہے ادھر والوں کی ادھر کی خبر دیتا ہے اور دونوں اس پر اعتبار کرتے ہیں کیونکہ وہ صادق ہوتا ہے۔

میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم واہتمام خدا:

حضرات مکرم! میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی لیکن اگر اس طرح ولادت کا ذکر ہو میلاد کا ذکر ہو کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی بارہ ربیع الاول شریف کو پیر کا دن تھا صبح صادق کا وقت تھا مکے شہر میں میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے جلوہ نمائی فرمائی اور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا طیبہ طاہرہ کے بطن مبارک سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی یہ تمام باتیں حق ہیں سچ ہیں درست ہیں اور یہ کہنا باعث ثواب بھی ہے لیکن میں عرض کروں گا کہ یہ باتیں بتانے سے اور یہ باتیں کہنے سے دراصل

میلا د بیان نہیں ہوتا اس لئے کہ اس میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہو۔

حضرات مکرم! صبح صادق کے وقت اور بھی تو بہت سے بچے پیدا ہوتے ہیں ناں تو اسی طرح پیر کے دن اگر بچوں کی ولادت آپ شمار کریں تو شمار بھی نہیں کر سکتے کتنے بچے پیدا ہوئے ہوں گے سوموار کو پیر کے دن اسی طرح اگر آپ مکہ شہر میں تو مکہ شہر میں بھی ماشاء اللہ وہ بچوں کی ولادت کا مستقل سلسلہ جاری ہے۔ میں عرض کروں گا بے شک یہ تمام باتیں تمہیں سچ ہیں درست ہیں اور ان میں حکمتیں بھی پوشیدہ ہیں لیکن جیسے میں نے بتایا کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے نام میں ہمارے لئے کیا سبب پوشیدہ ہے۔

لیکن آمنہ رضی اللہ عنہا نام کی اور بھی تو بہت سی عورتیں ہیں ان کے گھر بھی بچے پیدا ہوتے ہیں تو یہ کوئی ایسی خصوصیت تو نہیں ہے۔ اسی طرح مکہ شہر میں بچے بہت سے پیدا ہوتے ہیں یہ بھی کوئی کمال نہیں ہے۔

صبح صادق کے وقت بھی بچے بہت سے پیدا ہوتے ہیں یہ بھی کوئی انفرادیت نہیں ہے۔

اسی طرح پیر کے دن بچے بہت سے پیدا ہوتے ہیں یہ بھی کوئی انفرادیت نہیں ہے۔

بارہ ربیع الاول شریف کو بھی بہت سے بچے پیدا ہوتے ہیں یہ تمام باتیں ایسے ہیں جس میں بے شمار بچے ان تمام اوصاف اور خصوصیات میں شریک ہو سکتے ہیں اس لئے یہ باتیں بیان کرنے سے میلا د بیان کرنے کا حق ادا نہیں ہوتا میلا د بیان کرتا ہو تو یوں کہو کہ بارہ ربیع الاول کو پیر کے دن صبح صادق کے

وقت مکہ شہر میں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے لظن مبارک سے اس بچے نے جنم لیا جس کی ولادت سے کعبہ کے اندر جو تین سو ساٹھ بت تھے جن کی پوجا ہوتی تھی وہ اوندھے منہ گر پڑے تھے۔ اس بچے کی ولادت ہوئی کہ ان کے پیدا ہوتے ہی وہ قیصر و کسریٰ کے محلات کے چودہ کنگرے گر پڑے تھے۔ یہ بتاؤ کہ اس ہستی کی ولادت باسعادت ہوئی کہ جن کی ولادت باسعادت کے ساتھ آتش کدہ فارس اچانک بجھ گیا۔ اب یہ لفظ ترکیب مشکل ہو جاتے ہیں لوگوں کو سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے اب اس کی جب تک ڈٹیل (Detail) بیان نہ کی جائے اس وقت تک لوگوں کو بات سمجھ میں نہیں آتی۔ بات سمجھانے بیٹھیں تو تقریر کا لطف جاتا رہتا ہے بہر حال آپ جانتے ہیں کہ کچھ لوگ مجوسی ہوتے ہیں جو آگ کی پوجا کرتے ہیں ایران کے اندر قدیمی جوان کا مذہب تھا وہ آگ کی پوجا تھا وہاں مجوسی تھے تو وہاں پر ایک آتش کدہ تھا جو ہزار سال سے روشن تھا ہزار سال سے مسلسل اس کی پوجا کرنے والوں نے اس کی آگ بجھنے نہیں دی تھی موسم کیسا ہوتا، بارش ہوتی، آندھی ہوتی، طوفان ہوتا، سردی ہوتی، گرمی ہوتی بہار ہوتی یا خزاں ہوتی جو کچھ بھی ہوتا وہ آتش کدہ فارس اس میں ہمیشہ آگ جلتی رہتی تھی کیونکہ آگ کے پجاری ہر وقت آگ جلانے کا اور اس کے جلتے رہنے کا اہتمام کرتے تھے لیکن جب میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو آتش کدہ فارس بجھ گیا وہ جو ہزاروں سال سے آگ روشن تھی وہ ختم ہو گئی میرے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد اس طرح بیان کرو کہ وہ ہستی آئی ہے جن کے آنے سے تبدیلیاں رُو پذیر ہو رہی ہیں۔ یہ انقلاب نظر آ رہا ہے۔

حضرات مکرم! دنیا محو حیرت ہے۔ یہ دنیا کے اندر کیا تبدیلی آئی ہے کہ

اس طرح یہ ماحول بدلا ہوا دکھائی دیتا ہے اور میرے رب نے فرشتوں کو حکم دیا۔

اے فرشتو! آج کی رات کسی کی روح قبض نہیں کرنی۔  
 آج کی رات کسی پر موت کا قانون طاری نہیں ہوگا۔  
 آج کی رات ہر وہ گھر جہاں بچے کی ولادت کی توقع ہے ہر گھر میں  
 بیٹے پیدا ہوں گے۔ کسی گھر میں بیٹی نہیں ہوگی۔ مولا کیوں نہیں ہوگی؟ بیٹیوں کا کیا  
 قصور؟ رب کائنات نے گویا یہ فرمایا فرشتو! بیشک:

بیٹیاں میری رحمت ہیں۔

بیٹیاں میری نعمت ہیں۔

بیٹیاں میری رحمت ہیں۔

رحمت کا نشان ہیں۔

لیکن ماحول ایسا ہے جہاں پر بھی بیٹی پیدا ہوگی وہاں رونا پیٹنا ہوگا۔  
 صف ماتم ہوگی۔ لوگ افسردہ ہوں گے۔ غمگین ہوں گے۔ رنجیدہ ہوں گے۔ آہ  
 و فغاں ہوگی۔ آہ زاری ہوگی۔ اور میری غیرت گوارہ نہیں کرتی کہ میرا محبوب ﷺ  
 دنیا میں تشریف فرما ہو رہا ہو اس رات کہیں ماتم ہو۔ رونا پیٹنا ہو۔ آہ زاری ہو۔  
 افسردگی ہو۔

حضرات مکرم! نہیں نہیں فرشتو! آج کی رات میرا محبوب ﷺ تشریف

فرما ہو رہا ہے۔

آج کی رات کسی کی روح بھی نہیں قبض کرنی۔

آج کی رات کسی پر موت کا قانون بھی طاری نہیں ہوگا۔

آج کی رات کسی گھر میں موت واقع نہیں ہوگی۔

آج کی رات ہر طرف خوشیوں کے شادیاں مسرتوں کے زمزمے ہوں

گے۔ ہر طرف فرحت و انبساط کی کیفیت ہوگی۔

آج کی رات سرکارِ دو عالم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں ہر گھر میں بیٹے پیدا ہوں گے۔ یہ میرے آقا ﷺ کے میلاد کا اہتمام میرے مولانا نے فرمایا۔ بعض اوقات لوگ ہم پہ اعتراض کرتے ہیں یہ اہل سنت یہ سنی یہ لنگر شیرینی بانٹتے ہیں میں عرض کروں گا بھی ہماری اوقات تو یہی ہے ہم تو شیرینی بانٹ سکتے ہیں لیکن وہ ذات اللہ رب العزت جو بیٹے بانٹ سکتا ہے۔ اس نے بیٹے بانٹے یہ تو اپنی اپنی ہمت کی بات ہے۔

### جلوس کا اہتمام:

حضرات مکرم! میں نے جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی اس کی روشنی میں اپنی گفتگو کو آگے بڑھاؤں اور اس سے پہلے کہ نیند آپ کی آنکھوں میں ڈیرے ڈال دے اور تھکاوٹ آپ کے ایثارِ محبت کو شل کر دے اور بستر کی لذت دامن گیر ہو اور آپ اس محفلِ رنگ و نور سے رخصت ہونے کے بہانے ڈھونڈنے لگیں مجھے خود آپ سے رخصت طلب کر لینی چاہیے اور ویسے بھی ان شاء اللہ العزیز کل صبح بارہ ربیع الاول شریف ہے جلوس کا ایک اپنا سماں ہوگا ہم سب کو اپنی توانائیاں بچا کر رکھنی چاہئیں صبح میرے آقا ﷺ کی ولادت کا جشن ہوگا اور میں عرض کروں کہ یہ جو ہم میلاد النبی ﷺ کے موقع پر جلوس نکالتے ہیں صرف اپنی غلامی کے اظہار کے لئے نہیں، غلامی کے اظہار کے لئے تو کوئی اور راستہ بھی اختیار کیا جاسکتا ہے یہ جلوس دراصل اس لئے نکالتے ہیں میلاد النبی ﷺ کے جشن کے مخالفوں پر ہیبت طاری کرنے کے لئے رعب اور دبدبہ قائم کرنے کے لئے جلوس میں جتنے ذیوانے ہوں گے متا بنے ہوں گے آقا کریم ﷺ کے غلام جس قدر زیادہ ہوں گے اسی قدر مخالفوں پر رعب اور دبدبہ زیادہ طاری ہوگا اس لئے

ان شاء اللہ العزیز جلوس میں ہم سب نے شامل ہونا ہے۔  
 حضرات مکرم! جلوس کے حوالے سے بات چلی ہے تو ایک بات بتاتا  
 چلوں وہ لوگ جو میلاد النبی ﷺ کے جشن کے جلوس کے مخالف ہیں یا روزِ موع  
 ملے تو ان سے پوچھنا کل بارہ ربیع الاول شریف ہے پاکستان کا ایک شہر ہے ڈیرہ  
 اسماعیل خان اگر کسی نے دیکھا نہیں تو کوئی بات نہیں نام تو سب نے سنا ہے ہاں  
 اگر ڈیرہ اسماعیل خان جانے کا اتفاق ہو تو بارہ ربیع الاول شریف کے دن وہاں  
 جا کر ملاحظہ فرمائیں وہ لوگ جو میلاد النبی ﷺ کو شرک اور بدعت سے تعبیر کرتے  
 ہیں ان کے سربراہ ان کے پیشوا مولانا فضل الرحمن صاحب ڈیرہ اسماعیل خان میں  
 میلاد النبی ﷺ کے جلوس کی قیادت فرماتے ہیں سمجھ نہیں آتی کہ یہ کام ڈیرہ  
 اسماعیل خان میں تو جائز ہے باقی آس پاس جائز نہیں آخر ایسا وہاں کیوں کرتے  
 ہیں کیا وہ ہو سکتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ وہاں میلاد النبی ﷺ کے جلوس کی صدارت کرتے ہیں  
 اور آس پاس میلاد النبی ﷺ کے جشن کو جلوس کو شرک بدعت سے تعبیر کرتے ہیں  
 مسئلہ کیا ہے؟

حضرات مکرم! دراصل بات یہ ہے سن 70 سے لے کر آج تک ڈیرہ  
 اسماعیل خان میں پہلے مولانا مفتی محمود صاحب اور ان کے بعد ان کے  
 صاحبزادے مولانا فضل الرحمن صاحب الیکشن لڑتے آرہے ہیں ہم سینوں کی تمام  
 تر کوتاہیوں کے باوجود تمام تر نالائقوں کے باوجود ہمارے احتجاج کے باوجود آج  
 تک ڈیرہ اسماعیل خان کے اندر اور پاکستان کے ہر علاقے میں یا رسول اللہ ﷺ  
 کہنے والوں کی اکثریت ہے میلاد النبی ﷺ کا جشن منانے والوں کی اکثریت ہے  
 اور چونکہ انہوں نے ووٹ حاصل کرنے ہوتے ہیں اور انہیں معلوم ہے یہ

میلاد النبی ﷺ کا جشن منانے والے ہیں دیوانے ہیں، شیدائی ہیں یا رسول اللہ ﷺ کہنے والے ہیں اگر ہم نے یہاں پہ فتویٰ دے دیا میلاد النبی ﷺ کا جشن منانا جائز نہیں، جلوس نکالنا جائز نہیں تو ووٹ کیسے ملیں گے؟ یہ تو سارے یا رسول اللہ ﷺ کہنے والے ہیں۔

حضرات مکرم! جو اعتراض کرنے والے ہیں ان سے پوچھتا ہوں میلاد النبی ﷺ کا جشن جلوس ووٹ لینے کے لئے جائز ہے اور آقا ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ناجائز ہے۔ لوگ جو کہتے ہیں وہ سمجھتے نہیں رب کائنات سمجھ عطا فرمائے۔

### احسان عظیم:

حضرات مکرم! رب کائنات نے فرمایا میں نے مومنین پر احسان فرمایا کہ ان میں اپنا عظیمستوں والا رسول ﷺ بھیجا عام آدمی حیران پریشان کہ مولا تو نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے: وما ارسلناك الا رحمة للعالمین۔ مولا تو نے اپنے محبوب ﷺ کو تمام جہالوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

وہ زمین و آسمان ہوں۔

وہ ارض و سماء ہوں۔

وہ شمس و قمر ہوں۔

وہ جمادات نباتات ہوں۔

وہ حیوانات ہوں۔

وہ انسان ہوں۔

مولا تیرا محبوب ﷺ تو تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کے آیا ہے اب



وہ رحمت تمام جہانوں کے لئے ہیں لیکن مولا احسان صرف مؤمنوں پہ چڑھایا ہے مولا یہ بات تو کچھ سمجھ نہیں آئی جب تیرا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لئے تمام کائنات کے لئے رحمت ہے تو پھر احسان بھی تو تمام کائنات پر ہونا چاہیے تھا آخر یہ احسان صرف ہم مؤمنوں پر کیوں جنمایا ہے۔

### مثال:

حضرات مکرم! دراصل بات یہ ہے کہ اس بات کو ایک مثال کے ذریعے سمجھئے فرض کیجئے آپ استاد ہیں کسی ادارے میں کسی مدرسے میں کسی مکتب میں سکول میں پڑھاتے ہیں تو طالب علم تو ہر طرح کے ہوتے ہیں کچھ وہ ہوتے ہیں جو محنتی ہوتے ہیں استاد سے فیض اور علم حاصل کرتے ہیں اور اس علم کے سہارے زندگی کے میدان میں کامیابیوں کے میدان سر کرتے ہیں ترقی کے زینے طے کرتے ہیں اور کچھ وہ بھی ہوتے ہیں جو محنت سے جی چرانے والے ہوتے ہیں جو ایک کان سے سنتے ہیں اور دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں وہ کورے کے کورے رہتے ہیں کچھ توجہ نہیں دیتے استاد تھک ہار جائے لیکن وہ کچھ سیکھ نہیں پاتے اب استاد کا احسان تو سب پر ہے کہ وہ پڑھا رہا ہے وہ محنت کروا رہا ہے عرق ریزی کر رہا ہے ان کو تعلیم دے رہا ہے لیکن اگر استاد احسان جتائے گا تو صرف ان پر جن بچوں نے جن طالب علموں نے ان سے فیض پایا اور علم حاصل کر کے ترقی کی منازل طے کیں اور اگر کبھی وہ دوسرے طالب علموں کو بھی کہیں کہ میرا تم پر احسان ہے تو ممکن ہے وہ منہ پھٹ کہہ دیں کہ استاد صاحب ماسٹر صاحب پتہ نہیں آپ کس طرح پڑھاتے تھے ہمارے تو پلے کچھ نہیں پڑتا تھا دیکھئے اس وقت بھی کورے تھے آج بھی کورے ہیں اس وقت بھی جاہل تھے اور

آج بھی جاہل ہیں۔ یہ آپ کی تعلیم ہمارا تو کچھ نہیں سنوار سکی ہم تو ویسے کے ویسے ہی رہ گئے نہ جانے آپ کا انداز تدریس کیسا تھا؟

حضرات مکرم! کہنے کا مطلب یہ ہے یہ احسان تو سب پر ہے۔

لیکن جتایا ان پر ہے جنہوں نے فیض پایا ہے۔

جنہوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔

جنہوں نے علم حاصل کیا ہے رب کائنات کا احسان تو تمام کائنات پر

ہے اس نے عظمتوں والا رسول بھیجا ہے بلکہ کائنات کا وجود اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے

صدقے میں عطا فرمایا ہے۔ لولاک لما اظہرت ربوبیۃ۔ لیکن جب جتانے کی

باری آئی تو احسان جتایا۔

ان پر جنہوں نے اس نعمت سے فیض اٹھایا ہے۔

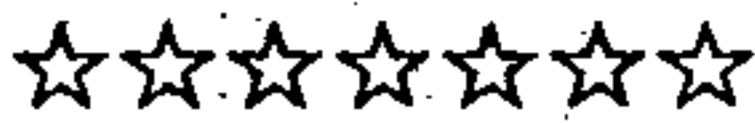
ان کی غلامی اختیار کی ہے۔

ان کا دامن پکڑا ہے۔

ان کے نقش قدم کو اختیار کیا ہے۔

اور ان کی چھاؤں میں امان اور پناہ طلب کی ہے۔

(واخر دعونا ان الحمد لله رب العالمین)



# میلااد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

خطاب

علامہ حافظ محمد فاروق خان سعیدی

## فہرست

205	کلمہ طیبہ
206	فرعون کا دعویٰ خدائی
208	ثبوت میلاد
211	قرآن میں میلاد
214	بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام
214	دعائے عیسیٰ علیہ السلام
216	نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
217	نعرہ رسالت
219	ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
221	تین جہنڈے

خطبہ مسنونہ کے بعد..... میں اس کبیر والا کے غیرت مند اور زندہ دل اہل سنت و جماعت کو مبارک باد پیش کرتا ہوں جنہوں نے اپنی سابقہ روشن اور تابناک روایات کے مطابق اپنے آقا و مولیٰ، تاجدار دو عالم، نورِ مجسم، پیغمبرِ اعظم، مختار کائنات، حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کا یہ عظیم الشان جلوس نکال کر اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی عقیدت و محبت کا ثبوت فراہم کیا۔

دیکھئے دوستو! آپ ذرا اپنے عقیدے کی بات سنیں، ہم ایمان رکھتے ہیں کہ کائنات کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ ساری کائنات کو پیدا کرنے والا (سامعین کا جواب) اللہ ہے۔ اللہ کو ماننے والے، اعتقاد رکھنے والے، یقین رکھنے والے مل کر بولیں کہ ساری کائنات کو پیدا کرنے والا، روزی دینے والا (جواب) اللہ ہے۔ ہم خدا کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کا کوئی شریک و ہمسر نہیں۔ آؤ کبیر والا کے اپنے پرانے سن لیں، ہمارا اعتقاد، ہمارا اعلان..... اور ہمارا ایمان کہ وہ خالق ہے اس کا محبوب مالک ہے۔

وہ رازق ہے، یہ قاسم ہے..... وہ دیتا ہے، یہ بانٹتا ہے..... وہ دینے والا، یہ دلانے والا..... وہ خلقت والا یہ اُمت والا..... وہ مغفرت والا یہ شفاعت والا..... وہ بھیجنے والا، یہ آنے والا..... وہ مُرسل ہے، یہ مرسل ہے..... وہ رب العالمین ہے، یہ رحمت العالمین ہے، وہ ساری کائنات کا رب ہے، یہ تخلیق کائنات کا سبب ہے..... وہ ساری کائنات کا خالق ہے، یہ ساری موجودات کا مالک ہے..... اس نے دنیا بنائی ہے، اس نے دنیا بسائی ہے..... وہ خلقت پیدا کرنے والا، یہ خلقت بخشوانے والا..... وہ جنت بنانے والا یہ جنت بسانے

والا..... وہ جہنم کی آگ جلانے والا، یہ جہنم کی شعلے بجھانے والا..... وہ پکڑنے والا..... تو..... یہ چھڑانے والا..... (نعرہ تکبیر و رسالت)

سنئے! رب کائنات کا قرآن کسی مولوی پر نہیں اُترتا، آمنہ کے لال (ﷺ) پر اُترتا..... کائنات کے لچپال (ﷺ) پر اُترتا..... ہمارے آقا (ﷺ) پہ اُترتا..... خدا کے محبوب (ﷺ) پر اُترتا..... خدائی کے مطلوب (ﷺ) پر اُترتا..... دانائے کل غیوب (ﷺ) پر اُترتا..... منزہ عن کل عیوب (ﷺ) پر اُترتا مگر تمہارے لئے شرم کی بات ہے..... تم تہمت والے، ہم محبت والے..... تم نفرت والے، ہم الفت والے..... تم گالیاں دینے والے، ہم دعائیں دینے والے..... تم پتھر مارنے والے، ہم پھول بکھیرنے والے..... تم نبی (ﷺ) کی توہین کرنے والے، ہم رسول (ﷺ) کی تعریف کرنے والے..... تم قرآن اپنی مطلب برآری کے لئے پڑھنے والے، ہم قرآن مصطفیٰ (ﷺ) کی شان میں پڑھنے والے تم اتہام والے، ہم احترام والے..... تم اہانت کرنے والے، ہم نعت پڑھنے والے..... تم عداوت والے، ہم مودت والے..... تم نفرت والے، ہم محبت والے..... تم شرک والے، ہم عشق والے..... (نعرہ تکبیر و رسالت)

ہم یہ مانتے ہیں کہ وہ اللہ ساری کائنات کا رب ہے مگر یہ مانو کہ وہ رب ہے تو یہ تخلیق کائنات کا سبب ہے۔ اسٹیج پر موجود حضرات توجہ فرمائیں!

وہ نبی کہ جس کی تدبیر خدا کی تقدیر ہو  
جس کی حرکت میں خدا کی برکت ہو  
جس کی زبان پر حق کا فرمان ہو

جس کی مرضی خدا کا قانون ہو  
 جس کی زبان خدا کا قرآن ہو  
 تم سو جاؤ وضو ٹوٹ جائے، نبی (ﷺ) سوتا رہے، وضو باقی رہے.....  
 تمہاری نیند غفلت ہے، نبی کی نیند خدا کی عبادت ہے..... تمہارا جاگنا معصیت  
 ہے، نبی (ﷺ) کا جاگنا اللہ کی زیارت ہے۔

اور سنئے! نبی (ﷺ) کی ہر ادا دین ہے، نبی (ﷺ) کا ہر کام دین  
 میں حجت ہے، شریعت میں حجت ہے، نبی جو کہہ دے وہ ہو جائے۔ آؤ! میں  
 پورے دعویٰ سے یہ بات کہتا ہوں کہ ہر نبی اس بات کا پابند تھا کہ وہی کہے جو حق  
 ہو۔ آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک سارے نبی، سارے ہادی، سارے  
 مرسل، سارے مصلح، سارے رہبر اس بات کے پابند تھے کہ وہ وہی کہیں جو حق  
 ہے۔ مگر میرے نبی (ﷺ) کی شان تو یہ ہے کہ حق اس بات کا پابند ہے کہ جو نبی  
 (ﷺ) کی زبان سے نکل جائے وہی حق بن جائے۔ (نعرہ تکبیر و رسالت)

### کلمہ طیبہ:

آؤ! ذرا کلمہ طیبہ پر غور کرو، ہم کلمہ پڑھتے ہیں، کون سا کلمہ پڑھتے ہیں۔  
 لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ آپ نے کلمہ پڑھا بھی اور سمجھا بھی..... مگر میں  
 ایک نکتے کی بات عرض کرتا ہوں، میری بات پر غور کریں۔ آپ کلمہ پڑھتے ہیں۔  
 لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ..... اس میں توحید بھی ہے، اس میں رسالت بھی  
 ہے..... اس میں الوہیت بھی ہے، اس میں نبوت بھی ہے لا الہ الا اللہ، یہ  
 مصطفیٰ (ﷺ) نے سمجھایا..... محمد رسول اللہ، یہ اللہ نے اعلان فرمایا..... اب  
 آپ اندازہ کریں کہ: لا الہ الا اللہ میں 12 حرف اور محمد رسول اللہ میں

بھی 12 حرف..... غور کریں کہ اللہ میرے رب کا اسم ذات ہے، 99 نام ہیں لیکن اسم ذات اللہ ہے۔ اور میرے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے 99 ناموں میں اسم ذات محمد ہے۔ اللہ اسم ذات، محمد اسم ذات..... اللہ میں چار حرف، محمد میں چار حرف..... اللہ پر تشدید، محمد پر تشدید..... اللہ پر کوئی نقطہ نہیں، محمد پر کوئی نقطہ نہیں۔

میرے کبیر والا کے غیرت مندو! اندازہ کو، جو اللہ اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام پر نقطہ برداشت نہیں کرتا، اس پر نکتہ چینی کب برداشت کرے گا۔  
(نعرہ تکبیر و رسالت)

جب غیرت ذوالجلال نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام پر نقطہ برداشت نہیں کیا وہ نکتہ چینی کیسے برداشت کرتا ہے؟

اب دیکھئے! جہاں اللہ کی ”ہ“ ختم ہوتی ہے، وہیں سے محمد کی ”میم“ شروع ہوتی ہے، درمیان میں ”واو“ بھی نہیں۔ ”واو“ کے معنی اور ہوتے ہیں، ”واو“ فرق کرنے کے لئے ہے، فصل ڈالنے کے لئے، علیحدہ علیحدہ کرنے کے لئے، بات کو جدا کرنے کے لئے، یہاں ”واو“ نہیں بس اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں۔

### فرعون کا دعویٰ خدائی:

اب دوستو آؤ! ہمارا ایمان ہے کہ اللہ اپنی توہین تو معاف کر سکتا ہے مگر اپنے نبیوں کی بے ادبی برداشت نہیں کرتا۔ اب آؤ! میں آپ کو تسلسل کے ساتھ تاریخی تواتر، تاریخی تناظر کے ساتھ ایک تذکرہ سناؤں۔

جناب موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس آئے، فرعون نے 400 سال خدا



ہونے کا دعویٰ کیا، 400 سال اس نے تخت پر بیٹھ کر انار بکم الاعلیٰ کا اعلان کیا خدا کا مقابلہ کرنے والا Parallel Government بنانے والا۔ متوازی حکومت بنانے والا، خدائی کا جھوٹا دعویٰ دار، رب ہونے کا باطل دعویٰ کرنے والا۔ مگر 400 سال کا زمانہ گزر گیا، خدا کہلواتا رہا، بغاوت کرتا رہا، خدا کے فرامین سے بغاوت کرتا رہا، اس کے سر میں کبھی درد بھی نہیں ہوا، اسے کبھی بخار بھی نہیں ہوا، وہ کسی ڈاکٹر اور طبیب کے پاس علاج کزانے نہیں گیا۔ رب کائنات اس کو ڈھیل دیتا رہا، اسے مہلت دیتا رہا، اسے فرصت دیتا رہا، اسے وقت دیتا رہا، حالات اس کے لئے موافق رہے، اللہ نے اپنے نبی کو اس کے پاس بھیجا۔ جب اس نے موسیٰ علیہ السلام کی معمولی سی توہین کر دی تو رب بے نیاز نے فرعون کو اس کی پوری پارٹی سمیت غرق کر دیا دریائے نیل میں..... اور کہا، سنو! ہم اپنی بے ادبی تو معاف کر سکتے ہیں، اپنے نبی کی توہین برداشت نہیں کریں گے۔

(نعرہ تکبیر)

اور پھر یہی وجہ تھی کہ جناب ابراہیم علیہ السلام آئے، نمرود کے دربار میں۔ نمرود خدا بن بیٹھا، خدائی کا دعویٰ دار ہو گیا، خود کو خدا کہلواتا رہا، بغاوت کرتا رہا، خدا کے فرامین کی خلاف ورزی کرتا رہا، حدود الہی کو پامال کرتا رہا، غداری کرتا رہا، اسے کوئی تکلیف نہ ہوئی لیکن جب اس نے جناب ابراہیم علیہ السلام کی معمولی توہین کی تو اللہ نے اسے عذاب میں مبتلا کر دیا۔

دوستو! یہ بات جان لو، ہو سکتا ہے کہ اللہ اپنی توہین برداشت کر لے اپنے رسولوں کی بے ادبی معاف نہیں کرتا۔ اب تم خود فیصلہ کر لو، نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام سن کر جشن منانے والے، جلوس نکالنے والے، جھنڈیاں لگانے والے، جشن کرنے والے، چراغاں کرنے والے، دکانوں کو سجانے والے، گلیوں کو آراستہ

کرنے والے، بازاروں کو پیراستہ کرنے والے، دلوں کو اجلا کرنے والے، چہروں کو روشن رکھنے والے، یہ کون ہیں؟ اور نبی (ﷺ) کی ولادت کے دن جن کے دل اور منہ داغ داغ ہو رہے ہیں وہ کون ہیں؟ دیکھ لو! آج کے دن کن پر رحمتِ خدا نازل ہو رہی ہے اور کن کے چہرے اترے ہوئے ہیں۔

### ثبوت میلاد:

تو دوستو! تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں، کہا یہ جاتا ہے کہ میلاد کا کہیں ثبوت ہے؟ آؤ! میں ان کو ثبوت دوں، آیات قرآنی سے دوں، مگر قرآن سے انہیں کیا مطلب؟ قرآن کو وہ مانے گا جو قرآن والے کو مانتا ہے، ٹھیک ہے اگر قرآن کافی ہوتا تو قرآن والے کی ضرورت نہ ہوتی، ٹھیک ہے اگر فقط کتاب کافی ہوتی تو نبی (ﷺ) کی کیا ضرورت تھی؟ کتاب کو بعد میں بھیجا، کتاب والے کو پہلے بھیجا کہ یہ بھی نور، کتاب بھی نور قرآن بھی نور، صاحب قرآن بھی نور..... صاحب قرآن کو دیکھتے جاؤ اور قرآن کو پڑھتے جاؤ۔

آئیے دوستو! میں آپ کو بتا دوں، اب آئیے اپنے عقیدے کو مضبوط و مستحکم بنائیے، یہ باتیں دلوں پر لکھ لیں، لوحِ دل پر ثبت کر لیں، قرآن میں کہاں کہاں میلاد ہے؟ تم رسول اللہ کے میلاد کا بیان کرنے سے روکتے ہو، تم سرور کائنات (ﷺ) کی ولادت کا ذکر کرنے سے روکتے ہو، منع کرتے ہو، قرآن پڑھ لو، قرآن میں اللہ نے اپنے نبیوں کا میلاد بیان کیا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام، اللہ کے نبی، اللہ کے پیغمبر، خدا کے بھیجے ہوئے، ان کی ولادت کا ذکر قرآن میں، ان کی پیدائش کا ذکر قرآن میں۔ آؤ تمہارے ایمان کی تازگی کے لئے ایک ہتھیار تمہیں دے کے جاؤ، تم اسے استعمال کرتے

رہو اور دشمنانِ نبوت کا منہ کالا کرتے رہو، تم نبی (ﷺ) کا میلاد بیان کرتے ہو۔ جب آخر میں سلام پڑھتے ہو، کچھ لوگوں کو اس سے بھی تکلیف ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کو اس سے بھی بڑی تکلیف ہوتی ہے کہ تم اذان سے پہلے درود کیوں پڑھتے ہو؟

کبیر والا کے لوگو! علماء موجود ہیں، میرے بزرگان موجود ہیں، میں پوری ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں، میں ملک گیر شہرت کا خطیب ہوں، کوئی گناہ نہیں کہ آپ کو مجھ تک پہنچنے میں تکلیف ہوگی، میں ہر لمحہ، ہر آن حاضر ہوں آپ کو جواب دینے کیلئے۔ آپ کہتے ہو کہ اذان سے پہلے درود نہیں پڑھنا چاہیے۔ میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ اذان پہلے تھی یا درود پہلے تھا؟ اذان سے پہلے درود سے روکنے والو! یہ بتاؤ کہ اذان پہلے تھی یا درود پہلے تھا، بتائیے مل کر جواب دیجئے۔

”درود تب سے ہے جب سے نبی (ﷺ) ہے..... اور نبی (ﷺ) تب سے ہے جب سے وہ درود بھیج رہا ہے۔“

فرمایا: میں نبی تھا۔ کنت نبیا و آدم بین الماء والطين۔ میں نبوت کے منصب پر تھا ابھی جناب آدم آب و گل میں تھے، ما و طین میں تھے، پانی اور مٹی میں تھے، ابھی ان کا وجود بن رہا تھا، ابھی ان کی روح جسم میں ڈالی نہیں گئی تھی، میں نبی (ﷺ) تھا۔

کائنات بنی نہیں، زمین و آسمان نہیں، دشت و بیابان نہیں، حور و غلمان نہیں، جنت و رضوان نہیں، جن و انسان نہیں، مکان و لامکان نہیں، مگر نور مصطفیٰ (ﷺ) موجود ہے۔ اللہ درود بھیج رہا ہے۔ اذان نہیں تھی، درود تھا۔

جناب آدم نہیں تھے، درود تھا۔ یہ خلقت نہیں تھی، درود تھا۔ درود تھا، خاک نہیں تھے۔ درود تھا، اب اذان ہے تو بھی درود ہے۔ اور اذان قیامت تک ہے۔ قیامت کے بعد اذان نہیں ہوگی، درود ہوگا۔ اذاب کب ہوئی؟ جب معراج کے بعد سرکار (ﷺ) واپس آئے تو نماز کے لئے اذان شروع ہوئی۔

میرے دوستو! یہ تو معراج کے بعد اذان شروع ہوئی، درود تب سے ہے جب سے نبی (ﷺ) ہے، ابھی حضور (ﷺ) کا نور جلوہ گر ہے، اور اذان نہیں ہے، درود ہے۔ اذان نہیں تھی، درود تھا۔ یہ اذان نہیں ہوگی، درود ہوگا۔

اذان کہنے والے ہم ہیں، مخلوق ہے، جب یہ مخلوق ختم ہو جائے گی تو اذاق نہیں ہوگی۔ اذان کہنے والے نہ ہوں گے تو اذان بھی نہیں ہوگی۔ میں قربان صلوة وسلام والے رسول (ﷺ) پر کہ اس پر درود اللہ بھیجتا ہے۔ اللہ بھی باقی رہے گا، صلوة وسلام بھی باقی رہے گا۔ (نعرۃ تکبیر ورسالت)

اذان سے پہلے درود وسلام سے روکنے والو..... سنو! کبیر والا کے سنتوں، سنو! اذان فقط اعلان ہے مگر درود وظیفہ رحمان ہے، اذان تو کل سے ہے، درود ازل سے ہے۔ اللہ خود درود بھیجتا ہے، صلوة وسلام بھیجتا ہے۔ قرآن حکیم کی ایک آیت ہے۔

وَلِلْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّكَ مِنَ الْآوَلَىٰ - پیارے (ﷺ)! تیری ہر پچھلی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہوگی۔ پیارے (ﷺ)! ہر آنے والے زمانہ میں تیرا چرچا زیادہ ہوگا۔ وقت گزرتا جائے گا، چرچا زیادہ ہوتا جائے گا۔ لمحات گزرتے جائیں گے، ذکر بڑھتا جائے گا۔ زندگی گزرتی جائے گی، تیری حیات کے تذکرے ہوتے جائیں گے۔ وقت گزرتا جائے گا، ماہ وسال کی طنائیں کھینچی جاتی رہیں گی اور مہینے

سالوں میں بدلتے رہیں گے، تیرا تذکرہ جاری رہے گا۔ پہلے عوام مناتے تھے۔ اب اللہ اس حکومت کا بھلا کرے، سرکاری طور پر جشن میلاد النبی ﷺ منایا جاتا ہے۔ پہلے درود و سلام مساجد میں پڑھا جاتا تھا، ہماری دکانوں، مکانوں میں پڑھا جاتا تھا، اب ایوان صدر میں صلوٰۃ و سلام پڑھا جا رہا ہے، پہلے ہماری مائیں بہنیں اپنے گھروں میں نبی پاک ﷺ کا میلاد پڑھاتی تھیں، تمہیں مبارک ہو اب مملکت و حکومت کے ایوانوں میں میلاد منایا جاتا ہے۔ گویا میرا رب فرماتا ہے، میرے پیارے ﷺ وقت گزرتا جائے گا، ذکر بڑھتا جائے گا۔ پیارے ﷺ میں ترا ذکر بلند کر دوں گا۔

ورفعنا لك ذكرك۔ تیرا چرچا کرنے والا، تیرا نام لینے والا، تیرا تذکرہ کرنے والا، تیری تعریف کرنے والا، تیری توصیف کرنے والا، تیری تقدیس بیان کرنے والا، تیری شان بیان کرنے والا، تیری عظمت بیان کرنے والا میں ہوں۔ پیارے چرچا ہوتا جائے گا، ذکر بڑھتا جائے گا۔

سنیو! تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں، وہ سکڑ رہے ہیں، تم بڑھ رہے ہو، مت گھبراؤ، ادھر یہ بات ادھوری رہ جائے گی۔ سلام کی بات چلی تھی تو میں نے تھوڑا سا رخ بدلا تھا۔ قرآن میں اللہ نے نبیوں کے میلاد کا ذکر کیا تو ساتھ میں سلام بھی بھیجا کہیے سبحان اللہ!

### قرآن میں میلاد:

قرآن میں اللہ نے نبیوں کا میلاد بیان فرمایا۔ یحییٰ علیہ السلام کا ذکر ولادت کیا تو پھر سلام بھیجا۔ آئیے قرآن پڑھیے! اللہ یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر کر کے کہتا ہے: و سلام علیہ یوم ولد یوم یموت و یوم یبعث حیا۔ میرے مولیٰ

نے کہا ان پر سلام ہو جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن ان کی وفات ہوئی اور جس دن زندہ اٹھائے جائیں گے۔

سنئے! سب لوگ سن لیں وسلام علیہ یوم ولد اللہ کہتا ہے، ارض وسموات کا مالک اور رزاق، کائنات کا پروردگار، خالق کائنات کہتا ہے کہ ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے والے دن نبی پر سلام، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال والے دن نبی پر سلام اور اس دن بھی سلام جب میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر سے اٹھے گا۔

اب دوسرا واقعہ سنئے! جناب موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر قرآن میں ہے، حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر قرآن میں، حضرت مریم علیہا السلام کے شکم اقدس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کا ذکر قرآن میں..... تم ہمیں میلاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرنے سے روکتے ہو، قرآن تو انبیاء کا میلاد نامہ ہے، کہتے سبحان اللہ..... قرآن تو انبیائے کرام کا میلاد نامہ ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا۔ میرے یوم ولادت پر مجھ پر سلام، اور جس دن میری وفات ہوگی اور جس دن میں دوبارہ زندہ اٹھایا جاؤں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے دن سلام، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر مبارک سے اٹھنے والے دن بھی سلام۔

قرآن تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد بھی بیان کرے، اور میلاد کے بعد سلام بھی بھیجے، بھلا ان کی مائیں یا خدا کے قرآن کو مانیں..... جواب دیجئے۔ اور اب عید کا لفظ ہے، کہتے ہیں کہ عید کا لفظ کہاں سے آ گیا، عید کا لفظ کہاں سے آ گیا، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ کرنے والے سنیں! سیرت بعد میں ہے، ولادت پہلے ہے..... سیرت بعد میں ہے، پیدائش پہلے ہے..... جو میلاد کا قائل نہیں وہ سیرت کو کیسے مانے گا..... اور جو ولادت کا قائل نہیں وہ حیات کو کیسے مانے گا؟..... جو

پیدائش کا قائل نہیں وہ قول کیسے مانے گا؟..... جو متکلم کا قائل نہیں، وہ کلام کو کیسے مانے گا؟..... جو داعی کا قائل نہیں، وہ دعوت کو کیسے مانے گا؟..... جو ہادی کا قائل نہیں، وہ ہدایت کو کیسے مانے گا؟ جو مرشد کا قائل نہیں، وہ ارشاد کو کیسے مانے گا؟..... جو دلیل کا قائل نہیں، وہ دعویٰ کو کیسے مانے گا؟..... جو رسول کا قائل نہیں، وہ اللہ کو کیسے مانے گا۔ (نعرہ تکبیر و رسالت)

معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کا ذکر میلاد اللہ کی سنت اور میلاد کے بعد سلام

بھیجنا بھی اللہ کی سنت

آؤ! تم اپنے کام میں لگے رہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد مناتے رہو۔

رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا

پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

تم کسی سے تعارض کئے بغیر، کسی کو خاطر میں لائے بغیر، تم چلتے رہو،

تمہارا کارواں جاری رہے گا۔ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد مناتے رہو، تم غلامان سرکار صلی اللہ علیہ وسلم

ہو، تمہیں کسی سے کیا سروکار، تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچار کرتے رہو، تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد

کے جھنڈے اٹھاتے رہو۔

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد

میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

ہم چرچا کرتے جائیں گے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد بیان کرتے جائیں گے۔

آئیے! کہا جاتا ہے عید کا ذکر کہاں ہے قرآن میں؟..... موسیٰ علیہ السلام کو جانتے

ہو؟ جو جانتے ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں، اچھا دو، دو ہاتھ کھڑے کریں۔ میں دیکھ رہا

ہوں کن کے ہاتھ بلند ہیں اور کن کے ہاتھ نیچے ہیں، پھر ہاتھ بلند کرو، سب

جانتے ہو، حضرت موسیٰ علیہ السلام کون ہیں؟ یہ وہ نبی ہیں جو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بننے کی آرزو کرتے رہے اور جس کے لئے نبی دعائیں مانگتے رہے، تمہیں بن مانگے مل گیا۔ جناب ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے وقت دعا مانگی تھی، مولیٰ تیرا گھر میں نے بنا لیا، تیرا گھر تعمیر ہو گیا، اب گھر تو میں نے بنایا، گھر والے کو بھی بھیج..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے سے ہزاروں سال پہلے: رَبَّنَا وَبَعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا۔ اے اللہ! اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج..... نبی کے میلاد کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہو رہا ہے.....

### بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اعلان کرتے ہیں: وَمُبَشِّرًا رَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ اسْمِهِ أَحْمَدٌ۔ اے میری قوم کے لوگو! عیسیٰ روح اللہ نے کہا، کلمۃ اللہ نے کہا، ابن مریم علیہ السلام نے کہا کہ میں اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ نہیں کہا کہ میں اعلان کرتا ہوں، اعلان غم کا بھی ہو سکتا ہے، خوشی کا بھی ہو سکتا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ میں خبر دیتا ہوں، خبر اچھی بھی ہو سکتی ہے، خبر بری بھی ہو سکتی ہے فرمایا: وَمُبَشِّرًا میں بشارت دیتا ہوں، میں خوشخبری سناتا ہوں..... خوشی خبری خوشی کی ہوتی ہے، اللہ کا رسول جناب عیسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے سے پہلے خوشخبری دے رہا ہے..... تم خوشی منانے کو بدعت کہتے ہو.....

### دعائے عیسیٰ علیہ السلام:

آپ کو اصل دروازے تک لے جاؤں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی:



اللهم ربنا انزل علينا مائدة من السماء تكون لنا عيد الاولنا و آخرنا۔  
 ہمارے لئے آسمان سے نعمت نازل فرما، ہمارے لئے آسمان سے کھانا نازل فرما،  
 انعام فرما، اپنی نعمت فرما، وہ نعمت نازل کر ہمارے اگلوں کے لئے بھی عید بن  
 جائے اور ہمارے پچھلوں کے لئے بھی عید بن جائے۔

قرآن یہ بتاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ بات بتاتے ہیں کہ جس دن  
 ایمان والوں کو کوئی نعمت ملے، وہ دن ایمان والوں کے لئے عید کا دن ہوتا  
 ہے۔ (نعرہ تکبیر و رسالت)

سامعین محترم! جب خوانِ نعمت ملے تو عید کا دن ہو اور جب جانِ نعمت  
 جلوہ گر ہو تو وہ سب سے بڑی عید کا دن۔ جس دن اللہ ایمان والوں کو کوئی نعمت  
 دے، وہ دن ایمان والوں کے لئے عید کا دن ہے۔ اب ایمان سے بتاؤ کہ اللہ  
 نے جو اپنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دیا، کیا یہ خدا کی نعمت ہے یا نہیں ہے..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 تشریف آوری، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں آنا اللہ کا  
 احسان ہے کہ نہیں ہے، احسان ہے..... جب نعمت ہے تو رب فرماتا ہے..... واما  
 بنعمت ربك فحدث۔ میری نعمتوں کا چرچا کرو، میری نعمتوں کا ذکر کرو..... یا ایہا  
 الذین آمنوا الذکرو نعمت اللہ علیکم۔ اے ایمان والو! ذکر کرو، کس کا،  
 میری نعمتوں کا۔

ہر مقام پر خدا نے کہا، میری نعمتوں کا چرچا کرو، جب ہر نعمت کا چرچا  
 کرنا ضروری ہے، کیا سب سے بڑی نعمت کا چرچا کرنا حرام ہو گیا..... تو، سنو! اللہ  
 کی سب نعمتیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے یہ سب سے بڑی نعمت، یہ نعمت عظمیٰ، یہ  
 موہبت کبریٰ ہے۔ اس سب سے بڑی نعمت کا ذکر ضروری ہے..... میں کہہ رہا تھا

کہ سیرت النبی ﷺ کا باب صحاح ستہ کی کسی حدیث میں نہیں ملتا آؤ! جامعہ غوثیہ میں تمہیں دکھاؤں..... صحیح ترمذی جلد ۲ میں میلاد النبی ﷺ کا باب موجود ہے..... میلاد النبی ﷺ کا باب صحاح ستہ کی کتاب میں موجود ہے۔ ترمذی شریف جلد نمبر ۲ پر میلاد النبی ﷺ کا باب موجود ہے۔ ہم سیرت کے منکر نہیں مگر سیرت بعد میں ہے میلاد پہلے ہے۔

اور سنئے! میلاد منائی جاتی ہے، سیرت اپنائی جاتی ہے۔ آؤ سیرت کے جلسے کرنے والو! خدا تمہاری نیتیں بھی درست کرے..... آؤ! پہلے ہمارے ساتھ مل کر نبی ﷺ کے میلاد کا جشن منالیا کرو، پھر ہم تمہارے ساتھ مل کر نبی ﷺ کی سیرت کا جلسہ کیا کریں گے۔

میرے دوستو! قرآن میں عید کا لفظ موجود، نبی ﷺ کے میلاد کا ذکر موجود..... اپنے اپنے کام میں لگے رہو، میرا ایمان ہے کہ نبی ﷺ کا میلاد بیان کرنا سنت خدا ہے اور نبی ﷺ کے میلاد کو سننا سنت انبیاء ہے۔

نورِ مصطفیٰ ﷺ:

آئیے دوستو! پیغمبر کا نور کب سے ہے؟ جب کائنات میں کچھ نہیں تھا..... کب سے ہے؟..... جب کب کا لفظ نہیں تب سے ہے..... جب تب نہیں، کائنات میں کچھ نہیں، مصطفیٰ ﷺ کا نور ہے..... کب سے ہے؟ نہ سبزے کی لہک تھی، نہ پھولوں کی مہک تھی، نہ جواہرات کی دمک تھی، نہ سورج کی چمک تھی، نہ صوت و آواز تھی، نہ کوئی سوز و ساز تھی، نہ شیشہ و سنگ تھے، نہ زمزم و گنگ تھے، نہ رنگ و آہنگ تھے..... نہ پتھر کی سختی تھی نہ خوشحالی و بدبختی تھی..... نہ زمین کی نرمی تھی نہ آتش کی گرمی تھی..... نہ دریاؤں کی روانی تھی، نہ تابش کو اکب آسمانی

تھی..... نہ دریاؤں کے اُبھار تھے، نہ خیابان و مرغزار تھے..... نہ یادِ رودگار تھی،  
 نہ حامی و نمگسار تھے..... نہ رات کا سناٹا تھا، نہ ہوا کا فراٹا تھا..... نہ چاندی کا جھالا  
 تھا، نہ سج کا اجالا تھا..... نہ ریشم کی جھللاہٹ تھی نہ ہوا کی سرسراہٹ تھی..... نہ  
 آبشار کا بہاؤ تھا نہ شاخوں کا جھکاؤ تھا..... نہ دشت و بیابان تھے، نہ خطبہ و اذان  
 تھے، نہ وعظ و بیان تھے، نہ جنت و رضوان تھے، نہ ساز و سامان تھے، نہ حور و غلمان  
 تھے، نہ زمین و آسمان تھے..... نہ شجر و حجر تھے، نہ فواکہ و ثمر تھے، نہ شام و سحر تھے، نہ  
 جان و جگر تھے، نہ لعل و گہر تھے..... نہ مکان و لامکان تھے..... یا ذاتِ خدا تھی یا نورِ  
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ (نعرہ تکبیر و رسالت)

### نعرہ رسالت:

آپ نے باقی نعرے لگائے اپنی مرضی سے ایک نعرہ میری مرضی سے  
 بھی لگاؤ گے؟ ایک میری مرضی کا نعرہ لگا دو۔ ایک نعرہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا  
 لگا دو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز آئے تو تمہارے دونوں ہاتھ فضائے بسیط میں  
 لہرائیں، یہ طمانچہ ہو دشمن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ پر اور ایک علامت ایمان ہو غلام  
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے..... میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ خضرا میں بیٹھ کر تمہیں دیکھتا بھی ہے،  
 تمہیں سنتا بھی ہے، تمہارے حالات کو جانتا بھی ہے..... تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں  
 حاضر ہو اور وہ تمہارے حالات پر ناظر ہے۔

دیکھئے! آپ بظاہر مدینے میں ہیں

مگر باطن ہر سنی کے سینے میں ہیں

دیکھئے! اب یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعرے لگاؤ تو دونوں ہاتھ بلند کر کے

لگاؤ نعرہ۔

غلام احمد مختار یوں پہچانے جائیں گے  
 کہ محشر میں بھی ہوگا ان کا نعرہ یا رسول اللہ  
 (نعرہ رسالت..... یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

آؤ، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعرے سے الرجک ہونے والو! قرآن پڑھ لو،  
 موجود ہے۔ یا ایہا المزمّل، یا ایہا المدثر، یا ایہا النبی، یا ایہا الرسول موجود  
 ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا جائز، قرآن میں یا ایہا الرسول ہے اور تم ہر نماز میں  
 التحیات میں بیٹھتے ہو تو یہ پڑھتے ہو: السلام علیک ایہا النبی ورحمت اللہ  
 وبرکاتہ۔ یعنی یا نبی سلام علیک ہی تو ہے، جو تم نماز میں پڑھتے ہو..... غضب کی  
 بات ہے نماز میں پڑھنا جائز، نماز کے بعد پڑھنا حرام..... کیا کہنے۔

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

کیا پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں

ہم سے کہا جاتا ہے کہ دن مقرر کرنا جائز ہے اور تم کیوں اس مہینے میں  
 سیرت کے جلسے منعقد کرتے ہو؟..... (نعرہ تکبیر و رسالت)

اپنے شاگردوں کو جلوس میں آنے سے روکتے ہو، اپنے طالب علموں کو،  
 اپنے ٹکڑوں پر پلنے والوں کو جلوس میں آنے سے روکتے ہو..... اور خود اپنے  
 مکانوں میں، اپنی کھڑکیوں سے، اپنے روشن داروں سے، اپنے جھروکوں سے  
 جھانک کر جلوس بھی دیکھتے اور فاروق سعیدی کی تقریر بھی سنتے ہو..... یہ عجب تماشا  
 ہے، یہ دورنگی چال ہماری سمجھ میں نہیں آئی..... میرے دوستو!

کیسا پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں؟

آ جاؤ! تم بھی کلمے کے تقاضے پورے کرو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں

نام لکھوا لو تا کہ پتہ چل جائے کہ جلنے والے کون ہیں اور نبی ﷺ کا نام سن کے خوش ہونے والے کون ہیں؟

ولادتِ مصطفیٰ ﷺ:

میزے دوستو! نماز میں پڑھا جاتا ہے: السلام علیک ایہا النبی .....  
 علیک۔ حاضر کے لئے کہا جاتا ہے ..... جیسا کہ ہم کہتے ہیں: یا نبی سلام  
 علیک ..... السلام علیک ایہا النبی کا مطلب یہی ہے تذکرہ میلاد  
 شروع ..... دن گزرتے گئے ..... ماہ و سال گزرتے گئے ..... ربیع الاول کا مہینہ  
 آ گیا ..... سبحان اللہ! ..... یہ پاک مہینہ آیا ..... پہلی تاریخ گزری، دوسری گزری،  
 تیسری، چوتھی، پانچویں، چھٹی، ساتویں، آٹھویں، نویں، دسویں، جب گیارہویں  
 کا دن گزرا اور بارہویں کی نورانی رات آئی ..... یہ وہ رات ہے اس جیسی کوئی  
 رات نہیں ..... اس رات کی کیا بات ہے، یہ لیلۃ القدر سے افضل ہے کہ لیلۃ القدر  
 میں قرآن آیا اور اس رات میں صاحب قرآن آیا، اس رات کے کیا کہنے، اس  
 رات کی کیا بات ہے ..... وہ ربیع الاول کی بارہ تھی، پیر کا دن تھا، صبح صادق کا  
 وقت تھا، منظر تھا، کیا نظارہ تھا، کیا نور تھا، کیسا سرور تھا، کیا دھوم تھی، کیا جوش و خروش  
 تھا، گھر گھر شادی کی رسوم، ہر طرف مبارکبادی کی دھوم، آرزو مندانی جمال کی  
 چشم تمنا وا ہوئی، نرگس منتظر کا فرش بچھا رحمتِ الہی کا شامیانہ تھا گلشنِ تمنا میں  
 باد مرادی چلی، سارا عالم نور سے معمور ہوا، فرح و طرب نے عالم پر قبضہ کیا، جہان  
 نور سے بھر گیا، صبحِ امید نے چہرہ دکھایا، شبِ غم نے بستر اٹھایا، نوشیرواں کے محل  
 کے کنگرے گر پڑے، ایران کا آتش کدہ سرد ہو گیا، آسمان کے ستارے زمین کو  
 سلام کرنے لگے، مغرب و مشرق اور شمال و جنوب کے جانور ایک دوسرے کو

مبارک باد دینے لگے، سکانِ عرشِ اعلیٰ اور حسینانِ بزمِ بالا زمین پر آرہے ہیں، آسمان زمین کو سلام کہہ رہا ہے، افلاکی خاکیوں کو مبارک باد دے رہے ہیں، ہر مکان بقعہ نور بنا ہوا ہے، ہر جگہ انوار کی ضیائیں پھیلی ہوئی ہیں، ہر بام پر مشعلیں روشن ہیں، ہر مقام پر شمع ہدایت جل رہی ہے۔

میرے دوستو! یہ نظارہ ہے، یہ منظر ہے، زمین خوش ہے کہ میری دعاؤں کی قبولیت کا وقت آ پہنچا اور آسمان خوش ہے کہ مجھے مشرف کرنے والا آ گیا ہے، مکہ خوش ہے، مدینہ خوش ہے، بیت الحرم خوش ہے، بیت المقدس خوش ہے، بیت المعمور خوش ہے، خدا کا عرش خوش ہے، انسان خوش ہے، ملائک خوش ہیں، خود خدا خوش ہے کہ نبی ﷺ پیدا ہو رہا ہے۔ میری توحید کا علم بلند کرنے والا محبوب جلوہ گر ہو رہا ہے..... اگر ناراض ہے تو وہ ابلیس لعین ناراض ہے، اگر ماتم کر رہا ہے تو وہ جبل ابی قبیس پر اپنا سر ٹکرا رہا ہے، جل رہا ہے، بھن رہا ہے حسد کی آگ میں کہ یہ نبی ﷺ کیوں آ گیا..... کہ نبی ﷺ کا جشن کیوں ہو رہا ہے؟ اب مت گھبراؤ، خود فیصلہ کر لو کہ تم سنت خدا ادا کر رہے ہو اور وہ کس کے طریقے پر گامزن ہیں؟ خود فیصلہ کرو۔ (نعرہ تکبر و رسالت)

اب ادب سے بیٹھئے، سید دو عالم ﷺ کی ولادت کے لمحات قریب آرہے ہیں..... کیسے..... سیدہ آمنہ فرماتی ہیں، میرے گھر میں بیبیاں تھیں، میں نے پوچھا کون ہیں، آواز آئی یہ آدم علیہ السلام کی بیوی جناب حوا ہیں..... میں نے پوچھا، یہ کون ہیں؟ کہا یہ ابراہیم علیہ السلام کی بیوی، اسماعیل کی ماں جناب ہاجرہ ہیں..... میں نے پوچھا یہ بی بی کون ہیں؟ کہا یہ عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ جناب مریم ہیں..... یہ تیری خدمت کے لئے آئی ہیں، ساری کائنات میں جشن منایا جا رہا ہے

..... باادب ہو جائیں، ہوشیار ہو جائیں، ساری کائنات کا والی ﷺ جلوہ گر ہونے والا ہے..... خدا کا مالک و مختار نبی ﷺ، جنت و کوثر کا مالک، خزائن الہیہ پر متصرف، ہر سیاہ و سفید کا مالک، اسود و احمر پر حاکم، کارخانہ عالم کا جاگیردار، بساط خانہ دہر کا مختار، سرفرازان عالم، خسر و محبوبان معظم، شاہ خوبان دو عالم، کاشف اسرار لوح و قلم، محبوبیت خاصہ اور مقبولیت عامہ کا لباس پہنے جلوہ گر ہو رہے ہیں..... ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے، طائران خوش الحان کے نغموں نے ساری کائنات کو سرد کر دیا، ملائکہ زمین پر اترے، جبرائیل علیہ السلام آئے، میکائیل علیہ السلام آئے، اسرافیل علیہ السلام آئے.....

تین جھنڈے:

تین جھنڈے تھے، ایک کعبے پر لگایا گیا، ایک بیت عبد اللہ پر لگایا گیا، ایک بیت المقدس پر لگایا گیا..... تم جو جھنڈیاں لگاتے ہو، یہ خدا کے فرشتوں کی سنت ہے، تم جھنڈیاں لگاتے ہو، نبی ﷺ کے میلاد کے دن فرشتوں نے جھنڈے لگائے تھے۔ (نعرہ تکبیر و رسالت)

یہ وقت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام زمین پر آئے، جناب سیدہ آمنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کھڑے ہو کر کہا..... اے کائنات کے والی تشریف لاؤ..... اے دنیا کو منور کرنے والے..... اے ظلمتوں کو دور کرنے والے..... اندھیروں کو دور کرنے والے..... سیاہی کا نور کرنے والے..... آؤ! میرے نبی ﷺ تشریف لاؤ۔

تو میرے دوستو! ساری کائنات حالت قیام میں ہے، تمام دنیا نور سے معمور ہے..... عرش سے فرش تک، فرش سے عرش تک..... شرق سے غرب تک، غرب سے شرق تک..... عرب سے عجم تک، عجم سے عرب تک..... مکان سے

لامکان تک، سارے خوش ہیں کہ نبی ﷺ جلوہ گر ہو رہے ہیں اور ساری دنیا سلام بھیج رہی ہے۔

جن و بشر سلام کو حاضر ہیں السلام  
 سب خشک و تر سلام کو حاضر ہیں السلام  
 سب کروفر سلام کو حاضر ہیں السلام  
 ساری کائنات سلام پڑھے، تم بھی آخر میں سنت کبریا ادا کرنے کے  
 لئے درود و سلام پڑھو گے، رب کائنات تمہارا نذرانہ اپنی بارگاہ میں منظور کرے۔  
 صلوة و سلام ☆ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام  
 شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام



# میلا دادا لقمی صلی اللہ علیہ وسلم

خطاب

قاری ابرار احمد قادری فاضل علوم عربیہ فیصل آباد

## فہرست

- 225 جلسہ توحید
- 226 جلسہ رسالت
- 226 میلاد کا بانی
- 228 بشارت عیسیٰ علیہ السلام
- 229 انبیاء کی یادیں منانا
- 231 میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بزبان نبی
- 232 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد
- 232 حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ارشاد
- 233 حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد
- 233 علامہ اسماعیل حقی رضی اللہ عنہ کا قول
- 233 شارح بخاری کا قول
- 234 صاحب بحار الانوار کا قول
- 234 علامہ شیخ عبدالحق کا قول
- 234 حسن بصری کا قول
- 235 امام شافعی کا قول
- 235 معروف کرخی کا قول
- 236 جلال الدین سیوطی کا قول
- 236 شاہ ولی اللہ کا قول
- 237 گنگوہی کا قول
- 238 میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی
- 239 شیطان کا اویلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی  
 رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْكَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ ۝  
 اَمَّا بَعْدُ!

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ  
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 وَاِذَا اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیِّیْنَ لَمَّا اَتٰیكُمْ مِنْ كِتٰبٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ  
 جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ ۗ قَالَ ؕ اَقْرَبْتُمْ  
 وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اٰصْرِيْ ۗ قَالُوْا اَقْرَبْنَا ۗ قَالَ فَاشْهَدُوْا ۗ وَاَنَا مَعَكُمْ مِنَ  
 الشَّاهِدِیْنَ ۝

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ  
 بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عقیدت و محبت کے ساتھ ہدیہ درود و سلام

پیش کریں۔

حضرات محترم! میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی ایک  
 آیہ کریمہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے  
 میلاد النبی ﷺ کا ذکر فرمایا ہے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ نے روزِ ازل عالمِ ارواح میں دو جلسے منعقد کئے۔

ایک جلسہ توحید کا اور دوسرا رسالت کا۔

جلسہ توحید:

خالق کائنات نے اپنی واحدانیت کے اقرار کے لئے تمام روحوں کو جمع

کیا۔ ان میں امیر بھی تھے اور غریب بھی، ادنیٰ بھی تھے اعلیٰ بھی، ماننے والے بھی تھے منکر بھی، کافر بھی تھے مسلمان بھی، عام بھی تھے اور خاص بھی، سب روحوں کو اکٹھا کر کے فرمایا: اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں۔ سب بولے قَالُوا بَلٰی کیوں نہیں تو ہمارا رب ہے۔ شَهِدْنَا۔ ہم گواہ ہوئے۔

حضرات!

یہ تھا جلسہ توحید۔ اب سنئے جلسہ رسالت۔

جلسہ رسالت:

جلسہ توحید میں تو سبھی تھے۔ مگر جلسہ رسالت میں صرف خاص ہی تھے یعنی اللہ تعالیٰ نے محبوب کے لئے محبوبوں کو جمع کیا۔ اس لئے کہ:

محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں  
آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں  
وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں  
جو سرورِ عالم کا میلاد مناتے ہیں  
خواصین یعنی انبیاء کرام ﷺ کو بلایا گیا اور کملی والے کی ولادت  
باسعادت کا ذکر سنایا گیا۔

میلاد کا بانی:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ اٰوَرِپَا دَکْرُو جِب اللہ نے پیغمبروں سے ان  
کا عہد لیا۔ لَمَّا اَتَيْتُكُمْ مِّنْ کِتَابٍ وَحِکْمَةٍ جُو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں  
ثُمَّ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ

رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے۔ لَتُؤْمِنَنَّ بِهِ وَكَلْتَنْصُرُنَّهُ تُوْتَمَّ ضَرُور  
 بر ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ قَالَ ء اَقْرَرْتُمْ فَرَمَايَا كِيُوْتَمَّ  
 نِي اَقْرَار كِيَا۔ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ اُوْر اس پَر مِيْرَا بَهَارِي ذَمِيَا۔ قَالُوْا  
 اَقْرَرْنَا۔ سَب نِي عَرَض كِي هَم نِي اَقْرَار كِيَا۔ قَالَ فَاَشْهَدُوْا فَرَمَايَا تُوَا كِي دُوْسَرِي  
 پَر گُوَا هُو جَاو۔ وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشَّهِيْدِيْنَ اُوْر مِيْل آ پ تَمِهَارِي سَا تَه گُوَا هُو  
 مِيْل هُو۔

حضرات گرامی!

یہ تھا جلسہ رسالت جس میں وعدہ لینے والا خود خدا تھا۔ جن سے وعدہ لیا  
 جا رہا ہے۔ وہ انبیاء کی مقدس جماعت تھی اور جن کے متعلق وعدہ لیا جا رہا تھا۔ وہ  
 باعثِ تخلیق کائنات محبوب خدا افضل الانبیاء احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 ذات پاک تھی۔

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ اس جلسہ رسالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں۔

خدا خود ، میری مجلس بود  
 اندر لامکاں خسرو !  
 محمد شمع محفل بود  
 شب جائے کہ من بودم

معزز سامعین!

قرآن مجید کی اس آئیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بانی  
 خود اللہ تعالیٰ ہے اور سب سے پہلے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت  
 کا تذکرہ خود خالق کائنات نے انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت میں کیا۔ اسی لئے ہم  
 کہتے ہیں کہ:-

وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں  
جو سرورِ عالم کا میلاد مناتے ہیں

حضرات!

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے دوسرے مقام میں حضرت زکریا علیہ السلام  
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:-

وَسَلَّمَ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ (پ ۱۶) وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ (پ ۱۶)

اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا۔ اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن

میں پیدا ہوا۔

سامعین! اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق حضرت زکریا و حضرت  
عیسیٰ علیہ السلام اپنی ولادت پر سلام بھیجتے ہیں۔ اگر زکریا و عیسیٰ علیہ السلام کے یوم ولادت پر  
بھیجا جاسکتا ہے تو پھر دونی جو زکریا و عیسیٰ علیہ السلام کے بھی نبی ہیں۔ ان کی ولادت پر  
سلام کیوں نہیں بھیجا جاسکتا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی  
تشریف آوری کی بشارت سنا کر آپ کا میلاد بیان کیا۔

بشارت عیسیٰ علیہ السلام:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمُبَشِّرًا لِّرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدٌ

(پ ۲۸ سورہ صف آیات: ۶)

”اور ان رسول کی بشارت بناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے۔“

حضرات محترم! یہ قرآن مجید کا ارشاد ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر فرماتے ہیں۔ شاید کوئی منکر قرآن حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بشارت کو نہ مانے۔ میں ان کے لئے  
برناباس کی انجیل کا اقتباس پیش کرتا ہوں جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم کو  
خطبہ ارشاد فرمانا موجود ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم کو خطاب:

I AM INDEED SENT TO THE HOUSE OF  
AZRAIL AS A PROFHET OF SALVATION. BUT  
AFTER ME SHELL COME THE WORLD. FOR  
WHOM GOD HATH MADE THE AND THEN  
THROUGH ALL THE WORLD. WILL GOD  
WORSHIPED AND MERCY RECEIVED.

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں بے شک میں تو فقط بنی اسرائیل کے  
گھرانے کی نجات کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ لیکن میرے بعد مسیحا تشریف  
لائے گا۔ جسے اللہ تعالیٰ سارے جہان کے لئے مبعوث فرمائے گا۔ اسی کے لئے  
اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات تخلیق کی ہے۔ اسی کی کوششوں کے باعث ساری دنیا  
میں اللہ تعالیٰ کی پرستش کی جائے گی اور اس کی رحمت نصیب ہوگی۔

(انجیل برناباس باب نمبر ۸۲ بحوالہ ضیاء القرآن ص ۲۲۰ ج ۵۔)

حضرات! علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انبیاء کرام علیہم السلام کے

ذکر اور ان کی یاد منانے کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

انبیاء کی یادیں منانا:

وَأذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ○ (پ ۱۶)

وَأَذْكُرُ فِي الْكِتَابِ مُوسَى إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا ۝  
(پ ۱۶)

وَأَذْكُرُ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا ۝  
(پ ۱۶)

وَأَذْكُرُ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ۝ (پ: ۱۶)

اور کتاب میں ابراہیم کو یاد کرو۔ بے شک وہ صدیق تھا (نبی) غیب کی خبریں بتاتا۔ اور کتاب میں موسیٰ کو یاد کرو وہ چٹا ہوا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتانے والا۔ اور کتاب میں اسماعیل کو یاد کرو بے شک وہ وعدہ کا سچا تھا اور رسول تھا۔ غیب کی خبریں بتاتا۔ اور کتاب میں اور ابراہیم کو یاد کرو بے شک وہ صدیق تھا۔ غیب کی خبریں بتاتا۔

معزز سامعین! قرآن مجید کی ان آیات بنیات سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے اور محبوب انبیاء کرام ﷺ کا ذکر کرنا اور ان کی یادیں منانا یہ قرآن پاک سے ثابت ہے تو پھر اس محبوب کا ذکر ولادت اور ان کی یاد منانا جو سید الانبیاء امام الانبیاء ہوں اور جن کے لئے ساری کائنات معرض وجود میں آئی ہو کیونکر جائز نہیں۔

حضرات! اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے تیسویں پارہ میں اپنی نعمت کا چرچا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ (پ ۳۰) اور اپنے رب کی نعمت کا چرچا

کرو۔ بخاری شریف میں ہے کہ:

وَمُحَمَّدٌ نِعْمَةُ اللَّهِ۔ (بخاری شریف ص ۵۶۶ ج ۲)

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔



اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق کہ اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرو، اور بخاری شریف سے ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ لہذا امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کا ذکر کرنا آپ ﷺ کے معجزات بیان کرنا آپ ﷺ کی صفات بیان کرنا۔ نعت شریف پڑھنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ ذریعہ نجات ہے۔ جیسا کہ حضور ﷺ کے چچا ابولہب نے آپ کی ولادت کی خوشی میں ثوبیہ کو آزاد کیا۔ تو پیر کے روز اس پر قبر کا عذاب ہلکا ہو جاتا ہے۔ جس کا ذکر آئندہ کیا جائے گا۔ بہر حال یہ نہ سمجھیں کہ حضور ﷺ کا میلاد صرف ہم ہی بیان کر رہے ہیں۔ نہیں بلکہ سید و عالم ﷺ کا میلاد خود خداوند تعالیٰ نے بھی بیان کیا۔ جیسا کہ تیسرے پارہ کی آیہ کریمہ سے ثابت ہے اور حضور ﷺ نے اپنا میلاد خود بھی بیان کیا اور آپ کا میلاد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی بیان کیا۔ آپ ﷺ کا میلاد بزرگان دین و اولیاء عظام رضی اللہ عنہم نے بھی بیان کیا۔

آئیے سنئے کہ حضور ﷺ نے اپنا میلاد خود آپ بیان کیا ہے:-

### میلاد النبی ﷺ بزبان نبی:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

ارشاد فرمایا:-

قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ  
فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ  
جَعَلَهُمْ قَبَائِلُ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بِيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ  
بَيْتًا فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۳)

ترجمہ: میں محمد ﷺ ہوں عبد اللہ کا بیٹا اور عبد المطلب کا پوتا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو

پیدا کیا تو مجھے اچھے گروہ میں بنایا پھر ان میں گروہ پیدا کئے (یعنی عرب و عجم) اور مجھے اچھے گروہ یعنی عرب سے بنایا۔ پھر عرب میں قبیلے بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے قبیلے (قریش) میں بنایا پھر (قریش) میں کئی خاندان بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے خاندان میں پیدا کیا، (یعنی بنو ہاشم میں) پس میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور خاندان میں بھی سب سے اچھا ہوں۔

وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں

جو سرورِ عالم کا میلاد مناتے ہیں

حضرات! حضور سرورِ کائنات ﷺ کا میلاد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی بیان

کیا۔ آئیے میلادِ مصطفیٰ ﷺ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ارشادات سنئے:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جس نے نبی کریم ﷺ کے

میلاد پاک پر ایک درہم بھی خرچ کیا۔ گَنَانٌ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ۔ وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بھی سرورِ دو

جہاں ﷺ کے میلاد پاک کی تعظیم و تکریم کی: فَقَدْ أَحْيَاءَ الْإِسْلَامِ۔ تحقیق اس نے اسلام کو زندہ کیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے حضور ﷺ کے

میلاد پاک پر ایک درہم بھی خرچ کیا۔ فَكَانَ مَآ شَهِدَ غَزْوَةَ بَدْرٍ وَحُنَيْنٍ۔ گویا وہ غزوہ بدر و حنین میں شریک ہوا۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے بھی سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد پاک کی تعظیم کی۔ اور اسے بیان کرنے کی کوشش کی وہ دنیا سے ایمان کی حالت میں جائے گا۔

وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ (النعمة الكبرى ص ۷)

اور بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جائے گا۔

حضرات! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد و بزرگان دین و اولیاء عظام نے بھی بیان کیا۔

آئیے میلادِ مصطفیٰ پر بزرگان دین کے اقوال سنئے۔

## علامہ اسماعیل حقی عسید کا قول:

حضرت علامہ شیخ محمد اسماعیل حقی عسید تفسیر روح البیان میں

فرماتے ہیں:-

وَقَالَ الْإِمَامُ السِّيُوطِيُّ قُدِّسَ سِرُّهُ يَسْتَحَبُّ لَنَا إِظْهَارُ الشُّكْرِ

لِمَوْلِدِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ (روح البیان ص ۵۶، ج ۹۰)

امام جلال الدین سیوطی عسید نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت

باسعادت پر شکر کا اظہار کرنا ہمارے نزدیک مستحب ہے۔

## شارح بخاری کا قول:

امام قسطلانی شارح بخاری مواہب لدینہ میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے چلے آ رہے ہیں

اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے اور دعوتِ طعام کرتے رہے ہیں اور ان راتوں

میں انواع و اقسام کی خیرات کرتے اور سرور ظاہر کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اور

نیک کاموں میں ہمیشہ زیادتی کرتے رہے ہیں جس کی برکتوں سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ظاہر ہوتا رہا ہے اور اس کے خواص سے یہ تجربہ شدہ عمل ہے کہ جس سال میلاد شریف پڑھا جاتا ہے وہ سال مسلمانوں کے لئے حفظ و امان کا سال ہو جاتا ہے اور میلاد شریف کرنے سے دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔

فَرَحِمَ اللَّهُ امْرَأًا اتَّخَذَ لِيَالِي شَهْرَ مَوْلِدِهِ الْمُبَارَكِ أَعْيَادًا لِيَكُونَ أَشَدَّ عِلَّةً عَلَى مَنْ فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ۔ (زرقانی علی المواہب ص ۱۳۶، ج ۱۔)

صاحب بحار الانوار کا قول:

مُظَهَّرُ مَنْبَعِ الْأَنْوَارِ وَالرَّحْمَةِ شَهْرُ رَيْبَعِ الْأَوَّلِ وَإِنَّهُ شَهْرٌ أَمْرُنَا بِأَظْهَارِ الْفَرْحِ فِيهِ كُلِّ عَامٍ۔ (مجمع بحار الانوار صف ۵۵۰، ج ۳۔)

ربیع الاول کا مہینہ منبع انوار اور رحمت کا مظہر ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے جس میں ہر سال ہمیں اظہار و سرور کا حکم دیا گیا ہے۔

علامہ شیخ عبدالحق کا قول:

علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

وَلَا زَالَ أَهْلُ الْإِسْلَامِ يَحْفَلُونَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(ماثبت بالنسہ ص ۷۹)

اور اہل اسلام ہمیشہ محفلیں منعقد کرتے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد مبارک کے زمانے میں۔

حسن بصری کا قول:

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ

جتنا سونا ہو

فَانْفَقْتَهُ عَلَى قِرَاءَةِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلادِ پاک پر خرچ کر دوں۔

### امام شافعی کا قول:

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے محفلِ میلاد میں دوستوں کو جمع کیا۔ کھانا کھلایا، مکان خالی کرایا اور میلادِ خوانی کا سبب بنا۔  
بَعَثَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَيَكُونُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ -

اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ اٹھائے گا اور اس کا ٹھکانہ جنتِ النعیم ہوگا۔

### معروف کرخی کا قول:

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے میلادِ انبی صلی اللہ علیہم وسلم پر کھانا پکایا۔ لوگوں کو جمع کیا، نیا لباس پہنا، اور خوشبو سے میلاد کی جگہ کو معطر کیا اور چراغاں کیا۔

حَشَرَ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْغُرَقَةِ الْأُولَى مِنَ النَّبِيِّينَ - تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو انبیاء کرام کا ساتھی بنا دے گا۔

اور جس گھر میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کا میلاد شریف ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس گھر کو قحط و با، غم، غرق ہونا اور تمام آفات و بلیات، بری نظر اور چوروں سے محفوظ رکھتا ہے۔

فَإِذَا مَاتَ هَوْنًا اللَّهُ عَلَيْهِ جَوَابٌ مُنْكَرٌ نَكِيرٌ - (النعمة الکبریٰ ص ۹)  
جب فوت ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر منکر نکیر کے سوالوں کے جواب

آسان فرمادے گا۔

### جلال الدین سیوطی کا قول:

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس گھر میں مسجد میں جس محلہ میں امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد پاک پڑھا جائے اللہ کی رحمت کے فرشتے اس مکان، اس مسجد اور اس محلہ کو گھیر لیتے ہیں اور اس مکان والوں پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ (بالوسائل فی شرح الشمائل)

### شاہ ولی اللہ کا قول:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے دن مکہ معظمہ میں جس جگہ آپ پیدا ہوئے اس مقام پر گیا کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ وہاں آپ پر درود شریف پڑھتے ہیں اور آپ کی ولادت کا ذکر کرتے اور وہ معجزات بیان کرتے تھے۔

جو آپ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے۔ میں نے اس مجلس میں انوار و برکات دیکھیں۔ پس میں نے ذرا تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان ملائکہ کے ہیں جو ایسی مجالس پر موکل و مقرر ہوتے ہیں۔

وَرَأَيْتُ بِخَالِطِهِ أَنْوَارَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَأَنْوَارَ الرَّحْمَةِ۔ (فیوض الحرمین ص ۱۷)

اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت آپس میں ملے ہوئے ہیں۔

یہی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے مجھ کو بتایا کہ میں

میلاد کے دنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں کھانا پکواتا تھا۔ ایک سال

سوائے بھنے ہوئے جنوں کے کچھ میسر نہ آیا۔ تو میں نے وہی لوگوں میں تقسیم کر

دیئے۔ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ:

فَرَأَيْتَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ هَذِهِ الْحَمَضُ مُتَبَهِّجًا بِشَاشًا۔ (درالشمین ص ۸)  
 پس میں نے دیکھا کہ وہی بھنے ہوئے چنے آپ کے روبرو پڑے ہیں  
 اور آپ بہت ہی مسرور و خوش ہیں۔

### گنگوہی کا قول:

مولوی رشید احمد گنگوہی کہتا ہے:-

وَحَقُّ أَنْتَ كَمَا نَفْسُ ذَكَرِ وِلَادَتِ أَنْ حَضْرَتِكَ عليه السلام وَسُرُورِ فَاتِحِ  
 نمودن۔

یعنی ایصالِ ثوابِ بروج پر فتوح سیدالشفیقین از کمال سعادت انسان  
 است۔ (شفاء السائل)

اور حق بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا ذکر کرنا اور آپ کی روح  
 مبارک کے ایصالِ ثواب کے لئے فاتحِ خوانی کرنا۔ یہ انسان کی بہت بڑی نیک  
 بختی ہے۔

وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں  
 جو سرورِ عالم کا میلاد مناتے ہیں

حضرات گرامی! قرآن و حدیث کے معتبر دلائل، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، صحابہ  
 کرام رضوان اللہ علیہم کے ارشادات اور بزرگانِ دین کے اقوال سے معلوم ہوا کہ  
 حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد بیان کرنا، جائز و مستحسن ہے اور ذریعہ نجات ہے  
 اور یہ بھی پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد آج سے ہی نہیں بلکہ ازل سے شروع ہے  
 اور ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔ ان قرآن و حدیث صحابہ کرام و بزرگانِ  
 دین سے نقل کئے گئے۔ متعدد حوالہ جات پڑھ یا سن کر اب بھی اگر کوئی غہ مانے تو

اس کے اپنے ایمان میں تو شک ہو سکتا ہے۔ مگر میلاد النبی ﷺ کے بیان میں شک ہو سکتا نہیں۔ ہرگز نہیں۔

حضرات! یہ تو تھی بات ماننے والوں کی۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی منکر بھی حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی کرے تو اسے بھی فائدہ ہو جاتا ہے۔

### میلادُ النبی ﷺ کی خوشی:

ابولہب کافر تھا۔ اُس کی ایک لونڈی جس کا نام ثویبہ تھا۔ جب حضور ﷺ کی ولادت پاک ہوئی تو اس لونڈی نے آ کر ابولہب کو خوشخبری سنائی کہ تجھے مبارک ہو اللہ نے تجھے بھتیجا عطا کیا ہے۔ چنانچہ ابولہب نے یہ سنتے ہی شہادت کی انگلی کے اشارہ سے اسے آزاد کر دیا۔ جب ابولہب مر گیا تو گھر والوں میں سے کسی نے خواب میں دیکھا کہ ابولہب عذاب میں مبتلا ہے۔ پوچھا کیا حال ہے۔

قَالَ أَبُو لَهَبٍ لَمَّا أَلْقَى بَعْدَكُمْ خَيْرًا إِنِّي سَقِيتُ فِي هَذِهِ بَعْتًا قَتِي  
ثَوْبِيَّةَ۔ (بخاری شریف ص ۶۲، ج ۲)

ابولہب نے کہا تمہارے بعد مجھے کوئی بھلائی نہیں ملی مگر ثویبہ کے آزاد کرنے سے مجھے اس انگلی کے ذریعہ سیراب کیا جاتا ہے۔

یعنی ہر پیر کو عذاب میں تحفیف ہو جاتی ہے اور جس انگلی کے اشارہ سے ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ اس کے چوسنے سے آرام ملتا ہے۔

حضرات! معلوم ہوا کہ اگر ایک کافر ولادت منصفی ﷺ کی خوشی کرے تو قبر میں اس کو بھی فائدہ ملتا ہے۔ اگر اُمتی ہو کر خوشی کرے گا اسے کیوں نہ فائدہ ملے گا۔ ضرور ملے گا۔ لیکن یاد رہے کہ:



محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں

معزز سامعین!

سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر ہر چیز نے خوشی منائی جیسا کہ کتب سیر میں آتا ہے۔ مگر صرف شیطان لعین ہی رنجیدہ اور ناخوش ہوا۔ مفتی احمد یار نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ربیع الاول

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

شرح شیخ زاہد میں ہے۔

### شیطان کا اوایلہ:

کہ جس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ پاک سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکمِ اطہر میں منتقل ہوا تو صبح کو شیطان لعین کا تخت اوندھا پڑا تھا اور اسی غم میں شیطان چالیس دن تک دریاؤں میں غوطہ لگاتا رہا۔ پھر کوہِ ابوبیس پر چڑھ گیا اور ایک ایسی چیخ مای جس سے اس کی تمام اولاد جمع ہو گئی۔ اور شیطان کو روتا ہوا دیکھ کر پوچھنے لگے۔ استاد جی خیر تو ہے کیا وجہ ہے کہ آپ آج تک پریشان نہیں ہوئے تو ان سے شیطان نے کہا۔

وَيَلِكُمْ هَلِكُمْ هَذِهِ الْمَرَّةَ هَلَاكًا لَمْ تَمْلِكُوا مِثْلَهُ قَدَقَالُوا وَمَا

الْقِصَّةُ فَقَالَ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْمَبْعُوثُ۔

(شرح قصیدہ بردہ ص ۱۰۰)

افسوس و ہلاکت ہے تم پر اس دفعہ تم ایسے ہلاک ہو رہے ہو کہ ایسی

ہلاکت اس سے پہلے تم پر کبھی نہ ہوئی۔ ذریت شیطان نے کہا کہ قصہ کیا ہے؟ شیطان نے کہا کہ عنقریب محمد بن عبدالمطلب تشریف لارہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوں گے۔

حضرات محترم!

اب آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ جو لوگ حضور امام الانبیاء ﷺ کے میلاد پاک کی خوشی مناتے ہیں اور میلاد النبی کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ وہ کس کی پیروی کرتے ہیں اور جو میلاد النبی کی مخالفت کرتے ہیں وہ کس کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(واخر دعونا ان الحمد لله رب العالمین)

# حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور میں

خطاب

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

## فہرست

- 244 سراجاً منيراً
- 245 یہ وصفِ جمیل ہے
- 246 منیر روشن کرنے والے کو کہتے ہیں
- 247 تارے سورج سے نور لیتے ہیں
- 248 سب نبیوں میں حضور ﷺ کا نور تھا
- 248 آسمان نبوت کا آفتاب
- 249 آفتاب نور دینے میں بخل نہیں کرتا
- 250 اللہ نے مسلمان کیوں نہ کیا؟
- 251 جسے حضور ﷺ چاہیں اللہ ہدایت دیتا ہے
- 251 حضور ﷺ بھی ہدایت دیتے ہیں
- 252 ہدایت کا خالق اللہ ہے
- 253 ہدایت کا خزانہ حضور ﷺ کے پاس
- 254 ایک سورج ظاہری ایک باطنی
- 254 ایمان حضور کی روشنی کا نام
- 255 حضور ﷺ نور ہدایت ہیں
- 255 مومن کا ایمان
- 255 پاور ہاؤس مدینے میں ہے
- 256 حضور ﷺ زندہ ہیں
- 257 اپنا عقیدہ محکم رکھو

- 257 امام حسین رضی اللہ عنہ نے دین بچالیا
- 258 مومن کو کچھ پرواہ نہیں
- 259 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ چھوڑا
- 260 حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مانو
- 261 کافر اور منافق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہچانیں گے
- 262 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان نورِ ایمان
- 263 ابو جہل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا؟
- 264 وہ دیکھ ہی نہیں سکتے
- 264 خارجی و داخلی نور
- 265 حکایت
- 266 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کیلئے چشم صدیق رضی اللہ عنہ
- 266 جنت کا باغ

## سراجاً منيراً:

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ سَيِّدِ  
الْمُرْسَلِينَ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ شَفِيعِ الْمَذْنِبِينَ سَيِّدِ الْأَوْلِيَيْنِ وَالْآخِرِينَ سَيِّدِنَا  
مَوْلَانَا وَشَفِيعِنَا وَحَبِيبِنَا وَرَوْفُ نَاوَرِحِيمِ مُحَمَّدِ الرَّسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَعَلَى  
آلِهِ طَيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ وَأَصْحَابِهِ الْمُقَرَّبِينَ-

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ  
وَسِرَاجًا مُنِيرًا صَدَقَ اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

وَسَلَّمَ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

حمد و ثنا کے بعد قرآن کریم کی دو آیتیں آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں  
ان دو آیتوں کا لغوی ترجمہ اور لفظ سراجاً منيراً جو ہے میں آپ حضرات کے سامنے  
پیش کروں گا۔ آپ حضرات بڑے سکون سے سنیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ: اے نبی

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ: بے شک ہم نے تمہیں بھیجا

شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا: شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر۔

وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا: اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور

چمکانے والا آفتاب بنا کر۔

یہ ہے ان دو آیتوں کا لفظی ترجمہ ان آیتوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کے چند اوصاف بیان فرمائے۔ ایک ایک اوصافِ جمیل پر تقریر ہو سکتی ہے۔

یہ وصفِ جمیل ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ: ایک وصفِ جمیل یہ ہے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ: یہ دوسرا وصف ہے۔

کہ ہم نے آپ کو بھیجا کیا بنا کر بھیجا ہے۔

شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ○

پانچ اوصاف یہ بیان فرمائے۔

کہ ہم نے آپ کو شاہد، مبشر، نذیر، داعی الا اللہ اور سراجاً منیراً بنا کر بھیجا

ہے۔ میں نے اس وقت آپ کے سامنے سراجاً منیراً پر تقریر کرنی ہے اور یہ بہت

پیاری تقریر ہے۔ بڑی محبت بھری تقریر ہے اس میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے چند اوصاف بیان کروں گا۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو سراجاً منیراً فرمایا کہ اے نبی ہم نے تجھے

سراجاً منیراً بنا کر بھیجا ہے۔ سراج کسے کہتے ہیں اور منیر کسے کہتے ہیں؟

سراج کے معنی ہیں۔ آفتاب، سورج۔

اور منیر کے معنی ہیں۔ روشن کرنے والا، نور دینے والا، چمکانے والا،

سراج سورج کو کہتے ہیں یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ اللہ تعالیٰ کا پاک کلام قرآن مجید

کہہ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سراج کس کو فرمایا ہے۔ سورج کو سراجاً و قمرًا

منیراً سورج کو اور چاند کو چمکانے والا۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَجَعَلَ الشَّمْسُ وَسِرَاجًا

اللہ نے شمس کو سورج کو آفتاب کو سراج فرمایا ہے۔

تیسرے مقام پر فرمایا ہے۔

وَسِرَاجًا وَهَاجًا

ان تینوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے سورج کو آفتاب کو سراج فرمایا

ہے۔ معلوم ہوا سراج کا معنی ہے سورج۔

سراج سورج کو آفتاب کو کہتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سراج ہی نہیں ہیں بلکہ سراجاً منیراً ہیں۔

منیر روشن کرنے والے کو کہتے ہیں:

منیر کس کو کہتے ہیں۔

”منیر نور دھندلہ را گویم“

منیر، نور دینے والے کو روشن کرنے والے کو کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔



اے حبیب میں نے تمہیں چمکا دینے والا روشن کرنے والا آفتاب بنا کر بھیجا تو نبی کریم ﷺ چمکا دینے والے، روشن کرنے والے آفتاب ہیں۔  
حضور ﷺ ہیں آفتاب اور باقی سب نبی تارے ہیں۔

حضرت امام شرف الدین بوسیری صاحب قصیدہ بردہ شریف یہ وہ قصیدہ ہے جسے سن کر نبی کریم ﷺ بہت خوش ہوئے اور صاحب قصیدہ کو اپنی چادر عنایت فرمائی۔ اسی بات سے اس کا نام ہی ہو گیا۔ قصیدہ بردہ شریف اس قصیدے میں صاحب قصیدہ فرماتے ہیں۔

فَانَّهُ شَمْسٌ ۝

نبی کریم ﷺ نبوت و رسالت اور فضل کمال کے آفتاب ہیں اور باقی سارے نبی آپ ﷺ کے تارے ہیں۔

امام فرماتے ہیں جس طرح اس آسمان کے تارے آفتاب کے نور کو ظاہر کرتے ہیں حالانکہ آفتاب پردے میں ہوتا ہے اسی طرح سارے نبی اپنے اپنے زمانے میں آفتاب نبوت حضرت محمد ﷺ کے انوار کو ظاہر کرتے رہے حالانکہ آفتاب نبوت پردے میں تھے۔

تارے سورج سے نور لیتے ہیں:

علم ہیئت کا یہ مسئلہ ہے کہ تارے اپنا ذاتی نور نہیں رکھتے تاروں میں جو نور ہے وہ سورج کا ہے۔ آفتاب کا عکس پڑتا ہے، تو تارے چمکتے ہیں۔ کیسے تارے کے اوپر جب روشنی پڑتی ہے تو وہ تارے جو اپنا ذاتی نور نہیں رکھتے ان

میں جو نور ہے وہ آفتاب کا ہے تو اسی طرح انبیاء کرام ﷺ میں جو نور ہے وہ آفتابِ نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

دیکھے تارے کب چمکتے ہیں؟

جب آفتاب نہیں ہوتا اور ان تاروں کا چمکنا اس بات کی دلیل ہے کہ آفتاب پردے میں ہے اگر آفتاب کا وجود پردے میں نہ ہو تو یہ تارے چمکتے ہوئے نظر آسکتے نہیں۔

سب نبیوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تھا:

اسی طرح سارے نبی اپنے اپنے زمانے میں چمکے مگر ان میں جو روشنی تھی وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی حالانکہ آفتاب اس وقت پردے میں تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت پردے میں معلوم ہوا انبیاء ﷺ میں جو چمک تھی اور انبیاء کے ذریعے سے ان کی امتوں کو جو ایمان اور ہدایت کی روشنی ملی حقیقت میں وہ روشنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ حقیقت میں وہ نور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔

چنانچہ حضرت شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے

میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

سارے انبیاء جو اپنے اپنے زمانے میں نور دیتے رہے وہ حضرت

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔

آسمانِ نبوت کا آفتاب:

دیکھئے پہلے تارے چمکتے ہیں رات ہوتی ہے پھر آفتاب نکلتا ہے۔ اسی

طرح حضور ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے آسمان نبوت پر نبی ہدایت کے تارے بن کر چمکتے رہے اور جب آفتاب نے طلوع کیا تو پھر تارے نظر نہیں آئے جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو کیا ستارے نظر آتے ہیں؟ تارے مٹ نہیں جاتے۔ نابود نہیں ہوتے وہ موجود ہوتے ہیں مگر نظر نہیں آتے کیونکہ آفتاب کا نور ان پر غالب آ گیا تو جب تک میرا تمہارا آقا پردے میں رہا نبی آتے رہے ہدایت کے تارے چمکتے رہے۔ جب آفتاب طلوع ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرما دیا۔

وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۝

اب تارے نہیں چمکیں گے کیونکہ آفتاب طلوع ہو گیا اور آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد ستارے نہیں چمکیں گے۔ اب نبی نہیں آئیں گے کیونکہ نبوت کا آفتاب طلوع ہو گیا۔

آفتاب نور دینے میں بجل نہیں کرتا:

دیکھو آفتاب جب طلوع ہوتا ہے تو وہ اپنی روشنی دینے میں بجل نہیں کرتا آفتاب اپنا نور دینے میں بجل نہیں کرتا۔ کوئی خود ہی دروازہ بند کرے تو اس کی مرضی۔ کوئی خود ہی اپنے آگے پردہ کرے تو اس کی مرضی۔ آفتاب اپنی پوری روشنی دیتا ہے۔ اس کا تو فیض عام ہوتا ہے۔

یہاں تک کہ اگر کوئی دروازہ بند کرے اور اس دروازے میں چھوٹا سا سوراخ ہو تو آفتاب اس سوراخ سے بھی اپنی روشنی اندر پہنچا دیتا ہے۔ آفتاب بجل نہیں کرتا۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے ایمان کی روشنی دینے میں کسی قسم کے بجل کا

مظاہرہ نہیں کیا ہے۔ جن لوگوں نے خود ہی دروازے بند کر لئے ان کی مرضی ورنہ سرکار کا فیض تو فیض عام ہے۔

اللہ نے مسلمان کیوں نہ کیا؟:

یہاں میں ایک بات کرتا ہوں بعض نا سمجھ بے علم لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابو جہل کو مسلمان نہیں کر سکے۔ دوسرے کافروں کو مسلمان نہیں کر سکے تو اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت دے سکتے تھے تو پھر اپنے چاچے کو مسلمان کیوں نہیں کرتے؟ کافروں کو مسلمان کیوں نہیں کرتے؟

معلوم ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت نہیں دے سکتے۔ اللہ ہی ہدایت دیتا ہے جس کو چاہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت دے سکتے ہوتے تو ابو جہل کو مسلمان کر لیتے۔ اس سلسلہ میں میں ایک بات عرض کرتا ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت نہیں دے سکتے تھے۔ اس بات کو چند منٹوں کے لئے ایک طرف رکھتے ہیں۔ اس کو بھی چھوڑ دو۔ یہ بتاؤں کہ اللہ ہدایت دے سکتا تھا یا نہیں۔

ہم پر سوال کرتے ہیں اللہ ہدایت دے سکتا ہے یا نہیں تو بتاؤ ابو جہل کو ہدایت کیوں نہیں دی۔ تو کیا کہو گے کہ اللہ بھی نہیں دے سکتا تھا۔ وہ دے سکتا تھا مگر اس نے کیوں نہیں دی۔ اس لئے کہ اس نے چاہا نہیں وہ قرآن میں فرماتا ہے:-

وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔ (البقرة آیت: ۲۱۳)

اللہ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے، سیدھے راستے کی۔

جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں اللہ ہدایت دیتا ہے:

معلوم ہوا کہ اللہ اس کو ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا تو یہی ہمارا جواب ہے جس کو اللہ نہیں چاہتے اسے رسول اللہ بھی نہیں چاہتے۔  
ارے جب اللہ نہیں چاہتا کہ ابو جہل کو ہدایت ملے تو حضور کیسے ہدایت دیں گے۔

جب اللہ نہیں چاہتا کہ ابو لہب کو ہدایت ملے تو حضور کیسے دیں گے؟؟  
مگر ہدایت اس کو دینا جس کو میں چاہوں۔ جس کو میں نہ چاہوں اس کو ہدایت نہیں دینا۔

تو ابو جہل کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے ہدایت نہیں دی کہ اللہ نے چاہا نہیں اور جس کو اللہ نے نہیں چاہا اسے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نہیں چاہا۔  
آگے اب قرآن پڑھ کر دیکھ لیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت دے سکتے ہیں یا نہیں؟  
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

ارے میرے حبیب اللہ کا ڈر سنانے والے ہیں اور ہر قوم کو ہدایت دینے والے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہدایت دیتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- حبیب تم ہر قوم کو ہدایت دینے والے ہو۔  
اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:- اے حبیب تم ہدایت دینے والے ہو۔ اور یہ کہتے ہیں کہ نبی ہدایت نہیں دے سکتے۔ وَأَنْتَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔  
(سورہ شوریٰ آیت: ۵۲)

اور بے شک اے حبیب تم ضرور ضرور ہدایت دیتے ہو، صراطِ مستقیم یعنی سیدھے راستے کی دیکھیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّكَ۔

یہ اِنَّا جو ہے یہ صرف تحقیق ہے جو سخت شک و شبہ کو دور کرنے کے لئے آتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اِنَّا صرف تحقیق کیوں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ شک کرنے والے بھی پیدا ہوں گے۔ انکار کرنے والے بھی پیدا ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دل میں یہ شک نہ کرنا۔ یہ وہم نہ کرنا۔ انکار نہ کرنا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ میرا حبیب ضرور سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے مگر دیتا اس کو ہے جس کو میں چاہتا ہوں۔

### ہدایت کا خالق اللہ ہے:

میاں یاد رکھو اللہ تعالیٰ ہے ”ہدایت کا خالق“

ہدایت کا خالق کون ہے؟

اللہ!

اور ہدایت دینے والے کون ہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس کو ہدایت دیتے ہیں جس کے لئے اللہ نے ہدایت خلق

کی، جس کے لئے اللہ نے ہدایت خلق ہی نہیں کی اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے ہدایت نہیں ملتی۔

مثلاً: ایک ہو بادشاہ، ایک ہو اس کا خزانچی جو بادشاہ کے خزانے لے کر

بیٹھا ہوا ہے۔ بادشاہ رقعہ لکھتا ہے کہ اس کو پانچ ہزار روپے دو، خزانچی دے دیتا ہے۔

بادشاہ نے رقعہ لکھا کہ اس کو دس ہزار روپے دے دو، بادشاہ لکھتا جاتا ہے

اور خزانچی جسے بادشاہ نے خزانہ دے کر بٹھایا ہے۔ دیتا جاتا ہے۔ تو کوئی ایسے ہی آجائے۔ بادشاہ کی پرچی کے بغیر کہ مجھے پانچ ہزار روپے دے دو تو وہ دے گا؟ وہ کہے گا کہ میرے پاس خزانے پڑے ہوئے ہیں۔ میں دیتا ہوں مگر بادشاہ کے حکم سے پرچی لے آؤ۔

تو وہ ادھر جا کر کہے کہ نہیں جی یہ دے ہی نہیں سکتا۔ تو ہر کوئی کہے گا کہ یہ بیوقوف ہے وہ تو دے رہا ہے اس کا تو کام ہی یہی ہے۔ بادشاہ نے خزانہ دے کر اسے بٹھایا ہی اس لئے ہے مگر وہ دیتا اس کو ہے جس کے لئے بادشاہ حکم دیتا ہے اس کے لئے پرچی کاٹتا ہے۔

ہدایت کا خزانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کا خزانہ دے کر بھیجا فرمایا۔ پیارے! تو ہدایت کا خزانہ لے کر بیٹھ جا میں حکم کرتا جاتا ہوں۔ میں پرچی کاٹتا جاتا ہوں تو عطا کرتا جا۔

تو حکم دیتا ہے اللہ! یعنی پرچی کاٹتا ہے اللہ اور عطا فرماتے ہیں حضور! تو جو لوگ کہتے ہیں کہ حضور ہدایت نہیں دے سکتے تو معلوم ہوا ان کو ہدایت ملی نہیں۔ ان کو ہدایت ملی ہی نہیں اور کیوں نہیں ملی کیونکہ اللہ نے ان کے لئے حکم ہی نہیں دیا۔

پرچی ہی نہیں کاٹی اسی لئے یہ کہتے ہیں۔ نہیں دے سکتے۔

اور جن کو ملی ہے وہ کہتے ہیں دے سکتے ہیں کیونکہ کائنات کو ہدایت ملی

ہے تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے۔

تو بہر صورت میں عرض یہ کر رہا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب ہیں۔ اور

آفتاب جب طلوع ہوتا ہے تو وہ اپنی روشنی دینے میں بخل نہیں کرتا۔ اس کا فیض عام ہوتا ہے۔ تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں۔ ظلمتیں دور ہو جاتی ہیں اور ساری کائنات بقیع نور بن جاتی ہے۔ اسی طرح حضور کے آنے سے پہلے کفر و شرک کی تاریکیاں تھیں۔ جب سرکار تشریف لائے کفر و شرک کی تاریکیاں دور ہو گئیں اور کائنات بقیع نور بن گئی۔

### ایک سورج ظاہری ایک باطنی:

غور کریں! جس طرح اس آفتاب کا نظام ہے، ظاہری عالم میں اسی طرح نورانی اور روحانی دنیا میں حضور آفتاب ہیں اور سارے نبی ستارے ہیں۔ اس بات کو ذرا ذہن میں رکھو۔ غور کرو، ایک سورج جو ہے ظاہری عالم کا ایک ہے اس کا وجود ایک ہے۔ اس کا جسم ایک ہے اس کی روشنی جس کو ہم دھوپ بھی کہتے ہیں۔

تو بولو کہ سورج اپنے جسم کے ساتھ کہاں ہے؟

آسمانوں میں اور اپنی روشنی کے ساتھ۔ ہر جگہ

دھوپ اس کی روشنی ہر جگہ ہے۔ اسی طرح روحانی دنیا میں، ایمانی دنیا

میں جو آفتاب ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے جسم اقدس کے ساتھ مدینے میں

ہیں۔ اور اپنی روحانیت اور نورانیت کے ساتھ ہر مومن کے سینے میں ہیں۔

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ ۝

ایمان حضور کی روشنی کا نام:

مولانا شبیر احمد عثمانی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: محققین کے نزدیک مومن کا



ایمان اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو ایک شعاع ہے آفتابِ نبوت کی اور آفتابِ نبوت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں تو عثمانی صاحب کہتے ہیں کہ مومن کا جو ایمان ہے وہ محققین کے نزدیک جو بہت بڑے علماء و اساتذہ ہیں ان کے نزدیک مومن کا ایمان اگر غور سے دیکھا جائے تو ایک شعاع ہے چمک ہے روشنی ہے آفتابِ نبوت کی۔ اور آفتابِ نبوت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں تو معلوم ہوا ایمان نام ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشنی کا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نورِ ہدایت ہیں:

اسی مضمون کو دیوبندی حضرات کے بہت بڑے مولوی جنہیں حسین احمد مدنی کہتے ہیں انہوں نے اپنے مکتوبات میں لکھا۔ ان مکتوبات کا نام ہے ”شیخ الہند“ اس کے اندر انہوں نے یہی مضمون لکھا ہے کہ مومن کا ایمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی کا نام ہے۔

مومن کا ایمان:

اسی مضمون کو دیوبندی حضرات کے بہت بڑے عالم مولوی محمد قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب آبِ حیات میں لکھا ہے۔ میں نے مخالفین کے تین بڑے بڑے مولویوں کے حوالے اس لئے دیئے ہیں تاکہ کوئی بعد میں یہ نہ کہے کہ یہ غلط ہے یہ بات وہ ہے جس کو مخالفین بھی مانتے ہیں۔

یہ کہ مومنوں کا ایمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی کا نام ہے۔

پاور ہاؤس مدینے میں ہے:

تو اب یوں سمجھو کہ ہمارے سینے کے اندر جو دل ہے، وہ ہے بلب اس

بلب کے اندر جو روشنی ہے ایمان کی روشنی ہے۔ اس کا پاور ہاؤس بجلی گھر سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایمان کا پاور ہاؤس ہیں۔ وہاں سے روشنی آرہی ہے اور سینوں کے اندر جو دل ہیں وہ اس روشنی سے جگمگا رہے ہیں۔ تو نتیجہ کیا نکلا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے جسم کے ساتھ مدینہ منورہ میں ہیں اور اپنی نورانیت کے ساتھ ہر مومن کے سینے میں ہے۔

نبی ستارے ہیں ان میں جو نور ہے وہ حضور کا نور ہے اور مومنوں کے دلوں میں جو ایمان کا نور ہے یہ بھی حضور ﷺ کا نور ہے اسی لئے ہم کہتے ہیں۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے  
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

حضور ﷺ زندہ ہیں:

اب ذرا غور سے سنو! کیا یہ ہو سکتا ہے کہ پاور ہاؤس میں بجلی فیوز ہو جائے اور تمہارے گھروں میں روشنی ہوتی رہے؟  
جب یہ نہیں ہو سکتا تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مصطفیٰ ﷺ مر جائیں اور میں اور آپ مسلمان رہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

ارے میرے اور تمہارے گھروں میں روشنی اس وقت آئے گی جب پاور ہاؤس میں انجن چلتا ہوگا برابر کام کر رہا ہے۔ بجلی سپلائی کر رہا ہے جس طرح یہ انجن سپلائی کرے گا تو میرے اور تمہارے گھروں میں بلب جلیں گے۔

معلوم ہوا کہ اگر مصطفیٰ ﷺ مر گئے ہوتے تو جہاں میں کوئی مومن نہ رہتا۔ اگر اس جہاں میں ہزاروں لاکھوں کروڑوں مومن ہیں تو یہ ماننا پڑے گا

کہ پاور ہاؤس برابر کام کر رہا ہے اور نور پہنچا رہا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فرماتے ہیں:

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

مری چشم عالم سے چھپ جانے والے

اپنا عقیدہ محکم رکھو:

واللہ کا معنی ہے خدا کی قسم عقیدہ ہو تو پکا کچا عقیدہ نہ رکھو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا۔

ادھر دیکھا تو کہا ہم تمہارے ساتھ ہیں ادھر گئے تو کہا ہم تمہارے ساتھ

ہیں ایمان مضبوط ہونا چاہیے دیکھو بعض لوگوں کے ایمان ایسے ہوتے ہیں۔ جیسے

درخت کی شاخ ہوا کا رخ ادھر ہوا تو ادھر ہو گئے ادھر کا رخ کیا تو ادھر ہو گئے

بعض لوگوں کے ایمان ہوتے ہیں۔ جیسے درخت کی شاخیں بعض لوگوں کے ایمان

ایسے ہوتے ہیں جیسے درخت کا تنا کہ تھوڑی تھوڑی ہوا چلے تو کچھ نہیں ہوتا لیکن

اگر روز کی آندھی چلے تو کبھی کبھی گر جاتے ہیں۔ مگر بعض لوگوں کے ایمان ایسے

ہوتے ہیں۔ جیسے پہاڑ ہزاروں طوفان آجائیں، ہزاروں آندھیاں مگر پہاڑ اپنی

جگہ سے نہیں ہلتے ارے ایمان ایسا ہو مومن ایسے بنو جیسے پہاڑ ہے ہزاروں طوفان

آجائیں آندھیاں آجائیں مگر ایمان ناں ہلے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ نے دین بچا لیا:

بولو امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ۷۲ افراد تھے اور مقابلے میں بائیس ہزار

تھے امام عالی مقام سے یہ مطالبہ تھا کہ یزید کی بیعت کرو اگر بیعت کر لیتے جان بچ جاتی۔ عزیز واقارب دوست سارے بچ جاتے یزید مال و دولت آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دیتا۔

مگر دین کا نظام درہم برہم ہو جاتا قیامت تک ہر ایک ظالم شرابی فاسق و فاجر کی بیعت کرنا نافذ ہو جاتا تو امام عالی مقام نے کیا کیا۔ اپنی آنکھوں کے سامنے پچاس دوست شہید ہوتے ہوئے دیکھے۔

آٹھ بھائی تلواروں سے کٹتے ہوئے دیکھے۔

چار بھتیجے نیزوں پر اچھلتے ہوئے دیکھے۔

دو بھانپے اور دو بیٹے شہید ہوتے ہوئے دیکھے۔

یہ بھی پتہ تھا کہ میری بیبیوں اور میری بہن اور میری بیٹی کو قیدی بنا لیا

جائے گا۔

مگر امام عالی مقام نے اپنے آپ کو ایسے بنا لیا جیسے ایمان کا پہاڑ ہوں کہ باطل قوتیں اور باطل طاقتیں مجھے نہیں ہلا سکتیں میں اپنی آنکھوں کے سامنے مرا ہوا بھائی تو دیکھ سکتا ہوں۔ لیکن نانے کے دین کا نقشہ بگڑتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔

مومن کو کچھ پرواہ نہیں:

میرے دوستو بزرگو! ایمان ہو تو ایسا ہو۔

ابو جہل رسول کا چچا لگتا تھا یہاں قرآن کہتا ہے۔

اے ایمان والو! اپنے باپوں اور بھائیوں کو اپنا مت سمجھو جب کہ وہ

ایمان کے مقابلے میں کفر کرتے ہوں ایک طرف ایمان اور ایک طرف کفر تو اگر

ایمان کے مقابلے میں کوئی کفر پسند کرے تو اللہ فرماتا ہے چاہے وہ تمہارے باپ

ہوں یا تمہارے بھائی ہوں ان کو دوست نہ بناؤ۔ دوست نہ سمجھو اور اگر تم نے ان کو دوست سمجھا تو وہ ظالموں میں سے ہوگا۔

ایمان میں کسی کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے مسلمان وطن چھوڑ دیتا ہے ایمان نہیں چھوڑتا۔ مسلمان مال قربان کر دیتا ہے ایمان نہیں دیتا۔

مسلمان اولاد قربان کر دیتا ہے ایمان نہیں دیتا۔ جان دے دیتا ہے

ایمان نہیں دیتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ چھوڑا:

بولو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ چھوڑا تھا یا نہیں۔ ایمان کے لئے صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم نے گھربار چھوڑا تھا یا نہیں ایمان کے لئے، اولاد قربان کی،

وطن رہے یا نہ رہے

مال رہے یا نہ رہے

اولاد رہے یا نہ رہے

جان رہے یا نہ رہے

ایمان رہ جائے

تو میں کہہ رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ایمان کا مرکز ایمان کا پاور ہاؤس اور

ہمارے سینوں کے اندر جو دل ہے وہ ہیں بلب ان کے اندر جو روشنی ہے ایمان۔

اس کا تعلق اس کا مرکز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔

تو دیکھو میرے تمہارے دل ایمان کی روشنی سے اسی وقت منور ہوں گے

جب پاور ہاؤس سے ایمان کو برکت کی روشنی ملے تو جب کروڑوں کی تعداد میں وہ

موجود ہیں سینوں میں جگمگا رہے ہیں تو ماننا پڑے گا حضور ﷺ زندہ ہیں اور ایمان کی روشنی عطا فرما رہے ہیں اس لئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

تو واللہ کے معنی ہیں خدا کی قسم دو مرتبہ فرمایا۔ ایمان ہو تو ایسا ہو۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے

میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ خدا کی قسم آپ زندہ

ہیں۔ خدا کی قسم آپ زندہ ہیں۔ آپ ہماری نگاہوں سے پردہ فرما چکے ہیں۔

نگاہوں سے او جھل ہو گئے۔

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مانو:

ایک بات اور عرض کر دوں، میں بتا دوں گا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ پاور

ہاؤس میں لوڈ فیوز ہو جائے اور میرے اور تمہارے گھروں میں بلب جلتے رہیں

بلکہ یہ ہو سکتا ہے کہ پاور ہاؤس صحیح ہو لیکن کسی کے گھر میں بلب فیوز ہو اور اندھیرا

ہو جائے مثلاً کسی کے گھر میں بلب فیوز ہو جائے، اندھیرا ہو جائے اور وہ بیٹھا بیٹھا

یہ گمان کرے یہ خیال کرے کہ پاور ہاؤس میں انجن فیل ہو گیا ہو گا یہ سوال اس کو

کب آیا جب وہ روشنی سے محروم ہو گیا اور اس کے گھر میں اندھیرا ہو گیا۔ تب اس

کو وہ خیال آیا جب روشنی میں تھا تو اس کو خیال آ سکتا تھا نہیں تو جو لوگ کہتے ہیں

حضور مر گئے سمجھ لو ان کے بلب فیوز ہو گئے اور ان کے گھروں میں اندھیرا ہو گیا۔  
یہ خیال ان کو اس بات پہ آیا جب یہ ایمان کی روشنی سے محروم ہو گئے تاریکی چھا گئی۔  
ارے جن کے سینے ایمان کی روشنی سے جگمگا رہے ہوں۔ ان کا عقیدہ  
ہے حضور زندہ ہیں۔

معلوم ہوا جو لوگ حیات الہی نہیں مانتے زندہ نہیں مانتے ان کے بلب  
بجھ گئے ان کے بلب فیوز ہو گئے یہ ایمان کی روشنی سے محروم ہو گئے۔  
میرے دوستو اور بزرگو! نبیوں کو نور ملا تو ان کی بارگاہ سے ایمان والوں  
کو ایمان کی روشنی ملی تو حضور ﷺ کی بارگاہ سے۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پائے والے

میرا دل بھی چکانے والے چکانے والے

کافر اور منافق حضور ﷺ کو نہیں پہچانیں گے:

دیکھو یہ جو تمہارے اندر ایمان کی روشنی ہے اس ایمان کی روشنی کی وجہ  
سے ہمارے دل نور ہو گئے یہ تو آپ نے سنا ہے جب ہم قبر میں جائیں گے تو وہ  
فرشتے آئیں گے، قبر میں ہنکر اور نکیر وہ سوال کریں گے۔

مَنْ رَبُّكَ؟ مَنْ رَبُّكَ؟ مَنْ رَبُّكَ؟ تمہارا دین کون سا ہے؟ مَنْ رَبُّكَ؟ تیرا نبی کون  
ہے؟ یہ تو آپ نے من لیا جس وقت یہ سوال کریں گے۔ مَنْ رَبُّكَ؟ تیرا نبی کون  
ہے؟ اس وقت قبر والے کی آنکھوں سے پردے اٹھیں گے اور حضور علیہ الصلوٰۃ  
والسلام سامنے جلوہ گر ہوں گے فرشتے کہیں گے یہ سامنے جو جلوہ افروز ہیں ان  
کے بارے میں کیا کہتا تھا بتاؤ یہ کون ہیں؟ مومن فوراً پہچان جائیں گے کہے گا یہ  
میرے آقا صلا ہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کافر پہچانیں گے۔ منافق پہچانیں گے نہیں اب یہاں میں نے بات کرنی ہے۔ یہ بتاؤ جن کافروں نے جن منافقوں نے حضور ﷺ کو دیکھا تھا یا نہیں ابو جہل اور ابولہب جتنے کافر تھے انہوں نے حضور کو دیکھا تھا یا نہیں۔

منافقوں نے دیکھا تھا یا نہیں۔

مگر یہ قبر میں پہچان سکے نہیں جو مسلمان حضور کے بعد دنیا میں آئے اور قیامت تک آئیں گے جنہوں نے ظاہری حالت میں حضور کو نہیں دیکھا وہ قبر میں فوراً پہچان لیں گے یا نہیں۔

حضور ﷺ کی پہچان نورِ ایمان:

ذرا سوچو جنہوں نے ظاہری حالت میں حضور ﷺ کو نہیں دیکھا وہ قبر میں فوراً پہچان لیں گے یا نہیں؟

تو ذرا سوچو جنہوں نے ظاہری عالم میں دیکھا تھا اور وہ کافر بھی نہ تھے۔ وہ قبر میں بھی نہیں پہچان سکیں گے اور وہ مومن جو حضور کے بعد دنیا میں آئے یا قیامت تک آئیں گے جنہوں نے اس ظاہری عالم میں حضور کو نہیں دیکھا وہ قبر میں حضور کو فوراً پہچان لیں گے تو یہ دوسری بات ہے کہ وہ کیوں نہیں پہچان سکے اور وہ کیوں پہچان لیں گے اس لئے کہ حضور ﷺ کی پہچان کا ذریعہ یہ سر کی آنکھ نہیں بلکہ ایمان کا نور ہے۔

حضور ﷺ کی پہچان کا ذریعہ یہ سر کی آنکھ نہیں ایمان کا نور ہے اور وہ اس لئے حضور کو نہیں پہچان سکیں گے کہ ان میں ایمان کا نور نہیں تھا اور مومن اس لئے پہچان گئے کہ ان میں ایمان کا نور تھا۔



معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی پہچان کا ذریعہ یہ سر کی آنکھ نہیں بلکہ ایمان کا نور ہے۔ یہاں مسئلہ واضح ہو گیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان کا ذریعہ ایمان کا نور ہے۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو وہی پہچانتا ہے جس کے اندر ایمان کا نور ہے اور جو سر کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ حضور ﷺ کو نہیں پہچانتے وہی پہچانتے ہیں جو ایمان کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔

ابو جہل نے حضور ﷺ کو نہیں دیکھا؟:

ابو جہل نے حضور ﷺ کو کئی مرتبہ دیکھا تھا۔ مگر میں آپ کو بتاؤں کہ حقیقت میں اس نے دیکھا ہی نہیں تھا یہ میں نہیں کہتا اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَنَزَاهُمْ يُنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ○

اے میرے حبیب! تم ان کو دیکھتے ہو، یَنْظُرُونَ إِلَيْكَ، وہ تمہاری طرف نظریں تو کرتے ہیں۔ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ اور وہ دیکھتے نہیں، نظریں کرتے ہیں مگر دیکھتے نہیں۔

ثُمَّ بَعَثْنَا فِيهِمْ رَسُولًا لَّهُمْ آيَاتٍ ○

پھر ہم نے ان میں بھیجا اور ان کے لئے آیتیں بھیجیں۔

تو بتاؤ کہ سارے کافر بہرے تھے۔ گونگے تھے اندھے تھے۔

لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے پیارے یہ دنیا بھر کی باتیں کرتے ہیں لیکن مکر کرتے پھرتے ہیں اور تیرا کلمہ نہیں پڑھتے ہیں اس لئے گونگے ہیں۔ یہ دنیا بھر کی باتیں کرتے ہیں لیکن تیری باتیں نہیں سنتے اس لئے بہرے

ہیں۔ یہ دنیا بھر کی چیزیں تو دیکھتے ہیں لیکن جب تجھے دیکھنے والی آنکھ نہیں اس لئے اندھے ہیں۔

معلوم ہوا کہ ایمان والا وہ ہے جو حضور ﷺ کا کلمہ پڑھے۔

ایمان والا وہ ہے جو مصطفیٰ ﷺ کا ذکر سے۔

ایمان والا وہ ہے جو مصطفیٰ ﷺ کو دیکھنے والی آنکھ رکھے۔

وہ دیکھ ہی نہیں سکتے:

دیکھو! اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے تمہاری طرف نظریں کرتے ہیں مگر دیکھتے نہیں اب ایک بات سنو! کافر جب نظریں کرتے تھے تو ان کو کچھ نظر آتا تھا یا نہیں۔ ماننا پڑے گا کہ نظر آتا تھا۔ ان کو حضور کی بشریت نظر آتی تھی۔ ماننا پڑے گا کہ ان کو حضور کا ظاہری جسم نظر آتا تھا ماننا پڑے گا کہ نظر آتا تھا اگر نظر نہیں آتا تھا تو وہ پتھر کس کو مارتے تھے کس کی طرف اشارہ کر کے معاذ اللہ تازیبا کلمات کہتے تھے۔ کس کے اوپر راہ وغیرہ ڈالتے تھے۔ ماننا پڑے گا کہ حضور ﷺ کا ظاہری جسم حضور کی ظاہری بشریت نظر آتی تھی لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَهُمْ لَا يَبْصُرُونَ۔ یہ دیکھتے نہیں ہیں

معلوم ہوا جس نے مصطفیٰ ﷺ کی بشریت دیکھی ہے اس نے مصطفیٰ کو دیکھا ہی نہیں اور جس کی نظر حضور کی بشریت کے ساتھ نبوت و رسالت اور حضور کی لورائیت پر پڑی ہے وہ صحیح ہے جنہوں نے حضور کی بشریت کو دیکھا انہوں نے دیکھا ہی نہیں دیکھا انہوں نے ہے جنہوں نے حضور کی بشریت پہ نہیں پڑی۔

خارجی و داخلی نور:

ایک ہوتا ہے خارجی نور ایک ہوتا ہے داخلی نور، یہ بتی کا نور خارجی ہے۔

آنکھ کا نور داخلی ہے تو بتی کے نور کو دیکھنے کے لئے آنکھ کی ضرورت ہے یا نہیں بتی کا نور کس کو نظر آئے گا۔ جس کی آنکھ میں نور ہے اور جو اندھا ہے۔ اس کو بتی کا نور نظر نہیں آئے گا۔ چاند اور سورج کا نور نظر نہیں آئے گا۔ آج بتی کے نور کو دیکھنے کے لئے آنکھ کے نور کی ضرورت ہے۔ اور مصطفیٰ ﷺ کا نور دیکھنے کے لئے ایمان کے نور کی ضرورت ہے حضور ﷺ کا نور اسے نظر آتا ہے جس میں ایمان کا نور ہے اور ان کو حضور کا نور نظر نہیں آتا جن میں ایمان کا نور نہیں ہے۔ اللہ کے نور کو دیکھنے کے لئے ایمان کے نور کی ضرورت ہے اور ان میں ایمان کا نور نہیں اس واسطے وہ ان کو اپنے جیسا بشر سمجھتے ہیں۔

### حکایت:

لیلیٰ جا رہی تھی بادشاہ وقت جو تھا اس سے درباریوں نے کہا جناب لیلیٰ جا رہی ہے بادشاہ نے کہا! کون سی لیلیٰ؟  
 درباریوں نے کہا جس کے پیچھے ایک شخص دیوانہ ہو گیا بادشاہ نے کہا ذرا بلاؤ تو سہی دیکھیں تو سہی اس میں کون سی بات ہے جس سے وہ دیوانہ اور پاگل ہو گیا تو بادشاہ ہی حکم تھا درباریوں نے لیلیٰ کو بلایا جب لیلیٰ آئی تو بادشاہ کے سامنے تو بادشاہ نے اس کو دیکھا

مولانا روم مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:-

بادشاہ نے کہا تو ہی وہ لیلیٰ ہے جس کے لئے قیس دیوانہ ہو گیا۔ تیرے

اندر تو خاص حسن و جمال نہیں ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تیرے پیچھے دیوانہ ہو گیا

تو لیلیٰ نے کہا بادشاہ جب تو مجنوں نہیں ہے تو پھر تجھے کیا پتہ پہلے تو

مجنوں بن پھر مجھے دیکھ بادشاہ اگر تیری آنکھیں بھی مجنوں جیسی ہوتیں تب تجھے میرا حسن و جمال نظر آتا۔ مجھے دیکھنا ہے تو پہلے مجنوں جیسی آنکھ پیدا کر، پھر مجھے دیکھ۔ مولانا روم جو نتیجہ نکالتے ہیں۔ سننے کے قابل ہے فرماتے ہیں۔

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کیلئے چشم صدیق رضی اللہ عنہ:

اگر لیلیٰ کو دیکھنے کے لئے مجنوں کی آنکھ چاہیے تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کے لئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آنکھ چاہیے اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آنکھ سے دیکھے گا تو نور نظر آئے گا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آنکھ سے دیکھے گا تو بے مثال نظر آئے گا اور

اگر ابو جہل کی آنکھ سے دیکھے گا تو اپنے جیسا نظر آئے گا

تو جو کہتے ہیں ناں نبی بے مثال ہیں اس کی آنکھ صدیق جیسی ہے

اور جو اپنے جیسا کہتے ان کی آنکھ ابو جہل جیسی ہے

سرکارِ دو عالم کو دیکھنے کے لئے ایمان کی آنکھ کی ضرورت ہے۔ تب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نظر آئے گا۔ تو قبر میں ایمان والے یوں پہچان لیں گے اس لئے

کہ ان کے اندر ایمان کا نور ہوگا تو دیکھو یہ ایمان کا نور کہاں سے ملا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی بارگاہ سے تو دنیا میں اس نور کی وجہ سے مومن کہلائے اور قبر میں بھی وہی نور

کام آیا۔ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا۔

جنت کا باغ:

تو ہماری قبر جنت کا باغ بن گئی اچھا دنیا میں بھی یہی نور کام آیا جو حضور

کی بارگاہ سے ملا، قبر میں بھی وہی نور کام آیا۔

اب حشر کی بات سن لیں

یہ ایمان والے قیامت کے دن چلیں گے تو ان کے ساتھ اندھیرا نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

یوما التولو مومنین بالمومنات ○

قیامت کے دن تم مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھو گے جب وہ ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں چلیں گیں تو ان کے ساتھ ان کا نور مبین چلے گا۔ ان کے آگے اور ان کے ساتھ ایمان والے جب چلیں گے تو آگے بھی نور ہوگا دائیں طرف بھی نور ہوگا تو ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں جب چلیں گی۔ قیامت کے دن تو ان کے ساتھ بولو کیا ہوگا۔ (نور) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

قیامت کے دن منافق مرد اور منافق عورتیں کہیں گی ایمان والوں سے کیا کہیں گی؟

ایمان والوں سے کہیں گی منافق مرد اور منافق عورتیں۔

انظرنا: اے ایمان والوں ہمیں دیکھو ہماری طرف نظر کرم کرو ہم تاریکی میں ہیں۔ ہم اندھیرے میں ہیں۔ ہمارے بلب فیوز ہوئے ہیں۔ ہم تاریکی اور اندھیرے میں اور تمہارے آگے پیچھے نور ہی نور ہے۔ ہماری طرف آؤ۔ ہماری طرف دیکھو ہم بھی تم سے تھوڑا سا نور لے لیں، قیامت کے دن ایمان والوں سے نور مانگیں گے کہ ہمیں تھوڑا سا نور دے دیں۔

ان سے کہا جائے گا دنیا میں واپس لوٹ جاؤ اور وہاں جا کر نور مانگو یہ نور

یہاں نہیں ملتا دنیا میں ملتا تھا اور بارگاہ مصطفیٰ ﷺ سے ملتا تھا۔ جاؤ واپس دنیا میں چلے جاؤ اور وہاں جا کر نور مانگو اب تم ہم سے نور مانگتے ہو یہ نور حضور ﷺ کی بارگاہ سے ملتا تھا اور ان کو ملتا تھا جو حضور کو نور مانتے تھے اور نور مان کر نور مانگتے تھے۔ تم نے نہ نور مانا اور نہ نور مانگا۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے  
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا۔



# میلاوا لنبی صلی اللہ علیہ وسلم

خطاب

علامہ عبد الوحید ربانی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

## فہرست

- 272 اللہ تعالیٰ کی توحید
- 276 محمد ہی محمد ہیں
- 277 تیرا نام و روزبان رہے
- 277 اتحاد کا پیغام دو
- 278 رسالت کی بات کرو
- 278 کفار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت نہیں مانتے تھے
- 279 کفار کی کوششیں
- 280 میری رسالت کو مان لو
- 280 نگاہِ مصطفیٰ دیکھے
- 281 بت خانہ نہیں رہتا
- 282 بت گر پڑے
- 282 میلاد کا چرچا کرو
- 283 ہر چیز مسکرا اٹھی
- 283 میلاد کے صدقے ہر شے مل گئی
- 284 طالب مطلوب کا ذکر کرتا ہے
- 284 بچپن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عدل
- 285 انصاف کا بہترین نمونہ
- 286 جس نے درود پڑھا جنت میں میرے ساتھ ہوگا
- 286 جس نے بدلہ لینا ہے لے لے



- 287 مہر نبوت کو چومنے والا جنتی
- 288 بہت سے مسئلے حل ہو گئے
- 288 ان کی خاک قدم روشنی بن گئی -
- 289 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بیان کرو
- 290 صحابہ رضی اللہ عنہم کی محفل میلاد
- 291 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت پر مہی
- 292 میرا نبی آفتاب نبوت ہے
- 293 کیا گنبد خضریٰ بھی پاکستان میں ہے؟
- 294 سورج ایک جگہ ہے روشنی ہر جگہ
- 295 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا  
عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
وَأَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

میں تقریباً ایک ماہ بعد وطن عزیز واپس پہنچا ہوں میں نے ایک ماہ تک  
متحدہ عرب امارات میں بیس محافل سے خطاب کیا۔

اس دنیا میں جتنے پیغمبر بھی تشریف لائے، ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کی توحید  
کا پیغام عام کرنا تھا۔ ان سب کا مقصد اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا بیان عام تھا۔ ان  
سب کے آنے کا مقصد وحید خداوند تعالیٰ کی ربوبیت کا اعلان کرنا تھا۔

ہم جب میلاد النبی ﷺ کا جلسہ کرتے ہیں تو ہم بھی یہ بات واضح کر دینا  
چاہتے ہیں کہ میلاد النبی ﷺ کا پیغام اصل میں اللہ کی توحید کا پیغام عام ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توحید:

میلاد النبی ﷺ کا معنی ہے رسول کائنات کی ولادت۔ ہم جب میلاد  
النبی ﷺ کا نام لیتے ہیں تو ہم یہ اعلان عام کر دینا چاہتے ہیں:

وہ خدا ہے جو ولادت سے پاک ہے اور یہ نبی ہے جس کی ولادت ہوئی  
وہ خدا ہے یہ نبی ہے۔

وہ رب کائنات ہے وہ رب جبار ہے۔

وہ کائنات پہ مطلق ہے۔

کائنات عالم کا وہ خلاق یکتا ہے۔ ساری کائنات اسی کی محتاج ہے۔

سارے ولی اس کے محتاج ہیں۔ سارے انبیاء اس کے محتاج ہیں۔

مدینے والا بھی اس اللہ کا محتاج ہے مگر وہ رب اکبر خود کہتا ہے:-

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۝

اے میرے پیارے ساری دنیا کہتی ہے کہ رب تو راضی ہو جا اور میں رب ہو کے کہتا ہوں کہ اے مدینے والے میں تجھے اتنا دوں گا کہ تو راضی ہو جائے۔

نعرہ تکبیر۔ اللہ اکبر، نعرہ رسالت یا رسول اللہ

عظیم الشان جلسہ عام ہے، تقریر کرنے والا بھی جوان ہے تقریر سننے والے بھی جوان، جلسہ کرنے والے بھی جوان۔ اور ماشاء اللہ سٹیج پر بیٹھنے والے بھی تقریباً سبھی جوان، تو پھر نعرہ اتنا بلند ہونا چاہیے کہ فضاؤں کو چیرتا ہوا سبز گنبد سے لگے تو عرش کے فرشتے بھی کہیں کہ حضور جوان آپ کو یاد کر رہے ہیں۔

نعرہ تکبیر اللہ اکبر، نعرہ رسالت یا رسول اللہ، نعرہ حیدری یا علی۔

ہم یہ بات برملا کہہ دینا چاہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہم سب کے لئے ہر دکھ کی دوا ہے۔ ذرا کہہ دو سبحان اللہ جو مانگتا ہو وہ بلند آواز سے تاکہ فرشتے نوٹ کر سکیں۔ ذرا مل کے کہہ دو سبحان اللہ!

ہمارے نبی کا نام ہر درد کی دوا ہے۔

ہمارے نبی کا نام ہر مرض کی شفا ہے۔

ہمارے نبی کا نام رحمت دوسرا ہے۔

اس نام مقدس کی تعریفیں کرنے والا خود خدا ہے۔

آئیے! ذرا تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں۔ میرے پیارے نبی کریم ﷺ

کی حیات مکے سے لے کر مدینہ منورہ تک حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے حجرے سے لے کر مدینہ کی مسجد تک میرے نبی کی ساری زندگی آپ کو افضل و اعلیٰ نظر آئے گی۔

حضور بچپن میں ہیں تو بے مثل و بے مثال ہیں۔

حضور جوانی میں ہیں تو بے مثل و بے مثال ہیں۔

ہم میلاد النبی ﷺ کا جلسہ کر کے اپنی آئندہ آنے والی نوجوان نسل کے اذہان کو بدلنا چاہتے ہیں۔

ہم میلاد النبی ﷺ کا جلسہ کر کے ایک فکر پیدا کرنا چاہتے ہیں اور وہ فکر یہی ہے کہ اے نوجوانان اسلام ذرا سوچو! حضور ﷺ کی نبوت کو غارِ حرام کی تنہائیوں میں تلاش کرو۔

حضور ﷺ کی نبوت کو تلاش کرنا ہے تو حضرت آمنہ کے حجرے میں تلاش کرو۔

جب رسول کائنات ﷺ کی ولادت ہوئی، میرے آقا ﷺ نے پردہ تاریکی کو چاک کیا۔

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ میرے حجرے میں ایک بزرگ ہیں۔ میں نے کہا! ”بابا جی آپ یہاں کیسے؟“ فرمایا: ”آمنہ نہ گھبرا میں اولادِ نسلِ انسانی کا بابا آدم ہوں، تجھے مبارک دینے آیا ہوں۔“

تیری گود میں کوئی عام بشر نہیں آ رہا۔

تیری گود میں مالکِ کون و مکان آ رہا ہے۔

بلکہ یوں سمجھ کہ سارا جہاں آ رہا ہے۔ (سبحان اللہ)

حضور سرور کائنات ﷺ نے جو پردہ تاریکی کو چاک کیا، آج تک علماء کرام عرب و عجم اس بات پر متفق ہیں کہ میرے نبی نے آتے ہی سجدہ کیا اور فرمایا: رَبِّ هَبْ لِيْ اُمَّتِيْ۔ ”یا اللہ! میری گنہگار اُمت کو بخش دے۔“

یہ لفظ ”اُمتی“ بتا رہا ہے کہ سجدہ کرنے والا اللہ کا نبی ہے۔ سجدہ کرنے

والا اللہ کا رسول ہے۔ اور خود حضرت آمنہ فرماتی ہیں، میں نے اپنے بیٹے کے نور

کی چمک میں مکے میں بیٹھ کر کسریٰ کے محل دیکھے۔ اور حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا جن کی

مبارک قبر آج بھی جنت البقیع میں ہے۔ جن کی قبر پر آج تک سبزہ پلا ہوا

ہے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا خود فرمایا کرتی تھیں۔

جب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم عربی کو لینے گئی تھی تو اس وقت میری اونٹنی چل بھی نہیں سکتی تھی لیکن جب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے اپنی اونٹنی پر سوار کیا تو اس کے اعصاب میں چستی آئی، دماغ میں جولانی آئی اور اس کی رفتار میں روانی آئی اور جب میں رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لے کر چلی۔ جب میں آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر چلی تو فرماتی ہیں کہ مجھے مکے کے دوکانداروں نے کہا: ”اے قبیلہ بنو سعد کی دائی رک جا! ذرا بتا تو سہی، یہ تو نے سواری تبدیل کر لی ہے، یہ کیا معاملہ ہے؟ کسی ذمے دار نے تجھے سواری دی ہے۔

تو جناب حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں۔ میں نے سواری نہیں بدلی سوار بدلا ہے۔ حضور سزکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر جاتے ہیں۔ جناب حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا خود اپنی زبان سے فرماتی ہیں: ”مجھے آج تک وہ پتھر یاد ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود و سلام پڑھا تھا“۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں آقا کو گھر لے کر گئی۔ عجیب منظر ہے۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا، مجھے کھانے کے لئے کچھ چاہیے دور سے آئی ہوں، بڑی بھوک لگی ہے۔ دوستان محترم! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے جو دعا مانگی اس کو توجہ کے ساتھ سماعت فرمائیے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

اللہم یا مالک الملک اللہم بارک فی رزق فی بیتی بحق هذا الولد

محمد۔

اے بادشاہوں کے بادشاہ! اے ساری کائنات کے مالک! اے خلاق کون و مکاں میرے گھر اور میرے رزق میں برکت پیدا فرما بحق هذا الولد محمد۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے۔

جناب حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ جب میں نے بارگاہ خداوندی میں پیش کیا تو بکریوں کے وہ تھن جو کہ خشک ہو چکے تھے، یکا یک ہم نے دیکھا کہ بکریوں کے تھنوں سے دودھ بہہ رہا تھا۔

میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے دعا فرمائی۔  
بحق هذا الولد محمد، یا اللہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے میرے گھر میں برکت  
دے دے۔

وسیلے کا مسئلہ حضرت حلیمہ کے گھر سے شروع ہوا۔ ہم بھی آج یہی بات پھر کہنا چاہتے ہیں کہ اگر معاشی بد حالی کو دور کرنا چاہتے ہو۔ اگر غربت کو دور کرنا چاہتے ہو۔ اگر اپنی معیشت کو توانا بنانا چاہتے ہو۔ اگر اپنی اقتصادی پالیسی کو درست کرنا چاہتے ہو تو تمہیں درود و سلام پڑھنا پڑے گا۔ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنا پڑے گا۔

اگر اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہو، اپنی معیشت کو خوشحالی میں تبدیل کرنا چاہتے ہو تو لینن اور سٹالن کی تھیوی نہ پڑھو، محمد عربی پر درود پڑھا کرو۔

## محمد ہی محمد ہیں

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زبان سے فرمایا تھا کہ جب معراج کی رات جب میں گیا تھا تو میں نے حوران جنت کی جبین پہ دیکھا تو ان کے ماتھے پہ میرا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا تھا۔ غلامان بہشت کو دیکھا تو ان پر بھی میرا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا تھا (صلی اللہ علیہ وسلم) حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

میں نے کہا یا اللہ یہ کیا؟

فرمایا: پیارے یہی تو تمہیں دکھانا ہے کہ ہر جگہ تیرا نام اور آج سے وعدہ کرتا ہوں۔

ادیب کے ادب میں تیرا نام  
خطیب کے خطبے میں تیرا نام  
محرر کی تحریر میں تیرا نام  
مقرر کی تقریر میں تیرا نام  
محدث کی حدیث میں تیرا نام  
مفتی کے فتوے میں تیرا نام  
قرآن کے سپاروں میں تیرا نام  
فقہیہ کے فقہ میں تیرا نام  
واعظ کے وعظ میں تیرا نام  
مسجد کی دیوار پہ تیرا نام  
مسجد کی پکار میں تیرا نام  
مسجد کے مینار میں تیرا نام

### تیرا نام وردِ زبان رہے

اے پیارے آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ حورانِ جنت کی جہیں پہ تیرا نام  
رضوانِ بہشت کی چھاتیوں پہ تیرا نام  
حوضِ کوثر کے جام پہ تیرا نام  
فضاؤں میں تیرا نام  
جبریل کے وحی یوحی کے تار میں تیرا نام  
جہاں ہوگا میرا نام وہیں ہوگا تیرا نام

### اتحاد کا پیغام دو

دوستانِ محترم! ابھی میں عرب امارات سے واپس آیا ہوں وہاں بھی یہ غلط  
فہمی پیدا کی گئی کہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے سے بندہ معاذ اللہ مشرک ہو جاتا ہے۔

میں بڑے ادب سے اپیل کرتا ہوں اس وقت عالم اسلام اضطراب کے اندر ہے افغانستان کے مظلوم مسلمانوں کی داستانیں پڑھ لیجئے۔ پاکستان کی سرحدوں پہ روس اپنی غلط نگاہیں ڈالے بیٹھا ہے۔ ایسی تقریریں نہ کرو جن سے مسلمانوں کے جذبات کچلے جائیں۔ ایسے واعظ نہ کرو جن سے مسلمان ایک دوسرے کے گریبان پھاڑیں ایسا واعظ سناؤ جس کے ایک ایک لفظ میں جمال محمد کے جلوے نظر آئیں۔

### رسالت کی بات کرو:

رسول کائنات ﷺ نے توحید کا پیغام سنایا آج ہر عالم دین کا فرض ہے کہ وہ توحید کی بات سنائے۔ توحید کے ساتھ ساتھ جب تک رسالت کی بات نہیں ہوگی اس وقت تک اسلامی نظام مکمل نہیں ہوگا۔

میرے پیارے آقا نے چالیس سال کے بعد اپنی نبوت کا اعلان کیا۔ فرمایا! اللہ ایک ہے تو کفار نے کہا۔ ہمیں اس پر کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن جب آقا ﷺ نے فرمایا میں اللہ کا نبی ہوں۔ میں اللہ کا رسول ہوں۔ تو ابوسفیان نے مخالفت کی۔ ابولہب نے مخالفت کی۔ عتبہ نے مخالفت کی۔ ہاں ہاں امیہ نے مخالفت کی۔ بڑے بڑے قبائل کے سرداران نے مخالفت کی۔ وہاں اختلاف توحید کا نہیں تھا وہاں اختلاف رسالت کا تھا۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ مجھے محمد ﷺ ابن عبد اللہ نہ کہو۔ مجھے محمد رسول اللہ ﷺ کہو۔

میرے آقا ﷺ اور سرداران قریش کا یہی اختلاف تھا وہ کہتے تھے محمد ابن عبد اللہ اور حضور ﷺ فرماتے تھے تم مانو محمد رسول اللہ ﷺ! کفار حضور ﷺ کی رسالت نہیں مانتے تھے:

نبی کائنات ﷺ نے فرمایا۔ میں اللہ کا رسول ہوں۔ آپ تمام تاریخ کی



کتابیں اٹھا کے دیکھئے مکے کے کافر ایک دفعہ اکٹھے ہو کے آئے اور کہنے لگے کہ اے ابوطالب اپنے بھتیجے کو سمجھا یہ ہر وقت کہتا ہے کہ میں رسول ہوں اور رسول وہ ہوتا ہے جو اللہ کے اذن سے بولتا ہے۔

تو ابوطالب نے فرمایا کہ میرا بھتیجا کہتا ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ کیا تم نے کبھی اس کی زبان سے جھوٹ سنا ہے؟ انہوں نے کہا وہ بات کے پکے اور وعدے کے سچے ہیں۔ تو ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں اس میں کوئی شک نہیں ہم یہی کہتے ہیں کہ وہ رسالت کا اعلان بند کر دیں اور صرف اللہ کی بات کریں اور ہمارے بتوں کو کچھ نہ کہیں۔

### کفار کی کوششیں:

ابوطالب نے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کر کہا کہ میرے بھتیجے میں کمزور ہوں میں ان عرب سرداران کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پیارے تو ان بتوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہ کر۔ تو اپنی رسالت کا اعلان نہ کر۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبانِ نبوت سے فرمایا۔ اے میرے چچا جان اگر یہ میرے ایک ہاتھ پر چاند رکھ دیں اور دوسرے پر سورج رکھ کر کہیں کہ تو اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنی رسالت سے باز آ جا۔ اے میرے چچا جان جب تک میری گردن پہ سر موجود ہے میں کٹ تو جاؤں گا مگر ان کی بات ہرگز نہیں مانوں گا۔

زبان پہ اللہ کا نام ہو گا اور محمد عربی فرماتے ہیں زبان پہ میری رسالت کا نام ہو گا۔

دوستانِ محترم! آج تک سیرت کی تمام کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ سردارانِ قریش نے کہا تھا کہ اگر آپ کو شادی کرنا ہے تو ہم ایک حسین و جمیل لڑکی سے آپ کی شادی کر دینا چاہتے ہیں۔

اگر آپ کو دولت چاہیے ہم آپ کے قدموں پر دولت کے ڈھیر لگا دیں گے۔

اگر آپ کو سرداری چاہیے۔

ہم آپ کو قبیلے کا سردار بنا دیں گے۔

### میری رسالت کو مان لو

مگر میرے آقا نے فرمایا، نہ مجھے سرداری چاہیے، نہ مجھے شادی چاہیے، نہ مجھے دولت کے انبار چاہئیں۔ مجھے اتنا چاہیے کہ میری رسالت کو مان لو۔ میرا خدا وہ ہے جو وحدہ لا شریک ہے میرا خدا وہ ہے جو ساری کائنات کا رزاق ہے تو اس پر ابو جہل نے پیغام بھیجا کہ میرے بھتیجے تو روز کہتا ہے میرا خدا سچا ہے۔ آ! آج انصاف کر لیں، آج ایک بات طے کر لیں۔ یا خدا دیکھ یا خدا دکھا۔

### نگاہِ مصطفیٰ دیکھے

میرے پیارے آقا نے مسکرا کے فرمایا۔ میرے خدا کو تو موسیٰ پیغمبر نہ دیکھ سکے تو تو کیسے دیکھے گا؟

موسیٰ نے کہا! رَبِّ ارْنِیْ۔ یا اللہ ذرا حجاب ہٹا، پردے ہٹا ذرا شکل تو دکھا فرمایا: لَنْ تَرَائِیْ، تو ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ عرض کی یا اللہ تجھے کون دیکھے گا؟ فرمایا: نہ تیری آنکھ دیکھے اور نہ چشم انبیاء دیکھے مجھے دیکھے تو اے موسیٰ نگاہِ مصطفیٰ دیکھے

فرمایا: میرے خدا کو تم نہیں دیکھ سکتے۔ تو وہ کہنے لگا! اچھا پھر تم ہمارے خدا دیکھو، آج ہم معاملہ ختم کر دیتے ہیں۔ یا خدا دیکھو یا خدا دکھاؤ۔ یہ روز کا جھگڑا کیا ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا: اچھا میں اپنے اللہ سے اجازت لے لوں، نبی وہ ہوتا ہے جو ہر کام اللہ کے حکم سے کرتا ہے۔

میرے نبی ﷺ نے سجدہ کیا، جبریل علیہ السلام امین آئے۔ آپ نے عرض

کی۔ یا اللہ روزانہ تنگ کرتا ہے، ہے میرا رشتہ وار چچا ہے، کہتا ہے یا خدا دیکھ یا خدا دکھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرائیل علیہ السلام امین، میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دو کہ اب اگر وہ آئے تو انکار نہ کرنا۔ اقرار کر لینا کہ چلو ہم تیرے خدا کو دیکھتے ہیں۔ ابو جہل، عادت کے مطابق آیا کہنے لگا یا خدا دیکھ یا خدا دکھا؟ میرے آقا فرماتے ہیں تم تو ہمارا خدا نہیں دیکھ سکتے چلو ہم تمہارے خدا کو دیکھتے ہیں۔

وہ بڑا خوش ہوا اس نے مکہ میں منادی کروائی وہ میرا سہیل تھا۔ وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا آقا۔ وہ مسلمانوں کا نبی، جو بتوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا تھا۔ آج صنم کدے میں جا رہا ہے۔ آج بت خانے میں جا رہا ہے۔

### بت خانہ نہیں رہتا

جب مکے کی گلیوں میں منادی ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی لوگ کیا کہیں گے کل تک بتوں کے خلاف تھا آج بت کدے میں جا رہا ہے۔ اللہ رب العالمین نے جبرائیل امین علیہ السلام کو بھیجا، فرمایا! میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کے بعد کہنا کہ منادی ابو جہل نہیں کروا رہا۔ میں خدا خود کروا رہا ہوں۔ عرض کی یا اللہ منادی بھی خود کرواتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے ہر کام مصلحت بھرا ہوتا ہے۔ جب منادی ہوگی اپنے بھی آئیں گے بیگانے بھی آئیں گے۔

چھوٹے بھی آئیں گے۔ بڑے بھی آئیں گے۔

ادنیٰ بھی آئیں گے۔ اعلیٰ بھی آئیں گے۔

بڑے بڑے رؤسا کو دکھا دوں گا۔

مکے کے سردار آئیں گے۔

مکے کے زائرین آئیں گے۔

صفا مروہ میں دوڑنے والے آئیں گے۔

خانہ کعبہ کے طواف کرنے والے آئیں گے۔ سب کو دکھا دوں گا۔

شمع پہ جائے پروانہ تو پروانہ نہیں رہتا

محمد بت کدے میں جائے تو بتخانہ نہیں رہتا

### بت گر پڑے

آج بھی اسلام کی تاریخ کا ایک ایک ورق گواہ ہے آج بھی اسلام کی

تاریخ کے اوراق کا ایک ایک لفظ گواہ ہے کہ ادھر کافروں کا سردار آیا، ادھر نبیوں کا

سردار آیا۔ جب ابو جہل آیا تو وہ بتوں کے قدموں میں گرا اور جب نبی پاک ﷺ

آئے۔ حضور کے قدموں پہ بت گر پڑے۔

ربانی انصاف کی عدالت میں بلا کے پوچھتا ہے۔ یہ جو پتھر درود و سلام

پڑھ رہے ہیں۔ یہ ایک بشر سمجھ کے پڑھ رہے ہیں یا نبی سمجھ کے؟

### میلاد کا چرچا کرو

ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ میلاد النبی کا چرچا کرو میلاد النبی کا ذکر کرو، ہر

بات پہ دلائل اچھے نہیں ہوتے، ہر بات پہ دلیل نہیں پوچھنی چاہیے۔ حضور

اکرم ﷺ کے میلاد کی خوشی میں شریک ہونا چاہیے۔

نماز پڑھنی ضروری ہے۔ الصَّلَاةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِينَ، نماز مومنوں کی معراج

الصَّلَاةُ قُرَّةُ عَيْنِي۔ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

نماز عبادت ہے۔ روزہ عبادت ہے۔ حج عبادت ہے، مگر رسول اللہ ﷺ

سے محبت ساری عبادتوں کی جان ہے۔

## ہر چیز مسکرا اٹھی

میرے آقا نے جب ظہور کیا۔ میرے نبی نے جب پردہ تاریکی کو چاک کیا۔ زمین نے خوشی کی۔ آسمان مسکرایا۔ زمین نے کہا! میں کیوں نہ مسکراؤں مجھے میرا محمد ﷺ مل گیا۔ آسمان نے کہا مجھے میرا احمد (ﷺ) مل گیا۔ ولیوں نے کہا۔ ہمیں رب کا نظارہ مل گیا۔ مسجد نے کہا مجھے مینار مل گیا۔ تپیموں نے کہا۔ ہمیں سہارا مل گیا۔ بیواؤں نے کہا: ہمیں آسرا مل گیا۔

جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی تو نماز بولی، آج مجھے تقدس

مل گیا۔

التحیات نے کہا، مجھے آج لیھا النبی مل گیا۔ عالموں نے کہا: آج ہمیں

علم مل گیا۔

محبوں نے کہا: آج ہمیں محبوب ﷺ مل گیا۔ عاشقوں نے کہا: آج

ہمیں معشوق مل گیا۔

بھٹکنے والوں نے کہا آج ہمیں ہدایت کا ستارا مل گیا۔ خانہ بدوشوں نے

کہا: آج ہمیں مقام مل گیا۔ ولیوں نے کہا: آج ہمیں انعام مل گیا۔ نبیوں نے

کہا: آج ہمیں امام مل گیا۔ اور آج اس میلاد پاک کے جلسہ عام میں یہ بتا دینا

چاہتا ہوں کہ حضور ﷺ کی آمد سے۔

میلاد کے صدقے ہر شے مل گئی

حضور ﷺ کے آنے سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو صداقت مل گئی۔

حضور ﷺ کے آنے سے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو عدالت مل گئی۔

حضور ﷺ کے آنے سے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شرافت مل گئی۔

حضور ﷺ کے آنے سے مولا علی رضی اللہ عنہ کو شجاعت مل گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو شہادت مل گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے کلمے کو وحدت مل گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے بندوں کو عزت مل گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے اُمت کو شریعت مل گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے ہم گناہگاروں کو شفاعت مل گئی۔

### طالب مطلوب کا ذکر کرتا ہے

میں اپنے آقا کا اسی لئے ذکر کرتا ہوں کہ ہر طالب اپنے مطلوب کا ذکر کرتا ہے۔ ہر محبت اپنے محبوب کا ذکر کرتا ہے۔

پروانہ شمع کو یاد کرتا ہے۔ بلبل پھول کو یاد کرتی ہے۔ سنی مصطفیٰ کو یاد کرتا ہے۔ ہمارا سہارا مدینے والا ہے۔ کسی کا سہارا ماؤ لینن اور سٹالن ہوگا۔ ہمارا سہارا مدینے کا تاجدار ہے۔

### بچپن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عدل

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں رسول کائنات کو گھر لے کر گئی اور میں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانا چاہا تو میں نے ایک طرف سے دودھ پلایا۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف سے دودھ پیا اور دوسری طرف سے چہرہ پھیر لیا۔

میرے آقا بعد میں فرمایا کرتے تھے اے میری پیاری امی حلیمہ رضی اللہ عنہا! میں انسانیت کے لئے عدل کا پیغام لے کر آیا تھا۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ایک طرف سے دودھ پیوں اور دوسری طرف سے میرے رضاعی بہن بھائی پیئیں۔ میرے آقا کا بچپن کا عالم ہے اور عدل کی بات کی جا رہی ہے۔ بچپن کا عالم ہے

مگر عدل کا پیغام دیا جا رہا ہے۔ بچپن میں ہیں ایک طرف سے دودھ خود پیتے ہیں دوسری طرف سے رضاعی بھائیوں کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔

### انصاف کا بہترین نمونہ

جب مدینہ منورہ میں ریاست مسلمہ کا قیام ہوا۔ مدینہ کی مسجد ہے۔ منبر ختم نبوت ہے قبیلہ قیس کی عورت فاطمہ نے چوری کی۔ مقدمہ دربار ختم نبوت میں آیا میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کے ہاتھ کاٹ دو۔ تمام سردار اکٹھے ہو گئے انہوں نے کہا کسی طریقے سے سفارش کروائیں۔ انہوں نے اُسامہ ابن زید کو ہاتھ میں لیا اور کہنے لگے کہ جب نبی بڑے خوش ہوں تو نبی سے ہماری سفارش کر دینا۔ کیونکہ تو نبی پاک کو وضو کرواتا ہے۔

حضرت اسامہ نے بات مان لی، حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے بڑے ادب سے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر اجازت ہو تو عرض کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو اسامہ ابن زید؟

سنو، سنو! کالج میں پڑھنے والو، یونیورسٹی کی سند لے کر آنے والو، عدل کی بات کرنے والو، آقا کا نظام عدل بھی دیکھو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو، اسامہ کیا بات ہے۔ اسامہ نے عرض کی! قبیلہ قیس کے سردار کی بیٹی فاطمہ نے چوری کی ہے اگر اس کے ہاتھ کٹ گئے۔ برادری میں اس کی ناک کٹ جائے گی۔ کچھ رعایت فرمادیتے۔ یکا یک میرے نبی کا چہرہ سرخ ہو گیا، چہرہ نبوت اور رسالت پہ خون عود کر آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت مصلے پہ جلوہ گر ہو کر فرمایا: اے لوگو! تم سے پہلے لوگ اس لئے گمراہ ہو گئے کہ انہوں نے امیروں کو معاف کر دیا اور غریبوں پہ حدیں قائم کیں۔ یہ تو قبیلہ قیس کے سردار کی بیٹی فاطمہ ہے۔ پیدا

کرنے والے کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی۔ میں محمد اس کے ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔ اتنا بڑا نظام عدل آپ کو کہاں سے ملے گا۔ اور اب عدل تمہیں کہاں تلاش کرنے سے ملے گا۔

جس نے درود پڑھا جنت میں میرے ساتھ ہوگا

حضور اکرم ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لائے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھ کر فرمایا:

من صلی علی وجبت له شفاعتی۔

آج میں وعدہ کرتا ہوں جس نے نماز کے بعد میں محمد عربی پہ درود پڑھا قیامت کے دن مایوس نہیں کروں گا۔ اللہ کے پاس شفاعت کر کے جنت میں ساتھ لے جاؤں گا پھر حضور ﷺ منبر پہ کھڑے ہو گئے ہاتھ میں عصائے نبوت ہے اور فرمایا۔ اگر کسی نے مجھ سے بدلہ لینا ہو تو لے لو۔ مسلمانو کسی کا حق نہ کھاؤ۔ یتیموں پہ ظلم نہ کرو، ہمسایوں کی عزت کرو باپ کی قدر کرو۔ نوجوانو ماں کو گالی نہ دو، ماں سے تلخ کلامی نہ کرو۔ اپنی ماں کو اُف تک نہ کہو۔ اپنے بزرگوں کا ادب کرو، کسی پر ظلم نہ کرو، کسی کا حق نہ کھاؤ۔

جس نے بدلہ لینا ہے لے لے

اگر میں نے کسی کا بدلہ دینا ہے تو مجھ سے ابھی لے لے۔ یہ کون کہہ رہا ہے؟ رسولوں کا رسول ﷺ۔ نبیوں کا نبی ﷺ۔ اماموں کا امام ﷺ۔ پیغمبروں کا پیغمبر ﷺ۔ عرب کا جھومر۔ عجم کا زیور۔ امن و سکون کا پیکر۔ خدا کا پیغمبر ﷺ۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ابا ﷺ۔ کعبے کا کعبہ۔ کسی نے بدلہ لینا ہو مجھ سے لے لو؟ سکوت ہو گیا۔ مجمعے میں سے ایک بوڑھے صحابی اٹھے، جن کا اسم گرامی حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ



تھا۔ کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! میں آپ سے بدلہ لینا چاہتا ہوں۔  
 میرے آقا نے فرمایا: قریب آؤ عکاشہ، کیا بدلہ لینا چاہتے ہو۔ عرض کی!  
 ایک جنگ میں آپ تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے اپنا چابک اپنی سواری کو  
 مارنا چاہا مگر وہ میری پشت پر آگیا۔ آقا میں وہی بدلہ لینا چاہتا ہوں۔ میرے  
 آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلال رضی اللہ عنہ وہ چابک میری بیٹی بتول رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہے۔  
 جانا فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر سے وہ چابک لے آؤ۔ چابک آگیا۔ مدینہ کی مسجد  
 میں کہرام برپا ہو گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی آنکھوں میں آنسوؤں کی لڑیاں جھڑکنیں۔  
 فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسا مرد مومن کہتا ہے اے عکاشہ رضی اللہ عنہ مجھ سے بدلہ  
 لے لو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ نہ کہہ۔

### مہر نبوت کو چومنے والا جنتی

مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ قیامت کے دن کوئی کسی کا بوجھ  
 نہیں اٹھائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کو تسلی دے رہے ہیں کہ قیامت کے دن  
 نفسا نفسی کا عالم ہوگا کوئی کسی کا یاور نہیں ہوگا زمین میں بھونچال آجائے گا۔  
 ستارے گر جائیں گے۔ فضا میں رُخ بدل لیں گی، سمندروں کے پانی ختم ہو  
 جائیں گے۔ دریاؤں کے رُخ بدل جائیں گے۔ اُس وقت باپ بیٹے کی پہچان  
 نہیں کرے گا، بیٹا باپ کی پہچان نہیں کرے گا۔

آؤ عکاشہ قریب آؤ۔ عکاشہ قریب آتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آؤ  
 بدلہ لے لو۔ رو کے کہتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے خود ہی فرمایا ہے کہ بدلہ لو  
 جب میری پشت پر آپ کا چابک لگا تھا تو میری کمرنگی تھی، میری پیٹھ ننگی تھی۔

دوستانِ محترم! رسول اللہ ﷺ نے فوراً اپنے جسمِ مبارک سے اپنی منزل کی چادر ہٹائی۔ قمیض اتار کے فرمایا جلدی کر بدلہ لے۔ وہ قریب آیا چابک دُور جاگرا، آ کر مہر ختم نبوت کو بوسہ دینے لگا۔ میرے آقا نے فرمایا! تو بدلہ کیوں نہیں لیتا؟ اس کی چنچیں نکل گئیں، کہنے لگا میرے آقا عرب کے تاجدار، بے سہاروں کے سہارے، آدمیت کے لئے پیغامِ انسانیت دینے والے میرے پیارے رسول ﷺ! میں کون ہوتا ہوں بدلہ لینے والا۔

ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو مہر نبوت کو چوم لیتا ہے اس پر جہنم کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔ اسی دن سے سوچ رہا تھا کون سا بہانہ بناؤں، چابک کا بہانہ ہے۔ اصل میں آپ کی مہر نبوت کو چومنے کا نشانہ ہے۔

بہت سے مسئلے حل ہو گئے

ایک ہی مسئلے میں کتنے مسے حل ہو گئے۔ حقوق کا مسئلہ بھی حل ہو گیا، چومنے کا مسئلہ بھی حل ہو گیا، جس نے مہر نبوت کو چوما اس پر جہنم کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔

دوستانِ محترم! میرے رسول نے نظامِ عدل دیا۔ آج نوجوان نسل کو یہ بتانا ہے کہ ہمارا نبی صرف عام پیغمبروں جیسا نہیں تھا۔ تمام نبی شان والے مگر جو شان ہمارے نبی کو ملی ہے وہ کسی پیغمبر کو نہیں ملی۔

پچھلے دنوں میں لندن گیا۔ میں نے مائچسٹر میں تقریر کی، ایک عیسائی نے کہا تھا کہ ہماری عیسیٰ علیہ السلام پاورفل نبی ہیں۔ اللہ نے ان کو یہ اختیار دیا تھا کہ وہ کسی اندھے کو ہاتھ لگاتے تو آنکھوں میں نور آجاتا تھا۔

## ان کی خاکِ قدم روشنی بن گئی

میں نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو۔ ہم عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت کو سلام کہتے ہیں۔ ہم عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے، ہم عیسیٰ علیہ السلام کے درجات و مراتب کے قائل ہیں۔ مگر سن لو جہاں تک میرے مدینے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ہے تمہارا پیغمبر ہاتھ لگاتا تھا تو آنکھوں میں نور آجاتا تھا اور میرے نبی کے تلووں کی اور نعلین کو لگنے والا غبار آنکھوں میں لگتا تو نور آجاتا تھا۔

اگر آپ نے عیسائیت کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہے تو تمہیں داعی اسلام کی تعریف سنانا پڑے گی۔ اگر تم نے کافروں کو مسلمان کرنا ہے تو تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ لگانا پڑے گا۔ اگر تم نے یہودیوں کو دین اسلام کی شان بتانی ہے تو داعی اسلام کی شان سنانا پڑے گی۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بیان کرو

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف سنانا پڑے گی۔

معاذ اللہ معاذ اللہ! ہم نے کبھی یہ نہیں کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خدا ہوتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ نبی خدا کا محتاج ہوتا ہے۔

مگر خدا کے بعد اگر کسی کی شان ہے تو وہ مدینے والے کی ہے۔ خدا کے بعد اگر کسی کی شان ہے تو ہمارے نبی برحق کی ہے۔ ہمارا نبی بہت کچھ ہے۔ خدا کے بعد سب کچھ ہے۔

دوستانِ محترم! اب میں آپ کو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جلسہ عام میں یہ بات بتا دینا چاہتا ہوں کہ مسلمانانِ عالم کے لئے نمونہ رسول کی ذات ہے۔ آئیے مدینہ منورہ کا منظر دکھاؤں اللہ تعالیٰ سب کو مدینہ لے جائے۔

## صحابہ رضی اللہ عنہم کی محفلِ میلاد

ربیع الاول کا مہینہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج اگر اجازت ہو تو ہم ثابت کے بیٹے سے آپ کا بچپن سن لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف سن لیں میرے نبی نے فرمایا: حسان رضی اللہ عنہ قریب آؤ۔ تم نے لکھا ہے میرے بارے میں عرض کی! یا رسول اللہ، چند تعریفی کلمات لکھے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اس طرح نہیں جی چاہتا ہے منبر قریب کرو۔ حسان منبر پر بیٹھے اور میری شان بنائے۔ آج تاریخ اسلام کی بات نہیں بلکہ محدثین کی روایت ہے کہ میرے نبی نے خود حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کو منبر پر بٹھایا۔ سامنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تھا۔ حسان رضی اللہ عنہ کی زبان پہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سہرا تھا۔

حضرت حسان بن ثابت فرماتے ہیں:

خُلِقْتُ مَبْرَأً مِّنْ كُلِّ غَيْبٍ  
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے عیب بنایا آپ کو ایسے بنایا جیسے آپ نے چاہا۔

حضرت حسان بن ثابت تعریف کر رہے ہیں

وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَهُ تَلَدِ النِّسَاءِ  
وَحَسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي

یا رسول اللہ! اللہ نے آپ کو بے عیب بنایا

ایسے بنایا جیسے آپ نے چاہا

یا رسول اللہ! میری آنکھ نے آپ جیسا حسین و جمیل نہیں دیکھا

یا رسول اللہ! قیامت تک کوئی مائی آپ جیسا حسین نہیں جنے گی۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سبحان اللہ کہتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جزاک اللہ کہتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واہ واہ کہتے ہیں۔

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ ماشاء اللہ کہتے ہیں

اور نبی اپنے کندھائے نبوت سے منزل کی چادر اُتار کے انعام میں

دیتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت پڑھی

آدھی رات ہوگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ایسے

بیٹھے ہوئے تھے، جیسے چودھویں کا چاند، ستاروں کے درمیان ہو۔

جب آدھی رات ہوگئی تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں گئے تو

دیکھا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔

فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا کیوں روتی ہو؟

عرض کی یا رسول اللہ! آج میری باری تھی۔ آپ دیر سے آئے میں ڈر رہی

ہوں کہیں مجھ سے لغزش تو نہیں ہوگئی کوئی خطا تو نہیں ہوگئی آپ دیر سے آئے۔

میرے آقا نے نبوت والا ہاتھ جبین عائشہ پر رکھ کے فرمایا: میری پیاری

عائشہ رضی اللہ عنہا! آج میرے دوست اکٹھے ہو گئے تھے اور حسان بن ثابت سے میری

نعت سن رہے تھے اس لئے دیر ہوگئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی،

اچھا یا رسول اللہ! اگر اجازت ہو تو ایک شعر میں بھی سنا دوں میری نبی فرماتے

ہیں۔ تو کب سے شاعرہ بنی ہے؟ عرض کی! یا رسول اللہ! جب سے آپ کا جلوہ

دیکھا ہے۔ وہ حضرت حسان کا شعر تھا۔ آئیے ام المومنین کی بات سنئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:-

شمس خیراً من شمس سماء۔ اے لوگوں آسمان کا سورج بھی ہے مگر میرا بھی سورج ہے۔ میرا سورج آسمان کے سورج سے زیادہ خوبصورت ہے۔

شمس الناس قد لو بعد فجرًا

و شمس طلعت بعد عشاء

لوگوں کے سورج صبح طلوع ہوتے ہیں اور مغرب کے وقت غروب ہو جاتے ہیں۔ مگر میرا سورج تو عشاء کے بعد بھی جگمگاتا رہتا ہے۔

فرمانبردار بیٹے وہ ہوتے ہیں جو ماں کے طریقے پہ چلیں ہم کہتے ہیں کہ آؤ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سنت ہے۔ حضور کی تعریف کرنا۔

میرا نبی آفتاب نبوت ہے

اے نوجوانو! اگر سورج نہ ہوتا دھوپ نہ ہوتی

دھوپ نہ ہوتی تپش نہ ہوتی۔

تپش نہ ہوتی حرارت نہ ہوتی۔

حرارت نہ ہوتی گرمی نہ ہوتی۔

گرمی نہ ہوتی پھولوں کا نکھار نہ ہوتا۔

اگر سورج نہ ہوتا۔ نہ پھولوں کا نکھار ہوتا۔ روشنی ہوتی اور اگر آفتاب ختم

نبوت نہ ہوتا۔ نہ وحی یوحی کا تار ہوتا نہ مسجد کی اذان کی لکار ہوتی۔ نہ ایک لاکھ

چوبیس ہزار نبیوں کی قطار ہوتی۔ میرا نبی آفتاب ختم نبوت ہے۔

## کیا گنبد خضریٰ بھی پاکستان میں ہے؟

مجھے یاد آ رہا ہے وہ واقعہ جب میں مسجد نبوی میں پڑھا کرتا تھا۔ اُن دنوں کی بات ہے میں حضور ﷺ کے روضہ کے سامنے کھڑا تھا۔ آٹھ سال کا بچہ تھا۔ مجھے قریب آ کر کہتا ہے کہ اے پاکستانی دودھ پیو۔

ربیع الاول کا مہینہ ہے۔ وہ مجھے کہہ رہا ہے۔ اے پاکستانی دودھ پیو۔ میں نے کہا۔ کیوں؟ اس نے کہا ربیع الاول کی خوشی میں دودھ تقسیم کیا ہے۔ سبحان اللہ کیا منظر ہے آٹھ سال کا بچہ ہے۔ سر پر رومال ہے اوپر کالا اڑکار ہے چونکہ اس کا لال ہے۔ عربی بولنے میں ویسے ہی بے مثال ہے اور وہ کہتا ہے۔

یا اهل المدينة انتم جوار الرسول الله

اے مدینے والو! کتنے اچھے لوگ ہو تم رسول اللہ کے ہمسائے ہو۔

هذا شهر الربيع الاول يولد المحترم

کہنے لگا! مدینے والو! ربیع الاول کا مہینہ ہے۔ اس ماہ محترم میں رسول

اللہ کی ولادت ہوئی۔

اشرب الاحليب۔ صلوة علی الحبيب

پیو دودھ۔ پڑھو درود۔

کیا منظر ہے۔ میں نے کہا بچے! میرے ساتھ پاکستان چل مجھے یہ لفظ

بڑے پسند آئے میں دوستوں سے کہوں گا یہ مدینے کا رہنے والا ہے۔

کہنے لگا وہاں کیا ہوگا؟ میں نے کہا: ایئر کنڈیشنڈ کمرے میں بٹھاؤں گا۔

مرسدیز اور ٹویوٹا کار پر بٹھاؤں گا۔ پی آئی اے کے جہاز پر اڑاؤں گا۔ میں

دوستوں سے کہوں گا یہ مدینے کا رہنے والا ہے۔ میری طرف اُنکلی اٹھاتا ہے  
روضہ رسول کی طرف اور مجھے کہتا ہے:

او پاکستانی! مانا تیرے ملک میں کاریں بھی ہوں گی۔ کوٹھیاں بھی ہوں  
گی۔ بنگلے بھی ہوں گے۔ ذرا یہ تو بتا تیرے ملک میں یہ سبز گنبد بھی ہوگا؟ میں  
ٹڑپ گیا۔ میں نے کہا: یار یہ گنبد وہاں نہیں ہے۔ کہنے لگا: جہاں نبی کا ڈیرہ ہے  
وہیں ہمارا بسیرا۔

میں نے کہا آٹھ سال کے بچے ذرا یہ بتا۔ ہمارا نبی بس یہیں ہے؟ آٹھ سال  
کا بچہ تھا۔ اسے جوش آیا اس نے اپنے سر سے کپڑا اتارا اور اُنکلی اٹھا کے کہتا ہے۔

یا پاکستانی انظر الی الشمس

دیکھ ذرا سورج کی طرف۔ سورج ایک جگہ پہ ہے۔ مگر اس کی دھوپ  
مکے میں بھی ہے مدینے میں بھی۔ بدر میں بھی ہے۔ اُحد میں بھی ہے۔ ریاض میں  
بھی ہے۔ دمام میں بھی ہے۔

سورج ایک جگہ ہے روشنی ہر جگہ

کہنے لگا سورج ایک ہے روشنی ہر جگہ۔ سورج ایک مقام پہ ہے مگر اس کی  
شعاعیں ملتان میں بھی پڑتی ہیں۔ پشاور میں بھی ہیں۔ مردان میں بھی ہیں۔  
کوہاٹ میں بھی ہیں۔ لالہ موسیٰ میں بھی ہیں۔ بھکر میں بھی ہیں۔ سکھر میں بھی ہیں۔  
کہنے لگا یہ سورج عام ہے۔ ٹھہرا ایک جگہ ہے اور جس کے بارے میں تو  
سوال کر رہا ہے وہ تو آفتاب ختم نبوت ہے۔ سورج ایک مقام پر ہے مگر اس کا نور  
ہر مقام پہ ہے۔



مگر آفتاب ختم نبوت مدینے میں ہے۔ رسول کا جسم مدینے میں ہے۔ مگر حضور کا نور نبوت ہر مومن کے سینے میں ہے۔

### حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں

آج بھی اگر ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں۔ حضور کے اسوہ حسنہ کو اپنائیں کوئی وجہ نہیں کہ بے شک مسلمان اقوام عالم کے پیچھے ہیں۔ آج سب سے بڑی کمزوری مسلمانوں کی یہ ہے کہ مسلمان عمل سے بہت دور ہو چکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے بہت دور ہو چکا ہے۔ میں علمائے پاکستان اور خصوصاً واعظین اور مبلغین سے اپیل کرتا ہوں کہ اس دور کے اندر اختلافات کی باتیں ختم کرو، بڑا علامہ وہ نہیں جو انگریزی مشین کی طرح بولے۔ بڑا علامہ وہ نہیں جو جغرافیہ کی طرح زمین میں گھومے۔

بڑا علامہ وہ نہیں جو گھر گھر کے مسلمانوں کو کافر و مشرک بنائے۔ بڑا علامہ وہی ہے جس کے ایک ایک لفظ کے اندر جلوے نظر آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی باتیں ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فکر کی پکار ہوں۔

آج مملکت پاکستان کی سرزمین کو ضرورت اس بات کی ہے کہ پاکستان کی ہر گلی میں ہر کونے میں پاکستانی کی ہر بستی میں۔ صرف پاکستان کے شہروں میں نہیں بلکہ ایوان تجارت اور ایوان صدارت میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعرے لگیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھا جائے۔ ان شاء اللہ زمین رزق اُگلے گی۔ آسمان ہمارے لئے رحمت کی بارش کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے گا۔

## حضور ﷺ کی ذات بہترین نمونہ ہے

ہمارے لئے بہترین نمونہ رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

ہمارے لئے بہترین نمونہ رسول اللہ کی ذات ہے۔

اگر بچے ہو تو عبد اللہ کے یتیم کو دیکھو۔

اگر تاجر ہو تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سامان لے جانے والے کو دیکھو۔

اگر زمیندار ہو تو فدک اور خیبر کے مالک کو دیکھو۔

اگر کمانڈر انچیف ہو، بدر کے سپہ سالار کو دیکھو۔

اگر چیئر مین ہو اعلان نبوت کے سے پہلے حجر اسود کو نصب کرنے والے کو

دیکھو۔

اگر بیویوں والے ہو تو خدیجہ و عائشہ رضی اللہ عنہما کے شوہر کو دیکھو۔

اگر بچوں والے ہو حسن و حسین کے نانا کو دیکھو۔

اگر مملکت کے صدر ہو تو تاجدار مدینہ کو دیکھو۔

حضور ﷺ نے زندگی کے ہر شعبے میں اور زندگی کے ہر موڑ پر، رسول اللہ

نے نمونہ دیا۔

مسرت اور انبساط کا عالم ہے۔ نوجوانوں کے دلوں میں یہ تڑپ پیدا

ہوئی اور انہوں نے جلسہ میلاد النبی ﷺ رکھا۔

اللہ تعالیٰ جس پر اپنا کرم کرتا ہے۔ اس کو رسول اللہ ﷺ کے ذکر کی

توفیق دے دیتا ہے۔

(وما علينا الا البلاغ المبين)

# ظہور نور مصطفیٰ اصغر ﷺ

خطاب

حضرت مولانا قاری محمد زین العیسیٰ فیصل آباد

## فہرست

- 303 حضرت جبرائیل علیہ السلام کی عمر
- 306 اَيْكَمُ مِثْلِي
- 307 نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- 308 نور کی جلوہ گری
- 312 خوانِ نعمت
- 314 ثوبیہ کی آزادی
- 315 میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- 315 تین جھنڈے
- 317 حلیمہ سعدیہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى  
سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ - أَمَّا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝

صَدَقَ اللَّهُ مَوْلَانَا الْعَظِيمَ ۝ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ الْأَمِينُ ۝

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝ (پ ۶ ع)

(بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب)

ساڈی جھوگی وچہ رحمت دا خزینہ آ گیا

میرے آقا دی ولادت دا مہینہ آ گیا

جس گھڑی دنیا تے آئے رحمة اللعالمین

ڈگ پئے بت کفر دے منہ تے پسینہ آ گیا

ہن یتیموں نے غریباں دی خدا نے سن لئی

بیکساں دا اج کتارے تے سفینہ آ گیا

بزرگو، دوستو! یہ ماہ پاک ربیع الاول شریف کا پیارا پیارا مہینہ ہے۔ اس

کی بارہ تاریخ کو حبیب کبریا، امام الانبیاء، بیکسوں کے گس، بے بسوں کے بس،

بے سہاروں کے سہارا، بے چاروں کے چارہ، غریبوں کے حامی یتیموں کے والی،

شفیع المذنبین، رحمة للعالمین، تاجدار عرب و عجم، فخر آدم و بنی آدم، احمد مجتبیٰ، محمد

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوئی۔ ربیع الاول کے معنی ہیں۔ پہلی بہار، یعنی سہ کار دو

عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد سے دنیائے ظلمت میں بہار آگئی، ساری دنیا بقعہ نور بن گئی۔

تین سو ساٹھ خداؤں کے بجا ریوں کو ایک خدا کی معرفت حاصل ہو گئی۔ محسن کائنات، معلم انسانیت، رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل دنیا کی حالت اتنی خستہ و خراب ہو چکی تھی کہ ۔

جدا اک اک خدا تھا ہر قبیلے ہر گھرانے کا  
کوئی بت فتح پانے کا، کوئی بت بھاگ جانے کا  
وہی کعبہ جسے پیغمبروں کی سجدہ گاہ کہیے  
وہی کعبہ جسے تقدیس کا نور نگاہ کہیے  
وہی کعبہ جو خدا کے بت شکن بندوں کا معبد تھا  
جسے پاکیزہ رکھنا فطرتِ انساں کا مقصد تھا  
اسی کعبہ کو جاروں نے صنم خانہ بنا ڈالا  
دلوں سے ظالموں نے نقشِ وحدت کا مٹا ڈالا

ہر طرف کفر و شرک، ظلم و ستم کی گھٹائیں چھا چکی تھیں، جواہ بازی، شراب خوری، زنا کاری عام تھی۔ بدکاری، عیاری مکاری، چوری اور ڈکیتی لوگوں کا معمول بن گیا تھا۔ آپس میں الفت و محبت، انس و پیار کی بوتل نہ رہی تھی۔ انسان ایک کوہِ آتش فشاں تھا جس سے ہر لمحہ بغض و عناد کی جنگ اور فساد کی آگ نکلتی رہتی تھی۔ ہر قبیلہ دوسرے کے ساتھ لڑائی کے لئے تیار تھا، جذبات اتنے مشتعل اور بے قابو تھے کہ ذرا ذرا سی بات پر کشت و خون کا بازار گرم ہو جاتا تھا۔ اگر ایک مرتبہ جنگ کی آگ سُلگ جاتی تو یہ صدیوں تک جلتی رہتی تھی۔ اوس و خزرج کی لڑائی ایک سو بیس سال تک جاری رہی، کسی کے جان و مال کا کوئی تحفظ نہ تھا۔ چانور بھی اپنے بچوں سے محبت رکھتے ہیں، مگر وہ لوگ اپنی بچیوں کو اپنے ہاتھوں

سے زندہ درگور کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ امن و سلامتی کی بہار آئی اور اسلام کا بادل رحمتِ خداوندی بن کر برسا۔ حضور سرِ ایا نور و سرور ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تو عرب کے اُجڑے ہوئے دیار میں بہار آگئی۔ پھر عداوت کی جگہ محبت نے لے لی، وحشت کی جگہ انس نے لے لی، انتقام کی جگہ عفو و درگزر نے لے لی۔ رہزنی کی جگہ رہبری نے لے لی، خود غرضی کی جگہ اخلاص و ایثار نے لے لی، غرور و تکبر کی جگہ تواضع و انکساری نے لے لی، بت پرستی کی جگہ خدا پرستی نے لے لی، اور لات و منات، عزیٰ و ہبل کے بجا ریوں نے لا الہ الا اللہ کی صدا بلند کی۔

اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا  
خاک کے ذروں کو ہم دوشِ ثریا کر دیا  
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے  
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا  
ایہ کون آیا جہدے آیاں بہاراں مسکرا پیاں  
کھڑے نے پھل تے کلیاں ہزاراں مسکرا پیاں

تو میں عرض کر رہا تھا کہ یہ ربیع الاول شریف کا مہینہ ہے اور اس کی بارہ

تاریخ کو رحمتہ للعالمین جلوہ افروز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (پ ۶ ع)

(بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب)

بزرگو، دوستو! اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر سرکارِ

دو عالم ﷺ کی آمد کا تذکرہ فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ (پ ۷ ع ۷)

(اور ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا)

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا - (پ ۲ ع ۸)

بے شک اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہوا مومنوں پر کہ ان میں ایک رسول بھیجا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ - (پ ۶ ع ۴)

(اے لوگو! بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی)

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ

عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ - (پ ۱۱ ع ۵)

(اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تشریف لائے، تم میں سے وہ رسول

جن پر تمہارا مشقت میں پڑا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے

مسلمانوں پر کمال مہربان)

حضرات! ان آیات مقدسہ میں غور فرمائیے کہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا

ہے ہم نے تمہاری طرف رحمت و دعا لے کر بھیجا اور تم کو مبعوث فرمایا اور کہیں ارشاد ہوتا ہے

تمہارے پاس تشریف لائے۔ بھیجا وہ جاتا ہے جو پہلے بھی کہیں موجود ہو۔ تشریف

وہ لاتا ہے جو پہلے بھی کسی جگہ پر موجود ہو۔ تو ماننا پڑے گا، ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم

ہم میں جلوہ فرما ہونے سے پہلے بھی کہیں موجود تھے۔ یہی عقیدہ مذہب مہذب

اہل سنت و جماعت کا ہے۔

فرشتہ تھا نہ آدم تھے نہ ظاہر تھا خدا پہلے

بنے ساری خدائی سے محمد مصطفیٰ پہلے

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ

عَلِيمٌ - (پ ۲۷ ع ۱۷)



(وہی اول، وہی آخر، وہی ظاہر، وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے)  
 شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوة کے خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں  
 کہ یہ آیت شانِ خدا بھی ہے اور نعتِ مصطفیٰ بھی۔ قلندرِ لاہوری علامہ اقبال نے  
 اس کا ترجمہ یوں کیا۔

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر

وہی قرآن، وہی فرقاں، وہی لیسین، وہی طہ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور علیہ السلام کی بارگاہِ عالیہ میں عرض کیا:  
 یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے ہر شے سے پہلے کس شے کو پیدا فرمایا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے ارشاد فرمایا:

يَا جَابِرُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُورَ نَبِيِّكَ مِنْ نُورِهِ وَكَمْ  
 يَكُنْ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَلَا قَلَمٌ وَلَا جَنَّةٌ وَلَا نَارٌ وَلَا مَلَكٌ وَلَا سَمَاءٌ وَلَا  
 أَرْضٌ وَلَا شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ وَلَا جِنٌّ وَالْإِنْسُ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۸)

ترجمہ: اے جابر! اللہ تعالیٰ نے ہر شے سے پہلے تیرے نبی کو نور کو اپنے نور سے  
 پیدا فرمایا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ جنت نہ دوزخ، نہ کوئی فرشتہ نہ آسمان  
 نہ زمین اور نہ سورج نہ چاند اور نہ کوئی جن، نہ کوئی انسان۔

ہے انہیں کے دم قدم سے باغِ عالم میں بہار

وہ نہ تھے عالم نہ تھا، گروہ نہ ہوں عالم نہ ہو

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی عمر:

ایک مرتبہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے

فرمایا: اے جبرائیل تمہاری عمر کتنی ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے اپنی کچھ خبر نہیں، اتنا

معلوم ہے کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ ہزار سال کے بعد چمکتا تھا۔ میں نے اسے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا:

وعزة ربي انا ذالك الكوكب۔ (روح البیان ج ۱ ص ۹۷۴)

(مجھے میرے رب کی قسم میں وہی ستارہ ہوں)

حضرت امام قسطلانی علیہ الرحمہ مواہب اللدنیہ میں لکھتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، تو پھر فرمایا: اے آدم! اپنا سرا پر اٹھاؤ۔

فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَرَأَى نُورَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرَارِقِ الْعَرْشِ۔ فَقَالَ يَا رَبِّ مَا هَذَا النُّورُ قَالَ هَذَا نُورُ نَبِيِّ مِّنْ ذُرِّيَّتِكَ اسْمُهُ فِي السَّمَاءِ أَحْمَدُ وَفِي الْأَرْضِ مُحَمَّدٌ لَوْلَا مَا خَلَقْتُكَ وَلَا خَلَقْتُ سَمَاءً وَلَا أَرْضًا۔ (مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۹)

ترجمہ: آدم علیہ السلام نے اپنا سرا اٹھایا تو عرش کے پردوں میں ایک نور دیکھا۔ عرض کی اے اللہ! یہ نور کیا ہے؟ فرمایا یہ نور ایک نبی کا ہے جو تیری اولاد میں سے ہوگا، اس کا نام آسمانوں میں احمد اور زمین میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر وہ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا اور نہ زمین و آسمان کو۔

بس احد سی یا احمد سی اے کل پیارا کل بنیا  
یاراں دیاں گلاں یار جانن آدم تے پیارا کل بنیا  
نور محمد روشن آہا آدم جدوں نہ ہويا  
اول آخر دو ہیں پاسیں مل کھلویا

کرسی عرش نہ لوح قلم سی نہ سورج چن تارے  
 اودوں وی نور محمد والا دیندا سی چکارے  
 سبھے نور اوسیدے نوروں او سدا نور حضوروں  
 اس نوں تخت عرش دا ملیا موسیٰ نوں کوہ طوروں  
 بزرگو، دوستو! اللہ تعالیٰ نے ہر شے سے پہلے نور مصطفیٰ ﷺ کو پیدا  
 فرمایا۔ مگر منکرین طرح طرح کے حیلے بہانوں سے انکار کرتے ہیں اور سرکارِ  
 دو عالم ﷺ کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک  
 صاحب تفسیر روح البیان لکھتے ہیں: ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی  
 ابوالحسن خرقانی کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا۔ حضرت بایزید بسطامی کا ذکر ہو رہا تھا۔  
 محمود غزنوی نے پوچھا وہ کیسے بزرگ تھے؟ ابوالحسن خرقانی نے فرمایا:-

هُوَ رَجُلٌ مِّنْ رَّاهٍ اِهْتَدَىٰ ۝

(وہ ایسے مردِ کامل تھے، جس نے انہیں دیکھا ہدایت یافتہ ہو گیا)  
 سلطان محمود غزنوی نے عرض کیا کہ ابو جہل نے حضور اکرم ﷺ کو کئی بار  
 دیکھا، مگر ہدایت نہ پاسکا، ابوالحسن خرقانی نے جواب دیا:  
 اِنَّهُ مَا رَاَى رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنَّمَا رَاَى مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَتِيْمًا اَبِي  
 طَالِبٍ۔ (روح البیان ج ۳ ص ۱۲۹)

(ابو جہل نے رسول اللہ کو نہ دیکھا بلکہ اس نے محمد بن عبد اللہ یتیم ابی

طالب کو دیکھا)

آنکھ والا تیرے جو بن کا تماشہ دیکھے  
 دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی  
 ہو دیکھنا تو دیدہ دل وا کرے کوئی  
 دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ  
 یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

آج بھی مومن ہیں، وہ آپ کو نوڑ من نور اللہ دیکھ رہے ہیں اور منکرین  
 و بے دین انہیں اپنے جیسا بشر محمد بن عبد اللہ سمجھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت  
 نصیب فرمائے۔

أَيْكُمْ مِثْلِي

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے صیام وصال رکھنا شروع کیے۔ یعنی آپ نہ سحری  
 کے وقت کچھ کھاتے، اور نہ افطاری کے وقت کچھ تناول فرماتے۔ متواتر روزے  
 سے رہتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ادائے محبوب پسند آئی اور انہوں نے بھی اسی طرح  
 روزے رکھنا شروع کر دیئے جس کی وجہ سے وہ کمزور ہو گئے۔ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے غلاموں کی کمزوری کو دیکھا تو ان کو ایسے روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ ایک  
 صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو ایسے روزے رکھتے ہیں اور ہمیں  
 منع فرماتے ہیں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

أَيْكُمْ مِثْلِي أَيَّتْ يَطْعَمَنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي۔ (مشکوٰۃ ص ۱۷۵)

(تم میں سے میری مثل کون ہے؟ میں تو رات کو سوتا ہوں تو میرا رب

مجھے کھلا اور پلا دیتا ہے)۔

بزرگو، دوستو! جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود فرما رہے  
 ہیں، اَيْكُمْ مِثْلِي (کون ہے تم میں سے میری مثل) تو جب صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

مثل نہ بن سکے، پھر تم کون ہو جو نبی کریم کی مثل ہونے کا دعویٰ کرتے ہو۔  
الحمد للہ! اہل سنت نبی پاک، صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مانتے ہیں۔ سرکارِ اعلیٰ  
حضرت فرماتے ہیں۔

تو ہے سایہ نور کا، ہر عضو ٹکڑا نور کا  
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا  
تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا  
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے ہر شے سے پہلے نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔ پھر وہ منتقل  
ہوتا ہوا حضرت عبداللہ کی پشتِ انور میں پہنچا۔ اس نور کی تنویر سے آپ کی پیشانی  
منور ہوئی۔ ایک مکی عورت نے سیدنا عبداللہ کے ماتھے کی تجلی کو دیکھا، تو کہنے لگی۔  
آپ مجھ سے شادی کر لیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں والدین کی رضا کے بغیر کچھ  
نہیں کر سکتا۔ آپ کی شادی حضرت آمنہ سے ہو گئی اور یہ نور پاک حضرت عبداللہ  
کی پشت مبارک سے حضرت آمنہ کے شکمِ انور میں منتقل ہو گیا۔ کچھ دنوں کے  
بعد حضرت عبداللہ اس مکی عورت کے قریب سے گزرے جو آپ سے شادی کرنے  
کی خواہشمند تھی، کیا دیکھتے ہیں کہ آج اس عورت نے چہرہ پھیر لیا۔ آپ نے اس  
سے منہ پھیرنے کی وجہ دریافت کی، تو وہ کہنے لگی:-

لَقَدْ رَأَيْتُ بَيْنَ عَيْنَيْكَ نُورًا مَا أَرَاهُ الْآنَ۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۴۱)

(آپ کی پیشانی میں جو نور میں نے دیکھا تھا اب وہ مجھے نظر نہیں آتا)

وہ جس کے نور سے تیری چمکتی تھی یہ پیشانی  
اسی کی تھی میں طالب اور اسی کی تھی میں دیوانی  
مگر میں رہ گئی محروم قسمت میری پھوٹی ہے  
سنا ہے وہ نعمت آمنہ نے تجھ سے لوٹی ہے

### نور کی جلوہ گری:

حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ جب سید دو عالم ﷺ میرے شکم میں  
جلوہ گر ہوئے تو مجھے ہر طرف سے مبارکبادی کی آوازیں آتی تھیں اور جب  
ولادت باسعادت کا وقت قریب آیا تو حضرت عبدالمطلب طوافِ کعبہ میں مشغول  
تھے۔ کیا دیکھتی ہوں کہ چند دراز قد عورتیں میرے گھر میں داخل ہوئیں میں حیران  
تھی کہ یہ بلند قامت عورتیں کون ہیں اور کہاں سے آئی ہیں؟ تو ایک ان میں سے  
بولی: میرا نام آسیہ ہے، دوسری نے کہا: میرا نام مریم ہے اور دوسری حوریں ہیں۔  
چنانچہ روح دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اور آپ نے دنیا میں تشریف  
لاتے ہی سب سے پہلے سجدہ فرمایا۔

ولادت ہوندیاں سونہنے نے سجدے وچہ سر رکھیا  
گنہگاراں نوں چین آیا خطاواں مسکرا پیاں  
مولانا حسن رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں۔

پر نور ہے زمانہ صبح شب ولادت  
پردہ اٹھا ہے کس کا صبح شب ولادت  
جلوہ ہے حق کا جلوہ صبح شب ولادت  
سایہ خدا کا سایہ صبح شب ولادت

بزرگو، دوستو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے ہوئے تشریف لائے۔ سجدہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جسم پاک ہو جگہ پاک ہو، لباس پاک ہو۔ آپ نے سجدہ فرما کر یہ اعلان بھی فرما دیا کہ میں بھی پاک ہوں، جگہ بھی پاک ہے اور میری والدہ بھی پاک ہیں۔

جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا۔ (بخاری) ترجمہ: میرے لیے ساری زمین مسجد بنا دی گئی۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی برکت سے زمین شرق سے غرب تک شمال سے جنوب تک تحت الشریٰ تک پاک ہو گئی۔ نبی کی مثل بننے والو جہاں تم قدم رکھو زمین بھی تم سے پناہ مانگے۔

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے جہاں قدم رکھے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاتَّخَذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى۔ (پ ۳۷ ع ۳)

(اور ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو مصلیٰ بناؤ)

جہاں اللہ کی بندی حضرت ہاجرہ نے قدم رکھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ۔ (پ ۳۷ ع ۲)

(بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے ہیں)

بزرگو، دوستو! آدم علیہ السلام کے قدموں کی برکت سے میدانِ عرفات پاک

ہوا۔ ابراہیم علیہ السلام جہاں کھڑے ہوئے وہ جگہ مصلیٰ بن گئی اور پاک ہو گئی۔

حضرت ہاجرہ کے جہاں قدم لگے، وہ پہاڑی پاک ہو گئی۔ حضرت

اسماعیل علیہ السلام کے قدموں کی برکت سے آب زمزم کا کنواں پاک ہو گیا اور محبوب

پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی برکت سے پوری روئے زمین پاک ہو گئی۔

میں عرض کر رہا تھا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کرتے ہوئے دنیا میں

تشریف لائے۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں پھر ایک سفید ابر نے آپ کو ڈھانپ لیا اور آپ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ پھر پردہ ہٹا تو کیا دیکھتی ہوں کہ آپ ایک سفید اونی کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں۔

حضرات! بارہ ربیع الاول صبح صادق ے وقت آپ کی جلوہ گری سے چمنستان دہر میں بہار آگئی۔ ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے۔ فارس کا آتش کدہ بجھ گیا، کفر سرنگوں ہو گیا، صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی، بت کدے زمین بوس ہو گئے، ایوان کفر میں زلزلہ آ گیا، توحید کا پرچم بلند ہوا تو آفتاب ہدایت کی شعاعیں چار سو پھیل گئیں، انسانیت کا مقتدر چمک اٹھا، باغ عالم میں باد بہاراں آگئی۔ دونوں عالم آپ کے نور سے منور ہو گئے۔

نور ازلی چمکیاں بنائے سبیرا ہو گیا

کملی والا آ گیا تھاں تھاں سویرا ہو گیا

رب نون وی ہو گئی دھرتی بڑی محبوب اوہ

جہڑی تھاں تے احمد مرسل دا ڈیرا ہو گیا

آپ کی تشریف آوری پر عرش و فرش، جن وانس، شجر و حجر، شمس و قمر،

برگ و ثمر غرض کائنات کا ذرہ ذرہ جھوم اٹھا اور سبھی نے خوشیاں منائیں۔

نثار تیرے چہل پہل پر، ہزاروں عیدیں ربیع الاول

سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

الحمد للہ! آج سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام بھی آپ کی آمد کے دن

عید میلاد النبی مناتے ہیں اور کچھ لوگ اس خوشی کو بدعت اور فضول خرچی کہتے ہیں،

اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔



بزرگو، دوستو! سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منانا آپ کی آمد کے دن خوشی کا اظہار کرنا اللہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ - (پ ۳۰ - ۱۸۷)

(اپنے رب کی نعمت کے خوب چرچے کرو)

وَأُذَكِّرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ - (پ ۲۷ - ۲۷)

(اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت جو تم پر ہے)

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا - (پ ۱۱ - ۱۱)

(تم فرماؤ کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت پر خوش ہونا چاہیے)

حضرات محترم! ان آیات بینات سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمتوں کا چرچا کرنا اس کے انعام و اکرام کو یاد کرنا، اس کے فضل و کرم پر خوشی کرنا اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ حضرات! اللہ تعالیٰ نے ہم پر بے شمار انعامات اور لاتعداد احسانات فرمائے، مگر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد، تمام نعمتوں سے بڑی نعمت ہے۔

جب دوسری نعمتوں کا چرچا کرنا، ان کی خوشی منانا جائز ہے تو جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد پاک منانا، آپ کی آمد پر عید منانا کیوں نہ دین و دنیا کی برکات حاصل کرنے کا ذریعہ ہوگا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں نزولِ رحمت کے دن عید منانا کہاں سے ثابت ہے۔ تو آئیے سنئے نزولِ رحمت کے دن عید منانا قرآن پاک سے ثابت ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے نبی کی سنت ہے۔ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ روح علیہ السلام پر نازل ہونے والے خوانِ نعمت کا ذکر بڑی تفصیل کے

ساتھ موجود ہے۔

### خوانِ نعمت:

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھنے والے حواریوں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کیا تمہارا خدا ہم پر آسمان سے خوانِ نعمت یعنی پکا پکایا کھانا اتار سکتا ہے؟ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے حواریو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، یعنی ایسے مطالبات نہ کرو اس قسم کی خواہشات کا اظہار مت کرو۔ حواریوں نے عرض کی: ہماری یہ خواہش کسی امتحان کی غرض سے نہیں، نہ ہی یہ سوال کسی شک و شبہ کی بنا پر کیا ہے، بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوانِ نعمت نازل ہو اور اسے کھا کر اطمینانِ قلب اور برکت حاصل کریں۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے ان کا ارادہ نیک اور ان کی نیت کو درست پایا، تو بارگاہِ خداوندی میں دست سوال دراز کیا اور دعا مانگی:

اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا۔ (پ ۷ ع ۵)

اے اللہ! ہم پر آسمان سے ایک خوانِ نعمت اتارتا کہ عید ہو واسطے ہمارے آپ کئی دعا کو شرفِ قبولیت حاصل ہوا، آسمان سے پکا پکایا کھانا اترا جس میں روٹیاں اور مچھلی تھی۔ حضرات! اگر آسمان سے پکا پکایا کھانا نازل ہو تو اللہ کا نبی عید منائے اور خوشیاں کرے۔ تو جس کے صدقے یہ ساری کائنات معرضِ وجود میں آئی، ت اس کی آمد کے دن عید مانان، خوشی کرنا کیسے بدعت ہو سکتا ہے؟ بزرگو، دوستو! رمضان المبارک میں ایک پیاری رات ہے جس کو لیلۃ القدر کہتے۔ وہ نزولِ قرآن کی رات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رات کی عظمت بیان کی ہے:-

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ - (پ ۳۰ ع ۲۲۶)

(شب قدر ہزاروں مہینوں سے بہتر ہے)

بزرگو، دوستو! رمضان المبارک میں ایک پیاری رات لیلۃ القدر ہے جس میں نزولِ قرآن کریم ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس رات کی عظمت و شان ہزار مہینوں کی عبادت و ریاضت سے بہتر بیان فرمائی۔ تو جس دن صاحبِ قرآن تشریف لائے، اس کی عظمت کا کیا کہنا۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں:-

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ -

(بخاری ج ۱ - ص ۲۷۰)

(جو شخص شب قدر میں ایمان سے اور ثواب کی نیت سے کھڑا ہوا تو اس

کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں)۔

نزولِ قرآن کی رات اتنی عظمت و مرتبت والی ہے کہ تمام گناہوں کی

بخشش ہو جائے تو صاحبِ قرآن جناب رسول کریم ﷺ کی جلوہ گری کے دن

خوشی کرنا اور عید مانان کیوں نہ بخشش کا ذریعہ ہوگی۔

یہ منکر لوگ یومِ نزولِ قرآن تو مناتے ہیں، مگر صاحبِ قرآن کا دن

منانے کو گمراہی اور فضول خرچی کہتے ہیں۔ یومِ پاکستان مناؤ، یومِ اقبال، چھ ستمبر،

یومِ آزادی، یومِ قائد اعظم مناؤ، ان پر کوئی اعتراض نہیں، لیکن اگر

عید میلاد النبی ﷺ منائیں تو فضول خرچی شرک و بدعت کی گردان شروع ہو جاتی

ہے۔ سرکارِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:-

دشمنِ احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

مثلِ فارس زلزلے ہوں نجد میں      ذکر آیاتِ ولادت کیجئے  
 غیظ میں جل جائیں بیدینوں کے دل      یارسول اللہ کی کثرت کیجئے  
 شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب      اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے  
 ظالمو محبوب کا تھا حق یہی      عشق کے بدلے عداوت کیجئے  
 یارسول اللہ دہائی آپ کی      گوشمال اہل بدعت یہ کیجئے  
 غوثِ اعظم آپ سے فریاد ہے  
 زندہ پھر یہ پاک ملت کیجئے

منکرین کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے صرف دو عیدیں منائی ہیں اور  
 بریلوی حضرات تین عیدیں کرتے ہیں، حالانکہ ان کا یہ اعتراض لغو ہے۔ سرورِ  
 کائنات، فخرِ موجودات ﷺ نے ایک جمعہ کے موقع پر ارشاد فرمایا:-  
 يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللَّهُ عِيدًا۔ (مشکوٰۃ: ص ۱۲۳)  
 ترجمہ: اے مسلمانوں کے گروہ! یہ بیشک وہ روز ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے عید بنایا۔  
 جمعہ و عیدین سب حضور نبی کریم ﷺ کے صدقے میں عطا ہوئے۔

### ثوبیہ کی آزادی:

ابولہب کافر نے نبی اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثوبیہ کو  
 آزاد کر دیا۔ جب ابولہب مر گیا تو اس کے گھر والوں نے اس کو خواب میں دیکھا،  
 تو عذاب میں مبتلا تھا۔ پوچھا: اے ابولہب تیرا کیا حال ہے؟ تو اس نے کہا: مجھے  
 کوئی بھلائی نہیں ملی، عذابِ الہی میں بُری طرح گرفتار ہوں، مگر:-  
 اِنِّی سَقِیْتُ فِیْ هٰذِهِ بِعِتَاقَتِیْ ثُوْبِیَّةً۔ (بخاری: ج ۲ ص ۷۶۳)

ترجمہ: ثوبیہ کے آزاد کرنے کی وجہ سے مجھے اس انگلی کے ذریعے سیراب کیا جاتا ہے۔

یعنی جس انگلی کے اشارے سے نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں ثوبیہ کو آزاد کیا تھا، اس کے چوسنے سے آرام ملتا ہے۔ اگر کافر آپ کی آمد کی خوش کرے تو اس کو بھی فائدہ پہنچے، تو پھر غلاموں کو عذاب قبر و حشر سے کیوں نہ نجات حاصل ہوگی۔

یہ دربارِ محمد ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا

یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

الحمد للہ مومن سرکارِ دو عالم ﷺ کا میلاد مناتے ہیں، خوشیاں کرتے ہیں،

جلسے منعقد کراتے ہیں، جلوس نکالتے ہیں۔ یہ سب کچھ خوشی کا اظہار ہے۔

میلادِ مصطفیٰ:

شاہ ولی اللہ اپنے والد شاہ عبدالرحیم کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے

والد بزرگوار نے مجھے خبر دی کہ میں عید میلاد النبی کے روز کھانا پکوا یا کرتا تھا۔ ایک

سال تنگ دست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا، مگر صرف بھننے ہوئے چنے۔ میں نے

وہی چنے تقسیم کر دیئے۔ رات کو سرکارِ دو عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا اور کیا

دیکھتا ہوں کہ حضور کے سامنے وہی بھننے چنے رکھے ہیں اور آپ بہت شاد ہو کر

تناول کر رہے ہیں۔ (درثمین)

تین جھنڈے:

میں عرض کر رہا تھا کہ سید المرسلین ﷺ کی آمد پر عرش و فرش نے خوشی

کی۔ سیدہ آمنہ فرماتی ہیں: میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک مشرق میں نصب کیا گیا اور ایک کعبے کی چھت پر۔ ہم اگر جھنڈیاں لگائیں، تو ان کو دکھ ہوتا ہے۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جھنڈے لگائے گئے۔

آئی نئی حکومت سکہ نیا چلے گا عالم نے رنگ بدلا صبح شب ولادت  
روح الامین نے گاڑا کعبے کی چھت پہ جھنڈا تاعرش اڑا پھر صبح شب ولادت  
حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: — —

خَرَجَ مِنِّي نُوْرٌ اَضَاءَ لَهٗ قُصُوْرُ الشَّامِ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۲۷)  
مجھ سے نور نکلا جس سے میں نے شام کے روشن و منور محلات دیکھ لئے  
بزرگو، دوستو! بھیجنے والے نے اعلان کیا:

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ

آنے والے نے اعلان کیا:

اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِي

اور جس کے گھر تشریف لائے وہ فرماتی ہیں:

خَرَجَ مِنِّي نُوْرٌ

تو اب اگر چودھویں صدی کا ملاں حضور پر نور شافع یوم النور صلی اللہ علیہ وسلم کے

نور کا انکار کرے تو آپ کے نور میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهِمْ وَلَوْ كَرِهَ

الْكٰفِرُوْنَ۔ (پ ۲۸ ع ۹۴)

(اور چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو مونہوں کی پھونکوں سے بجھا دیں

اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا ہے خواہ کافر برائے ہوں۔)

پھوکاں مار بھایا لوڑن نور محمد والا  
 نور محمد کدی نہ بجھسی وعدہ حق تعالیٰ  
 بزرگو، دوستو! آپ کی ولادت باسعادت کے وقت اتنی روشنی ہوئی کہ  
 آپ کی والدہ محترمہ نے اپنے بستر پر لیٹے لیٹے شام کے محلات روشن دیکھ لئے۔  
 آپ کی ولادت باسعادت سے قبل آپ کے والد محترم سیدنا حضرت  
 عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاْوَىٰ- (پ ۱۸۳۰ ع ۱۸)  
 (کیا اس نے تمہیں اے نبی، یتیم نہ پایا، پھر جگہ دتی)

### حلیمہ سعدیہ:

مکہ کے لوگوں کا دستور تھا کہ بچوں کو دودھ بلانے کے لئے دائیاں بچوں  
 کو لے جایا کرتی تھیں۔ اس سال بھی حسب معمول بہت سی دائیاں مکہ شریف میں  
 پہنچیں اور امیروں اور مالداروں کے بچوں کو لے کر چلی گئیں۔ حضرت حلیمہ جن  
 کے مقدر کا ستارہ چمک چکا تھا، وہ سواری کی سست رفتاری کی وجہ سے پیچھے رہ  
 گئیں۔ جب مکہ پاک پہنچیں تو معلوم ہوا کہ تمام بچے دائیاں حاصل کر چکی ہیں،  
 صرف ایک بچہ جو در یتیم ہے، موجود ہے۔ اس کی طرف کسی دائی نے توجہ نہیں کی۔  
 لوگ کہتے ہیں کہ دائیاں میرے آقا کو یتیم سمجھ کر چھوڑ گئیں۔ میرا ایمان  
 ہے کہ آقا علیہ السلام نے کسی دائی کو پسند ہی نہیں فرمایا تھا۔

حضرت حلیمہ کو جب کوئی بچہ نہ ملا تو اپنے خاوند سے مشورہ کرنے لگی کہ  
 خالی ہاتھ جانا مناسب نہیں، اس لئے میں اس در یتیم کو لے آتی ہوں۔ حلیمہ  
 سعدیہ آستانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچی اور سید عالم کی زیارت سے مشرف ہوئیں، تو حسن

رسول کو دیکھ کر دل و جان سے قربان ہو گئی۔ میرے آقا علیہ السلام نے اپنی رضائی والدہ کو دیکھا تو تبسم فرمایا۔ گویا زبانِ حال سے اشارہ فرمایا: اے حلیمہ اگر تو ساری دایوں کے بعد آئی ہے تو میں سارے نبیوں کے بعد آیا ہوں۔

حضرت حلیمہ سعدیہ نے آپ ﷺ کو اٹھایا اور ماتھے کا بوسہ لیا اور دائیں پستان مبارک سے دودھ پلانا شروع کیا، پھر جب بائیں پستان کو آگے کیا تو آپ ﷺ نے منہ پھیر لیا۔ اس لئے کہ آپ کا ایک رضاعی بھائی تھا۔ آپ کے عدل و انصاف نے یہ پسند نہ فرمایا کہ اس کے حصہ کا دودھ پیا جائے۔ پھر حضرت حلیمہ نے آپ کو اٹھایا اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئیں۔

جھولی چہ کونین دی دولت سمیٹ لئی

کئی سی خوش بخت دائی حضور دی

پھر اپنے خاوند کو اس بچے کی زیارت سے مشرف کیا۔ وہ بھی آپ کے حسن و جمال پر فریفتہ و شیدا ہو گئے۔ پھر جب وہ اونٹنی کا دودھ دوہنے لگا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اونٹنی کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں اس سے قبل اس کے تھن خشک رہتے تھے۔ انہوں نے دودھ دوہا، اتنا دودھ نکلا کہ حلیمہ اور اس کے خاوند نے خوب پیا اور آرام کی نیند سوئے۔ چند دن مکہ میں ٹھہرنے کے بعد حضرت آمنہ سے اجازت حاصل کی اور اپنی سواری پر امام الانبیاء ﷺ کو سوار کر کے اپنے علاقے کی طرف سفر کرنا شروع کیا۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ میری سواری بڑی کمزور تھی، لیکن جب آپ اس پر سوار ہوئے تو اس میں برق رفتاری آ گئی، وہ تندرست و توانا ہو گئی۔ جب



کعبے کے قریب سے گزری تو تین سجدے کئے، پھر اپنا منہ آسمان کی طرف بلند کیا اور روانہ ہو گئی اور اتنا تیزی سے چلی کہ قوم کی تمام سواریوں سے آگے بڑھ گئی۔

جتھوں جتھوں سی لنگھدی جاندی سواری کملی والے دی

اوہ راہواں بن گیاں جنت اوہ تھاواں مسکرا پیاں

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ جو عورتیں ہمراہ تھیں، کہنے لگیں: اے حلیمہ! کیا

یہ وہی سواری ہے جو آتے وقت چل بھی نہیں سکتی تھی۔ میں نے جواب دیا: ہاں!

سواری تو وہی ہے، مگر سواری کی برکت سے اس میں تیزی آ گئی۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں، میں نے سنا کہ میری سواری کہہ رہی تھی، بخدا

اس کے بچے کی بڑی عظمت و برکت ہے، میں مردہ تھی، اس نے مجھے زندہ کر دیا۔

میں نحیف و کمزور تھی، قوی و توانا کر دیا۔ اے بنی سعد کی عورتو! تمہیں معلوم ہے

میری پشت پر وہ ہستی پاک سوار ہے جو سید المرسلین اور خیر الاولین والا آخرین حبیب

رب العالمین ہیں۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں: راستے میں دائیں بائیں جانب سے یہ آوازیں

آ رہی تھیں اے حلیمہ! تو غنی ہو گئی۔ بھیڑ بکریوں میں جس منزل پر اترتی، وہ سبزہ

زار نظر آتیں، جبکہ خشک سالی کا زمانہ تھا۔ جب ہم اپنی منزل پر پہنچے تو زمین خشک

اور ویران تھی، مگر جب میری بکریاں چرنے جاتیں تو خوب سیر ہو کر آتیں۔ ان

کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہوتے اور خوب جی بھر کر بھی دودھ پیتے۔

بزرگو، دوستو! حضرت حلیمہ کا گھر برکتوں سے بھر گیا۔

اسے حاجت نہ تھی اب کھانے اور پکانے کی  
 وہ تو بن گئی مالک خدا کے کل خزانے کی  
 وہ دن بھر شہر سارا گھوم لیتی تھی -  
 اسے جب بھوک لگتی تھی، لبوں کو چوم لیتی تھی  
 سرکارِ دو عالم ﷺ رات کے وقت پنگھوڑے میں اپنی انگلی مبارک سے  
 آسمان کی طرف اشارہ کرتے تو چاند جھک جاتا۔ سرکارِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ  
 فرماتے ہیں:-

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں  
 کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا  
 چونکہ آپ نور تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو کھلونے بھی نور کے  
 عطا فرمائے۔

(وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ)



# عظمتِ مصطفیٰ ﷺ

خطاب

مبلغ اسلام علامہ قمر الزماں اعظمی، برطانیہ

”اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔“

(کنز الایمان)

اسلامی عقائد میں اللہ کی ذات کے ساتھ ساتھ رسول پاک ﷺ کی ذات کو صحیح طور پہ سمجھنا اور اسے ماننا ضروری ہے ایمان بالرسالت اس وقت تک مکمل نہیں ہوگا جب تک کہ رسالت و نبوت ﷺ کے حقیقی مفہوم کو سمجھنا نہ جائے اور رسول ﷺ کو رسول ﷺ کی حیثیت سے نہ مانا جائے۔ بالکل اسی طرح سے جیسے کوئی خدا کا اقرار کرنے کے بعد کہے کہ میں خدا کو مانتا ہوں اور اس کے اختیار کو نہ مانے، اس کی قدرت کو نہ مانے، اس کے علم کو نہ مانے، اس کی حیات کو نہ مانے تو یقیناً وہ مسلمان نہیں ہے۔ اسی طرح سے سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کو رسول مان کر محمد رسول اللہ ﷺ پڑھنے کے بعد بھی اگر رسالت کے جو لوازمات ہیں اور وحی پاک کے جو خصائص ہیں ان کو نہیں مانتا ہے تو وہ مومن نہیں ہے۔ اب آئیے ہم دیکھیں کہ پیغمبر کون ہوتا ہے، نبی ﷺ کی حیثیت کیا ہے؟

## قانون فطرت

اس کائنات میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسی وجہ سے ایک مخلوق کو دوسری مخلوق پر برتری عطا فرمائی۔ آپ زمین پہ بیٹھے ہوئے ہیں، اسے ہم جمادات کی دنیا، پتھروں کی دنیا کہتے ہیں یہ غیر نامی دنیا ہے۔ اس کے اندر بڑھنے کی صلاحیت نہیں ہے، چلنے کی صلاحیت نہیں ہے، محسوس کرنے کی صلاحیت نہیں ہے، یہ جاندار نہیں ہے۔ لیکن اسی زمین پر پودوں کی ایک دنیا ہے، یہ پودے جاندار ہوتے ہیں، یہ پودے اپنی جگہ پر بڑھتے ہیں، یہ چھوٹے اور بڑے ہوتے ہیں، ان کی قد و قامت میں اضافہ ہوتا ہے، ان کے اندر نمو کی صلاحیت ہے اس لیے پروردگار عالم نے زمین کے مقابلے میں پودوں کو افضلیت عطا فرمائی ہے۔ زمین لاکھ بڑھ جائے پودا نہیں بن سکتی ہے۔ اس کے بعد پودوں کے مقابلے میں

جانوروں کی دنیا ہے۔ جانور بڑھتے بھی ہیں اور منتقل بھی ہوتے ہیں پودا بڑھتا تو ہے لیکن اپنے مقام سے دوسرے مقام پر منتقل نہیں ہوتا، چل پھر نہیں سکتا۔ مگر جانور بڑھتا بھی ہے اور چل پھر بھی سکتا ہے۔ اس لیے پروردگار عالم نے پودوں کو بھی محتاج غذا بنایا مگر ہر پودا پوری زندگی میں اپنی روزی اپنے پیروں کے نیچے سے حاصل کرتا ہے۔ پودوں کو روزی حاصل کرنے کے لیے، خوراک حاصل کرنے کے لیے کہیں اور جانا نہیں پڑتا بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس پودے کو سب کچھ وہیں عطا فرماتا ہے جہاں وہ کھڑا ہے، جہاں وہ پلانٹ (Plant) کیا گیا ہے۔ ایک پودا جب سر اٹھاتا ہے اور زمین سے اس کی کوئی کوئی نکتی ہے تو نسیم سحر سے جھولا جھلاتی ہے، شبنم اس کا چہرہ دھلاتی ہے، زمین اسے غذا فراہم کرتی ہے، آفتاب اسے دودھ پلاتا ہے، اس پودے کی جتنی ضروریات ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ اسے وہیں پہنچا دیتا ہے جہاں وہ پودا موجود ہے کیونکہ پودا چل نہیں سکتا اس لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کی روزی کا سامان اس کے پیروں کے نیچے پیدا فرما دیا اور پورے نظام فطرت کو اس بات پر لگا دیا ہے کہ وہ پودے کو پالیں پروان چڑھائیں۔ لیکن پودوں کے مقابلے میں جانوروں کی دنیا ہے۔ جانور کو اللہ نے پودوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ جانور چل سکتا ہے، ایک مقام سے دوسرے مقام پر جا سکتا ہے۔ اس لیے زمین پر جانور کی غذا بھی پیدا کی گئی لیکن اس غذا کے ساتھ ساتھ پابندی یہ لگائی گئی کہ جانور درخت کی طرح سے اگر اپنے پیروں پر کھڑا ہو کر روزی حاصل کرنا چاہے تو نہیں حاصل کر سکتا ہے بلکہ جانور کو چلنا پڑے گا، گھاس چرنی پڑے گی، اپنے سبزے کو پہچاننا پڑے گا، اپنی روزی تلاش کرنی پڑے گی، ہزاروں طرح کی گھاسوں میں سے اپنی خوراک کو جاننا پڑے گا، محنت کرنا پڑے گی، دن بھر مشقت کرنا پڑے گی تب وہ اپنا پیٹ بھر سکتا ہے۔ یہاں سے فطرت کا یہ قانون معلوم ہوا، قدرت کا یہ نظام معلوم ہوا کہ اللہ کی وہ مخلوق جو صلاحیت رکھتی ہے اگر وہ اپنی صلاحیت کو

استعمال نہیں کرتی تو اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ جانور اگر چل پھر کے روزی حاصل کرنا نہ چاہے تو وہ زندہ نہیں رہے گا۔

## اشرف المخلوقات

جانوروں کے مقابلے میں ایک دنیا اور ہے جسے ہم انسانوں کی دنیا کہتے ہیں۔ انسان کو سب سے افضل بنایا گیا ہے، سب سے بہتر بنایا گیا ہے انسان بڑھتا بھی ہے، انسان چلتا بھی ہے، انسان عقل و شعور بھی رکھتا ہے، سوچنے، سمجھنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے، حق و باطل کا امتیاز بھی رکھتا ہے، تحقیق اور ریسرچ کی بنیادیں بھی انسان کے دماغ میں ہیں، انسان دریافت بھی کرتا ہے، انسان خوب سے خوب تر کی تلاش میں بھی رہتا ہے اور بہتر سے بہتر کی جستجو میں بھی رہتا ہے اس لیے پروردگار عالم نے زمین کو انسان کے لیے بھی غذا کا ذریعہ بنایا لیکن انسان اس طرح غذا حاصل نہیں کرے گا جیسے جانور حاصل کرتا ہے۔ جانور جہاں بھی سبزہ دیکھے گا منہ ڈالے گا۔ لیکن انسان جہاں بھی فائدہ دیکھے وہاں نہیں جھک سکتا بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کی روزی پر اپنے قانون کے پھرے بٹھادیے ہیں۔ یہ حلال ہے یہ حرام ہے، یہ جائز ہے یہ ناجائز ہے۔ یہ مفید ہے یہ غیر مفید ہے، اس لیے کہ یہ انسان ہے۔ جانور حلال و حرام کی تمیز نہیں کر سکتا اس لیے اس کو اس کی فطرت کے حوالے کر دیا گیا ہے، اس کی جبلت کے حوالے کر دیا گیا ہے کہ جبلت جسے پسند کرے اسے استعمال کرے، اور جسے ناپسند کرے اسے چھوڑ دے لیکن انسان کو صرف جبلت کے حوالے نہیں کیا گیا ہے بلکہ انسان کو عقل دی گئی، انسان کو شعور دیا گیا، سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت دی گئی پھر پابندیاں لگا دی گئیں۔

قانون یہ ہے کہ جب دائرہ اختیار بڑھایا جاتا ہے تو دائرہ احتیاج بھی بڑھا دیا جاتا ہے۔ انسان بہت افضل ہے، انسان بہت عظیم ہے۔ آج دنیا میں جتنا حسن ہے، جتنا جمال ہے، جتنی رونق ہے یہ سب انسانوں کے دماغ کی پیداوار ہیں۔ یہ عظیم الشان عمارتیں، بلڈنگیں (Buildings) یہ خلاؤں میں پرواز کرنے والے انسان، یہ روشنی اور

اس کے قمتے، یہ زمین پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمتوں کو حاصل کرنے کے مختلف ذرائع، یہ سب انسانوں کی محنتوں کا نتیجہ ہے لیکن انسان ایک جگہ سخت ناکام ہے۔ دنیا بھر کے لیے قانون بنا سکتا ہے، لیکن اپنی زندگی کے لیے نہیں اس لیے کہ اپنی زندگی کے بارے میں وہ بہت تھوڑی معلومات رکھتا ہے۔ وہ کل کے بارے میں نہیں جانتا، وہ آنے والے زمانے کے بارے میں نہیں جانتا۔ اس لیے اگر انسان اپنی زندگی کے لیے خود کوئی قانون بنائے گا تو وہ ناکام ہو جائے گا اس لیے پروردگار عالم نے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے ہر دور اور ہر عصر میں پیغمبران کرام کو بھیجا۔ اب ترتیب یہ ہے کہ زمین اگر ترقی کر جائے تو جانور نہیں بن سکتی، جانور ترقی کر جائے تو انسان نہیں بن سکتا اور انسان ترقی کر جائے تو نبی نہیں بن سکتا ہے۔ اس لیے کہ انسانوں کو صرف عقل دی گئی ہے اور نبی کو وحی کا منصب دیا گیا ہے، وحی پاک عطا فرمائی گئی ہے۔

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی (الکہف ۱۱۰)

(ترجمہ: اے محبوب! تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔ مجھے

وحی آتی ہے۔) (کنز الایمان)

یعنی میرا امتیاز یہ ہے کہ میں چہرے مہرے میں تم جیسا ہوں اور فیشیل آف آؤٹ لک (Facial of Out Look) میں تم جیسا ہوں۔ مگر وحی پاک کی بنیاد پر میں تم سے اتنا ممتاز ہوں جیسے تم جانور سے ممتاز ہو۔ جانور ترقی کر کے انسان نہیں بن سکتا ہے اس لیے کہ انسان کو عقل دی گئی ہے، انسان کو شعور دیا گیا ہے، سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت دی گئی ہے، انسان ترقی کر کے نبی نہیں بن سکتا اس لیے کہ نبی کو وحی عطا فرمائی گئی ہے۔ وہ براہ راست مبداء فیاض اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے علم حاصل کرتا ہے اور ساری کائنات کو تقسیم کرتا ہے۔

یہ بات سمجھ لینے کے بعد آپ نبی کی عظمتوں سے واقف ہو سکتے ہیں، جان سکتے

ہیں کہ نبی کو علم کا ایک ایسا ذریعہ دیا گیا ہے جہاں تک انسان کی رسائی نہیں ہو سکتی، جہاں

انسان پہنچ ہی نہیں سکتا۔ ہزار کوشش کرے، ہزار ترقی کرے مگر وہ نبی نہیں بن سکتا، نبی کے

مرتبہ علم کو نہیں پہنچ سکتا اس لیے کہ بندے اور خدا کے درمیان میں نبی کی ذات ایک ”برزخ

کبریٰ“ ہے۔ ایک طرف وہ اللہ سے واصل ہے اور دوسری طرف بندوں سے قریب ہے۔ نبی کی ذات اللہ سے لیتی ہے اور بندوں میں تقسیم کرتی ہے، خدا سے لیتی ہے اور بندوں کو عطا کرتی ہے، اللہ سے نبی قانون لیتا ہے اور بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ ورنہ عالم یہ ہے کہ ہم بولتے ہیں تو ہمارا بولنا، ہمارا بولنا ہوتا ہے اور ہزاروں غلطیاں بھی کرتے ہیں۔ مگر نبی بولتے ہیں تو اللہ ارشاد فرماتا ہے وما ینطق عن الہوی ان ہوا الا وحی یوحی (انجم ۳-۴) ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ (کنز الایمان) یعنی محمد رسول اللہ ﷺ اپنی جانب سے کچھ نہیں فرمایا کرتے، جو کچھ فرماتے ہیں فرمان الہی ہوتا ہے۔ نبی کی زبان سیف قضا کی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ جو بول دیتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ ہماری سچائی کا یہ عالم ہے، ہمارے صدق کا یہ معیار ہے کہ ہم کسی حقیقت کو دیکھ کر بولتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ سچ ہے۔ مثال کے طور پر سامنے کوئی واقعہ ہو گیا اور آپ نے بیان کیا، ہم نے کہا یہ واقعہ سچ ہے۔ یعنی واقعہ ہو جائے اور ہم دیکھ کر بولیں تو اسے سچ کہا جاتا ہے مگر نبی کا یہ عالم ہے کہ جو بول دیں حالات کو ویسا ہونا پڑتا ہے، واقعات کو ویسا ہونا پڑتا ہے۔

جو شب کو کہہ دیا دن ہے تو دن نکل آیا

جو دن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کے رہی

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

نبی کے اس منصب کو نہ تسلیم کرنے والے، نبی اور غیر نبی میں اس فرق کو نہ ماننے والے، ہمیشہ دھوکہ کھاتے رہے، ہمیشہ نقصان اٹھاتے رہے اور ہمیشہ نبوت کے منصب کے بالواسطہ انکاری رہے۔ وہ شخص نبی کو مان ہی نہیں سکتا جو نبی کے منصب کو نہ مانے، جو نبی کی عظمت کو نہ مانے اور جو نبی کے وقار کو نہ مانے۔

اختیارِ مصطفیٰ ﷺ

آپ کبھی کبھی یہ دیکھتے ہوں گے، یہ محسوس کرتے ہوں گے کہ تاریخ سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ پر الزام عائد کرتی ہے کہ اللہ کے رسول بہت مجبور ہیں اللہ کے



رسول ﷺ کو اختیار نہیں ہے، اللہ کے رسول ﷺ حالات کے دباؤ میں ہیں، یہ ساری باتیں تاریخ میں آپ کو ملیں گی۔ مثال کے طور پر اللہ کے رسول تاجدار دو عالم سرور کائنات ﷺ کعبہ اللہ کی دیواروں کے نیچے اپنے پروردگار کا سجدہ کر رہے ہیں، خیال آتا ہے کہ ہم کعبہ کے اندر بھی جا کر دیکھیں۔ آخر ان کے جدا مجد کی تعمیر ہے، جناب ابراہیم علیہ السلام نے بنایا ہے، اسی کعبہ کی دیواروں کے نیچے ان کی آمد کے لیے دعائیں کی گئی ہیں۔ ان کے لیے تمنائیں کی گئی ہیں اس لیے وہ کعبہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ کلید بردار کعبہ عثمان ابن طلحہ سے کہتے ہیں، ”کنجی مجھے دے دو۔ میں اپنے رب کے گھر میں اپنے رب کا سجدہ کرنا چاہتا ہوں۔“ عثمان اس وقت مسلمان نہیں تھے کافر تھے، کہتے ہیں ”اے محمد! (ﷺ) یہ کنجی یہودیوں کو مل سکتی ہے، نصرانیوں کو مل سکتی ہے، صابیوں کو مل سکتی ہے مگر تمہیں نہیں مل سکتی۔ اس لیے کہ کعبہ کے اندر ہمارے خدائے ہوئے ہیں اور تم ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہتے ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے خداؤں کے دشمن کو چابی عطا کر دیں۔“ آپ اندازہ کیجئے، بظاہر اللہ کے رسول ﷺ اتنے مجبور نظر آتے ہیں کہ کلید بردار کعبہ یعنی کنجی اٹھانے والے سے کنجی مانگ رہے ہیں نماز پڑھنے کے لیے۔ لیکن اختیار کا یہ عالم ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ”عثمان! کل یہ کنجی میرے پاس ہوگی اور میں تمہیں دوں گا پھر قیامت تک تم سے کوئی نہ لے سکے گا۔“ پتہ یہ چلا کہ جہاں جہاں تاریخ نبی پر جبر کا الزام عائد کرنے کی وہیں، وہیں حدیث مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نبی کے علم اور اختیار کا چرچا کرتی نظر آئے گی، نبی کی عظمتوں کا اظہار کرتی ہوئی نظر آئے گی۔ نبی کو حدیث مصطفیٰ کی روشنی میں پڑھو، اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ ”کل یہ کنجی میرے پاس ہوگی“..... کیا مطلب؟ یعنی مکہ فتح ہو جائے گا۔ آج تم قابض ہوکل اس شہر پر میرا قبضہ ہوگا، یہ کنجی میرے پاس ہوگی اور میں تمہیں دوں گا۔ یہ دوسرا اختیار ہے، یہ دوسرا علم ہے جو نبی بتا رہے ہیں کہ بڑے بڑے سلاطین قریش مارے جائیں گے، ابو جہل مارا جائے گا، عتبہ اور شیبہ مارا جائے گا۔ مگر تم اس وقت بھی زندہ ہو گے تب تو یہ کنجی تمہیں میں دوں گا۔ زندگی کی ضمانت لے رہے ہیں، زندگی کے

بارے میں باضابطہ ضمانت دے رہے ہیں کہ تم اس وقت بھی زندہ رہو گے اور قیامت تک تم سے کوئی نہ لے سکے گا مگر ظالمو! سنو! اس میں دو باتیں آپ ﷺ نے بتائیں یعنی قیامت تک تمہارا خاندان زندہ رہے گا۔ ہزاروں قومیں مٹیں گی، ہزاروں طبقات اٹھیں گے، ہزاروں قوموں کے سر سے اقتدار چھینا جائے گا، ہزاروں قومیں خاک و خون میں تڑپیں گی، ہزاروں قومیں صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گی۔ مگر تمہارا خاندان قیامت تک موجود رہے گا اور یہ چابی اس کے پاس رہے گی۔ آپ اندازہ کریں بظاہر یہ مجبوری نظر آتی ہے کہ نبی چابی طلب کر رہے ہیں لیکن اختیار اور علم یہ ہے کہ زندگی کی ضمانت دے رہے ہیں، فتح مکہ کی خبر دے رہے ہیں، حیات کے طول کی خبر دے رہے ہیں اور قیامت تک عثمان ابن طلحہ کے خاندان کی بقا کی خبر دے رہے ہیں۔ کیا یہ علم مصطفیٰ انہیں ہے، کیا یہ اختیار نہیں ہے؟ یاد رکھیے کسی کے لیے بھی علم کے ساتھ اختیار کا ہونا ضروری ہے۔ اگر علم پایا گیا اور اختیار نہیں پایا گیا تو علم بے کار ہے اور اختیار پایا گیا اور علم نہیں ہے تو اختیار بے کار ہے۔ مثال کے طور پر ایک حاکم ہے جو جانتا ہے کہ اس علاقہ میں فلاں فلاں مجرم ہیں لیکن وہ مجرم اتنے طاقتور ہیں کہ حاکم بے بس ہے وہ ہاتھ نہیں ڈال سکتا، علم تو ہے مگر اختیار نہیں ہے۔ یہ بے بسی جرم کو روک نہیں سکتی۔ اسی طرح سے کوئی شخص ہے جو حاکم ہے وہ یہ نہیں جانتا کہ اس علاقے میں کون کون لوگ مجرم ہیں لیکن پکڑنے کی طاقت رکھتا ہے یعنی اختیار ہے مگر علم نہیں ہے تو یہ بھی اس کے لیے بے کار ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے سرور کائنات ﷺ کو عالم بھی بنایا اور مختار کل بھی بنایا ہے یعنی وہ علم بھی رکھتے ہیں اور اختیار بھی رکھتے ہیں۔

اس علم اور اختیار کا مظاہرہ ہر اس مقام پر آپ کو نظر آئے گا جہاں تاریخ ان پر مجبوری کا الزام عائد کرے گی۔ اللہ کے رسول تاجدار دو عالم ﷺ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرما رہے ہیں۔ بظاہر تاریخ یہ کہتی ہے کہ آپ نے اپنا گھر چھوڑا، اپنا وطن چھوڑا، حالات ایسے تھے کہ آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا جا رہا تھا اس لیے آپ کو ہجرت کرنا پڑی، ہجرت آپ کی ضرورت تھی۔ معاذ اللہ، یا آپ کی مجبوری تھی؟ مگر آپ ذرا سوچیں یہاں بھی اختیار کے

کتنے چشمے پھوٹتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ اللہ کے رسول تاجدار دو عالم ﷺ غارِ حرا میں ہیں اور اوپر کافر ٹہل رہے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ”یا رسول اللہ ﷺ ہم یہاں نیچے موجود ہیں اوپر کافر ٹہل رہے ہیں ایک ذرا وہ نیچے نظر ڈالیں تو ہم نظر آ جائیں گے۔“ تو اللہ کے رسول ﷺ اپنے اللہ کے بخشے ہوئے اختیار و اعتماد کی بنیاد پر کہتے ہیں ”لَا تَحْزَنُ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا“ (التوبہ ۴۰) ترجمہ: ”غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“ (کنز الایمان) یعنی اے ابوبکر غم نہ کرو ہمارے ساتھ ہمارا خدا ہے، ہمارے ساتھ ہمارا پروردگار ہے۔ اس میں چند باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو یہ خبر دے رہے ہیں کہ یہ کافر نیچے دیکھ ہی نہیں سکتے۔ تم سمجھتے ہو یہ دیکھیں گے مگر نہیں دیکھ سکتے۔ دوسری یہ خبر دے رہے ہیں کہ کافر ہم پر غلبہ حاصل نہیں کریں گے اور تیسری یہ خبر دے رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ ہمارا خدا ہے اس لیے غم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مشیت کو نبی کا یہ جملہ اتنا پسند آیا کہ مشیت نے نبی کے اس قول کو اپنا قول بنا کر قرآن میں نازل فرمادیا ”أَذِيقُوا لِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا“ (التوبہ ۴۰) ترجمہ: جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے (کنز الایمان) یعنی وہ لمحہ اپنی نگاہوں کے سامنے رکھو جب پیغمبر اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے، غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے اور قرآن نے صدیق اکبر کو صاحب کہہ کر صحابیت پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اب دنیا کی کوئی طاقت اس منصب سے انکار نہیں کر سکتی ہے۔

### علمِ نبی مختار ﷺ

اللہ کے رسول ﷺ غارِ ثور سے نکل کر مدینے کی طرف جا رہے ہیں۔ یہ بھی بڑا دردناک لمحہ ہے، بظاہر وہ جا رہے ہیں، بظاہر وہ مکہ چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ مکے والوں نے اعلان کیا ہے جو نبی کو گرفتار کرے گا اس کو سو (۱۰۰) سرخ (لال) اونٹ دیئے جائیں گے۔ اسے سونے سے لاد دیا جائیگا۔ کئی قافلے رسول پاک ﷺ کو تلاش کرنے کے لیے نکلے ہیں۔ اسی میں ایک شخص ہے جس کا نام سراقہ مدلی ہے۔ جو رسول پاک ﷺ کو تلاش کرتے ہوئے حضور ﷺ کے بہت قریب آ جاتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ حضور سرور کائنات محمد رسول

اللہ ﷺ بہت قریب ہیں وہ آپ پر کمند ڈالنا چاہتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ پلٹ کر دیکھتے ہیں کہ اس کے گھوڑے کے سموں کو زمین دبالتی ہے۔ وہ آگے بڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا اسے بڑی حیرت ہوئی۔ میں شہسوار بھی ہوں، میں عرب کا بہادر بھی ہوں، میرا گھوڑا چند بہترین گھوڑوں میں سے ہے مگر زمین میں سے اپنے پیر نہیں اٹھا پارہا۔ اس نے سوچا شاید اس میں زمین کی کوئی خصوصیت ہوگی۔ اس نے نبی ﷺ سے کہا ”آپ دعاء کیجئے کہ میں یہاں سے واپس چلا جاؤں۔“ حضور رحمۃ العالمین ہیں اپنے دشمن کے لیے دعاء کرتے ہیں۔ اگر وہ چاہتے تو گھوڑے کو وہیں جمائے رکھتے اور دنیا دیکھتی کہ نبی ﷺ کے گستاخ کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے؟ کہ نبی ﷺ کے گستاخ کو زمین بھی معاف نہیں کرتی ہے مگر حضور نے دعاء فرمادی۔ ایک مرتبہ پھر اسے خیال آیا کہ شاید یہ زمین کی وجہ سے ایسا ہوا ہوگا، زمین نرم رہی ہوگی یا ریت میں گھوڑے کا پیر دھنس گیا ہوگا۔ اس نے دوبارہ حملہ کرنا چاہا تو زمین نے اسے اس کے گھٹنوں تک نکل لیا۔ اب اسے محسوس ہوا کہ محمد عربی ﷺ پیغمبر ہیں انہیں گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔ اس نے کہا ”اب مجھے اجازت دیجئے کہ میں واپس جاؤں، مجھے معاف کر دیجئے اور دعاء کیجئے کہ زمین میرے گھوڑے کے قدموں کو چھوڑ دے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ جو بھی اس راستے سے آئے گا اسے واپس کر دوں گا اور آپ تک کسی کو پہنچنے نہیں دوں گا۔“

اللہ کے رسول ﷺ نے صرف یہی نہیں دیکھا کہ زمین نے اس کے گھوڑے کے قدم کو پکڑ لیا ہے بلکہ اس کے دل میں اس خواہش کو بھی دیکھ رہے تھے کہ یہ سونے کے لالچ میں آیا ہے اس امید پر آیا ہے کہ میں نبی کو گرفتار کر کے لے جاؤں گا تو مجھے سونا ملے گا۔ اللہ کے رسول تاجدار دو عالم ﷺ نے فرمایا ”سراقہ! میں تمہارے ہاتھوں میں کسریٰ (شہنشاہ ایران) کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔“ تم عربوں کا سونا چاہتے تھے؟ تم عربوں کی دولت چاہتے تھے؟ تم مکے والوں کا انعام لینے کے لیے آئے تھے؟ سوانٹ چاہتے تھے؟ سونا چاہتے تھے؟ میں تو کسریٰ ایران کے تاجدار کا زرنگار کنگن دیکھ رہا ہوں جو تمہارے ہاتھوں میں ہوگا۔ یعنی اے سراقہ دشمن بن کر آئے ہو مگر میں ایسا دینے والا ہوں کہ میرے در سے تم بھی مایوس نہیں جا سکتے ہو۔ مجھے گرفتار کرنے آئے تھے، مجھے قیدی بنانے آئے تھے، مجھے واپس لے جانے

کے لیے آئے تھے، مجھے میرے قاتلوں کے حوالے کرنے آئے تھے۔ مگر میں تمہارے ہاتھوں میں دنیا کی سب سے بڑی سپر پاور (Super Power) کسریٰ کے بادشاہ کا کنگن دیکھ رہا ہوں۔ آپ اندازہ فرمائیں کیسے رحیم ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ ہجرت کے موقعہ پر بظاہر مجبوری کے ساتھ ہجرت کر رہے ہیں۔ مگر اختیار کا یہ عالم ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت کو سر خمیدہ کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔ کسریٰ فتح ہوگا اور اس کا کنگن تمہیں ملے گا۔

جہاں جہاں تاریخ نبی پہ جبر کا الزام عائد کرے گی وہیں وہیں سرور کائنات ﷺ کے اختیار کا چشمہ پھوٹتا ہوا نظر آئے گا، حدیث پاک میں ان کی عظمتوں کا تذکرہ ہوگا۔ اب آپ اندازہ کیجئے اللہ کے رسول ﷺ کا زمانہ گزر چکا ہے، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکمراں ہیں اور ان کی حکومت کے زمانے میں اسلامی فوجیں ایران کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ غالباً قادیسیہ فتح ہو چکا ہے اور قادیسیہ سے آگے ایران کی سرحدوں میں داخل ہونے کا اسلامی فوجیں ارادہ کر رہی ہیں۔ ایسے موقعہ پر جناب سراقہ بیمار پڑتے ہیں، بیماری اتنی بڑھتی ہے کہ نبض کمزور چلنے لگتی ہے، دل کی دھڑکنیں اُلجھ جاتی ہیں، زندگی کی امید باقی نہیں رہتی۔ صحابہ جمع ہو جاتے ہیں۔ ”سراقہ آپ بیمار ہیں ایسے موقعے پر کوئی وصیت کی جاتی ہے کوئی وصیت کرنی ہو تو کر دیجئے۔“ جناب سراقہ بڑے اعتماد کے ساتھ کہتے ہیں! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں اس بیماری میں مر جاؤں گا نہیں! نہیں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ میرے آقا ﷺ نے فرمایا تھا سراقہ! میں تمہارے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔ ابھی میں نے وہ کنگن پہنا ہی نہیں ہے، تو ابھی موت کیسے گی۔“ موت اپنا وقت بدل سکتی ہے مگر نبی ﷺ کے فیصلے میں غلطی نہیں ہو سکتی ہے

جو شب کو کہہ دیا دن ہے تو دن نکل آیا

جو دن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کے رہی

پھر وہ وقت آیا کہ جب سیدنا عمر فاروقؓ کے زمانے میں ایران فتح ہوا اور حضور سرور کائنات ﷺ کے حکم کے مطابق لوگ کنگن تلاش کر رہے تھے۔ کسریٰ کے خزانوں میں اس کا کنگن نہیں ملا۔ چپہ سالار اسلام نے خبر دی کہ کنگن نہیں مل رہا ہے۔ جناب عمر فاروقؓ نے کہا ”یہ ممکن نہیں ہے! تلاش کرو، وہ کنگن تو دراصل رسول پاک ﷺ نے سراقہ کے ہاتھوں میں پہنا دیا تھا۔“ اس کے بعد پھر تلاش جاری رہی، اور کنگن ملا۔ جناب عمر فاروقؓ نے خود اپنے ہاتھوں سے پہنایا اور کہا کہ سراقہ! ”وہ لمحہ یاد کرو جب تم میرے رسول پاک ﷺ کو گرفتار کرنا چاہتے تھے، انہوں نے تمہارے ہاتھوں میں کسریٰ جیسے تاجدار کا کنگن پہنا دیا تھا یہ تمہاری امانت ہے اسے تم پہن لو۔“ اس کے بہت دنوں کے بعد جناب سراقہ بیمار ہوئے اور موت آئی۔

اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ صحابہ کرام میں ہر فرد کو سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کے علم پر بھی اعتماد تھا، ان کے اختیار کو بھی وہ تسلیم کرتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ حضور رحمت عالم سرور کائنات ﷺ جو کچھ فرماتے ہیں وہ لوح محفوظ کو دیکھ کر فرماتے ہیں، کائنات کا مشاہدہ کر کے فرماتے ہیں۔ ان کے سامنے حال اور مستقبل سب برابر ہیں۔ پروردگار عالم نے انہیں اپنے فضل سے وہ سارے علوم عطا فرمادیئے ہیں اور ان علوم کے ساتھ ساتھ اختیارات بھی جس کے ذریعہ سے وہ کونین پر مکمل حکمرانی کر سکیں اور کونین کو اپنے مزاج اور اپنے ذہن کے مطابق تشکیل فرما سکیں۔ وہ نگاہوں سے عالم کو سنبھالے ہوئے ہیں۔

حضور رحمت عالم سرور کائنات ﷺ کی حیات طیبہ میں اس طرح کے بے شمار واقعات ملیں گے جن سے بظاہر انسان یہ محسوس کرنے لگا کہ اللہ کے رسول ﷺ شاید یہاں کمزور ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ عالم مجبوری میں دشمنوں کا مقابلہ کر رہے ہیں لیکن ایسا نہیں ہے۔ آپ دیکھئے! غزوہ خندق کا موقعہ ہے۔ یہ غزوہ خندق کا ایک ایسا واقعہ ہے جس کو تمام مفسرین مؤرخین اور خود قرآن عظیم نے انتہائی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

## غزوہ خندق

یہ ایسا موقعہ تھا جب اللہ کے رسول ﷺ کی فوج اس پوزیشن میں نہیں تھی کہ باہر نکل کر جنگ کر سکے۔ تو اپنے شہر کی حفاظت کے لیے صحابہ کرام نے اپنے ہاتھوں سے خندق کھودی اور خندق کھودنے میں اللہ کے رسول ﷺ شریک تھے۔ بڑے بڑے وزنی پتھر اٹھاتے، پھاؤڑے چلاتے۔ تین تین روز تک اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے شکم ناز سے پتھر باندھے رکھا۔ اس لیے کہ بھوک کی شدت شاید کام کرنے میں مددگار ثابت نہ ہو۔ ان کے صحابہ بھی بھوکے ہیں اور اپنے شہر کے دفاع کے لیے خندق کھود رہے ہیں۔ شہر کے چاروں طرف گڑھے کھود رہے ہیں تاکہ دشمن شہر کے اندر آنے نہ پائے۔ یہ عسرت کا عالم ہے، یہ تکلیف کا عالم ہے، ایسے موقع پہ ایک ایسا پتھر ابھرتا ہے جو چٹان نما ہے اور خندق کے راستے میں ہے اسے توڑنا بہت ضروری تھا ورنہ اس پتھر پر پیر رکھ کر دشمن سامنے آسکتا تھا۔ تمام صحابہ نے اس پتھر کو توڑنا چاہا، پھاؤڑے پہ پھاؤڑے مارتے رہے، تیر پہ تیر مارتے رہے، تیشے پہ تیشے چلاتے رہے مگر پتھر ٹوٹنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ اللہ کے رسول تاجدار دو عالم ﷺ نے فرمایا ”ہٹو! مجھے آزمانے دو۔“ آپ نے تیشہ اپنے ہاتھوں میں لیا اور مارا تو پتھر کئی ٹکڑوں میں تبدیل ہو گیا اور اس سے جو روشنی نکلی تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ میں اس پتھر کی روشنی میں قیصر و کسریٰ کی حکومت کو مفتوح ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، قیصر (شہنشاہ روم) بھی شکست کھا گیا ہے اور کسریٰ بھی مسلمانوں کے قدموں میں جھک گیا ہے۔ آپ اندازہ فرمائیے کہ یہ کتنا عظیم اعلان تھا۔ ابھی تو اپنا شہر بچانا چاہتے ہیں، ابھی تو اپنی آبادی بچانا چاہتے ہیں، ابھی تو اپنے ساتھیوں کو بچانے کے لیے خندق کھود رہے ہیں، ابھی تو آپ دفاعی جنگ کر رہے ہیں۔ بظاہر تاریخ یہ کہتی ہے کہ پیغمبر ﷺ دفاعی جنگ پر مجبور کر دیے گئے تھے۔ دفاعی رویہ (Defensive Attitude) سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بتاتا ہے، حدیث پاک بتاتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اس وقت

بھی مجبور نہیں تھے بلکہ اس وقت بھی قیصر و کسریٰ کی تقدیر کا فیصلہ فرما رہے تھے۔ اس سپر پاور (Super Power) کو مسلمانوں کے قدموں میں جھکا رہے تھے۔ سرور کائنات ﷺ مختار کل بن کر جلوہ گر ہوئے تھے۔ کہیں بھی کسی بھی منزل میں ان پر مجبوری کا الزام عائد نہیں کیا جاسکتا ہے۔ پھر آپ یہ کہہ سکتے ہیں اگر ایسا نہیں ہے تو یہ بتائیے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے پتھروں کی چوٹیں کیوں کھائیں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے زخم کیوں برداشت کیے؟ اللہ کے رسول ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے تھے، حضور سید عالم ﷺ کے قتل کے منصوبے بنائے گئے انہیں شعب ابوطالب میں تین سال تک قید رکھا گیا ان کے صحابہ نے گھاس تک کھایا، بچوں نے چمڑے چبائے اور بہت سے لوگوں نے جان دے دی۔ اگر اللہ کے رسول ﷺ مختار تھے، اللہ کے رسول ﷺ کو قدرت نے اختیارات عطا فرمائے تھے تو ان مصائب سے انہوں نے اپنی قوم کو بچایا کیوں نہیں؟

اُسوہ حسنہ

پیغمبر ہادی بن کر آتا ہے ایک نظام لے کر آتا ہے۔ پیغمبر کی زندگی کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی حیات کو اسوہ حسنہ بنا کر پیش کرے پوری قوم کے لیے، پوری دنیا کے لیے۔ اگر اللہ کے رسول ﷺ بدر و حنین اور خندق و خیبر کو معجزے سے فتح فرمالتے، اللہ کے بخشے ہوئے اختیار سے کافروں کو تباہ کر دیتے تو اسلام آگے نہیں بڑھتا۔ دنیا یہ کہتی کہ وہ پیغمبر ﷺ تھے انہوں نے معجزے سے فتح فرمایا، ہم تو پیغمبر ﷺ نہیں ہیں، ہم وہ کام کیسے کر سکتے ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ نے کیا تھا؟ اس لیے اللہ کے رسول ﷺ بھوکے رہے تاکہ اسلام کے لیے ہمیں بھوکے رہنے کا سلیقہ مل جائے، اللہ کے رسول ﷺ پیٹ پر پتھر باندھتے رہے تاکہ دین کا کام کرنے کے لیے ہمیں پیٹ پر پتھر باندھنا پڑے تو ہم باندھیں، اللہ کے رسول ﷺ اپنے راستے میں کانٹے بچھانے والوں کو دعائیں دیتے رہے تاکہ ہمارے راستے میں بھی کانٹے بچھائے جائیں تو ہم بھی ان کو دعائیں دیں، اللہ کے رسول ﷺ اپنے



جسم ناز پر گندگی کو برداشت کرتے رہے تاکہ دنیا اگر الزامات کی گندگی ہمارے معاشرے کے جسم پہ ڈالے تو ہم اس کو برداشت کر کے خود اس کو صاف کرنے کی صلاحیت پیدا کریں۔ اللہ کے رسول تاجدار دو عالم ﷺ نے ہر غم اس لیے برداشت کیا، ہر تکلیف اس لیے برداشت کی کہ اسلام صرف رسول پاک ﷺ کے زمانے کا مذہب نہیں تھا، اسلام صرف عہد صحابہ کا مذہب نہیں تھا، اسلام قیامت تک کے لیے تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی تکلیفیں جو تھیں وہ اختیاری تھیں اضطراری نہیں تھیں۔ بر بنائے اضطرار نہیں برداشت کر رہے تھے بلکہ بر بنائے اختیار برداشت کر رہے تھے۔ وہ جانتے تھے، وہ چاہتے تو سب کچھ ہو سکتا تھا وہ چاہتے تو اشارے سے کفر کی دنیا تباہ ہو سکتی تھی، وہ چاہتے تو اشارہ فرماتے اور طائف کے دونوں طرف کی پہاڑیاں طائف والوں پہ ڈال دی جاتیں۔ لیکن آپ اگر ایسا کرتے تو نبی ﷺ کے معجزات میں ایک معجزہ کا اور اضافہ ہو جاتا اور دنیا یہ کہتی کہ نبی ﷺ نے دشمنوں کا مقابلہ کیا، نبی ﷺ نے اسلام پھیلایا تو معجزے کی طاقت سے پھیلایا، ہم یہ کام کیسے کر سکتے ہیں۔ اس لیے اللہ کے رسول بھوکے رہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فاقہ کیا، اللہ کے رسول ﷺ نے تکلیفیں برداشت کیں، اللہ کے رسول ﷺ نے الزام برداشت کیے، اللہ کے رسول ﷺ نے زخم برداشت کیے، اللہ کے رسول ﷺ نے تیر کھائے، اللہ کے رسول ﷺ کے دندان مبارک شہید کیے گئے، اللہ کے رسول ﷺ کے دہن پاک میں باضابطہ طور پر تیر کی انی چھبی، اللہ کے رسول تاجدار دو عالم ﷺ نے وہ تمام زحمتیں برداشت کیں جو دین کے راستے میں ایک مومن برداشت کر سکتا تھا اور اس طرح سے انہوں نے ہمیں تعلیم دی، ہمیں سبق دیا کہ جب میں پیغمبر ہو کر اللہ کا محبوب ہو کر، یہ سب کچھ برداشت کر رہا ہوں تو تم بھی سب کچھ برداشت کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ، تم بھی ہر زخم گوارا کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اس کا یہ مطلب بالکل نہیں ہے کہ انہیں ان باتوں کے حوالے سے مجبور کہا جائے انہیں بے بس کہا جائے انہیں بے سہارا کہا جائے ان کی شخصیت پر ان کے علم پر اور ان کی زندگی پر الزام عائد کیا جائے۔

## سونے کے پہاڑ

اہل عرب کبھی کبھی کہا کرتے تھے کہ پیغمبر ﷺ اگر ہمارے لیے دولت کا سامان فراہم کر دیں تو ہم ایمان لائیں گے، اگر یہ زمین سونا گلنے لگے تو ہم ایمان لائیں گے، اگر ہماری غربتیں ختم ہو جائیں تو ہم ایمان لائیں گے۔ مگر اللہ کے رسول ﷺ انسانوں کے اس مزاج کو تسلی نہیں دینا چاہتے تھے۔ وہ چاہتے تو غربت ختم ہو جاتی، وہ چاہتے تو عرب کی زمین سونا گلنے لگتی، وہ چاہتے تو یہ سب کچھ ہوتا لیکن اگر وہ ایسا کرتے تو اس کا مطلب یہ تھا کہ لوگ ہمیشہ دین کو دنیاوی فائدے کے لیے قبول کرتے، دنیاوی مفاد کے لیے قبول کرتے، دین اخلاص چاہتا ہے۔ دین یہ نہیں چاہتا ہے کہ اس کو قبول کرنے والے اپنی دنیا کے لیے قبول کریں، اس کو قبول کرے والے اپنے فائدے کے لیے قبول کریں اس کو قبول کرنے والے اپنی دنیا بنانے کے لیے قبول کریں۔ اس لیے آقائے دو عالم سرور کائنات ﷺ نے ان کی یہ بات قبول نہیں فرمائی البتہ اپنے اختیار کا اعلان فرمایا ”لوشنت لسعت معی الجبال ذہبا“ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ پہاڑ سونا بن کر چلیں، یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ سونے کے ہو جائیں لیکن فرمایا سونے کے بن کر چلیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں جہاں چاہوں وہاں یہ پہاڑ سونا بن کر میرے ساتھ رہیں لیکن میں تو تمام انسانوں کو قانون دینے آیا ہوں، انسانوں کو نظام زندگی دینے آیا ہوں، انسانوں کے لیے اسوہ حسنہ بننے کے لیے آیا ہوں، ایک مکمل معیار بننے کے لیے آیا ہوں، ایک ایسا نظام پیش کرنے کے لیے آیا ہوں کہ آئندہ آنے والی امت اس پہ عمل کر سکے۔ میں پہاڑوں کو سونا بنا دوں تو دنیا یہ کہے گی کہ پیغمبر نے دولت کی طاقت کی بنیاد پر اسلام پھیلایا تھا۔ اس لیے میں فاقہ کر کے، زخم برداشت کر کے، اپنے ساتھیوں کی تکلیفیں گوارا کرتے ہوئے اسلام کو غالب کر کے رہوں گا تا کہ امتی ہر دور میں فاقہ کی زندگی اور تکلیف کی زندگی میں بھی اسلام کے غلبہ کی امید کر سکے اور میرے رول کو اور میرے اسوہ حسنہ کو اپنا سکے۔ اللہ کے رسول سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ ایک ایسا نمونہ ہے کہ جس پہ عمل کر لینے کے بعد ہم کامیابیوں کی تمام منزلیں اور کامیابیوں کی تمام عظمتیں حاصل کر سکتے ہیں۔ خدائے قدیر و جبار ہمیں پیارے

رسول ﷺ کے اسوۂ حسنہ پہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کے نظام زندگی کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وہ کیسے عظیم تھے، وہ کیسے بزرگ تھے، وہ کیسے محترم تھے، کتنے اختیارات تھے ان

کے اس کا اندازہ کرنا ہو تو اس روایت کو دیکھو کہ اللہ کے رسول تاجدار دو عالم ﷺ ایک پہاڑ

پر تشریف فرما ہیں ان کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، جناب عثمان غنی رضی

اللہ عنہ ہیں، جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کے صحابہ نے دیکھا کہ

پہاڑ لرز رہا ہے، کانپ رہا ہے، تھرا رہا ہے، جیسے کسی کو جاڑے والا بخار آ گیا ہو، صحابہ نے

عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ پہاڑ لرز رہا ہے۔“ تو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنا پیر پہاڑ کے

اوپر مارا اور کہا! ”اے پہاڑ ٹھہر جا! تجھ پہ ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔“

اپنے نبی ہونے کے بارے میں تو وہ جانتے تھے، صدیق اکبرؓ کو صدیق انہوں

نے خود بنایا تھا لیکن شہید ہونے والے ابھی شہید ہوئے نہیں، ابھی تو حضور کے سامنے موجود

ہیں مگر جناب عثمان غنیؓ اور علی مرتضیٰؓ کی شہادت کی خبر خود اللہ کے رسول دے رہے ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ ڈاکٹر اقبال کے سامنے ایک جرمنی کے پروفیسر نے یہ روایت

پڑھی اور پڑھنے کے بعد کہا تھا۔ ”کہ کبھی کبھی انسان کا دماغ جو عجائب کا مجموعہ ہوتا ہے ایسی

کیفیتیں پیدا کر دیتا ہے۔ لوگ اپنے نبی سے اتنے ڈرتے تھے، ان کی اتنی ہیبت تھی دلوں

میں کہ انہوں نے پہاڑ کو لرزاتا ہوا محسوس کیا ہوگا پہاڑ لرزائیں ہوگا۔“

ڈاکٹر اقبال نے کہا! ”تم شاید ایمان کو سمجھتے نہیں ہو۔ کافر ہو، مششرق ہو، تم کیا

جانو کہ ایمان کی طاقت کیا ہے؟ نبی تو نبی آج بھی ان کا امتی اگر ایمان کا کوئی قدم پہاڑ پہ

رکھے تو وہ لرزہ بر اندام ہو سکتا ہے۔“ نبی کی شان تو بڑی عظیم ہوا کرتی ہے۔

وہ دنائے کل، ختم الرسل مولائے کل جس نے

غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر  
وہی قرآن وہی فرقان وہی یسین وہی طہ

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے تمام اختیار کے باوجود، اپنے علم کے باوجود، مستقبل پر گہری نظر رکھنے کے باوجود، تبلیغ کے راستے میں ہر زخم برداشت کیے۔ ہر تکلیف گوارا کی، ہر غم برداشت کیا، ہر کرب کے راستے سے گزرے لیکن ہم بہت آرام سے تبلیغ کرنا چاہتے ہیں، آسائشوں کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اگر دین کا کام بھی کرتے ہیں تو اس سے دنیاوی مفاد ہماری نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے۔ مجھے یاد ہے میں نے ایک صاحب سے کہا ”نماز پڑھیے۔“ انہوں نے پڑھنا شروع کر دی۔ کچھ دنوں کے بعد آ کر کہا۔ ”حضور نماز مجھ کو سہتی نہیں ہے۔“ کیا ہوا؟ تو کہا ”جب سے نماز پڑھی ہے بہت سے نقصانات ہمارے ہو گئے ہیں۔“ میں نے کہا معاذ اللہ! ”کیا تم نماز فائدے کے لیے پڑھتے ہو؟ کیا تم نماز اس لیے پڑھتے ہو کہ تمہارے کاروبار میں برکت ہو جائے؟ ٹھیک ہے نماز پڑھنے سے کاروبار میں برکت بھی ہو جائے گی مگر نماز بندگی ہے تجارت نہیں ہے۔ تم اپنے اللہ سے تجارت کرنا چاہتے ہو ہر کام میں اپنا ذاتی اور مادی فائدہ دیکھنا چاہتے ہو۔“

اللہ کے رسول تاجدارِ دو عالم ﷺ کی تبلیغی اور داعیانہ زندگی کا یہ عالم ہے کہ وہ چاہتے تو اپنے لیے سب کچھ جمع فرما لیتے۔ لیکن اپنے لیے انہوں نے غربت پسند فرمائی، صرف اپنے ہی لیے نہیں اپنی آل کے لیے بھی، اپنے گھر والوں کے لیے بھی۔ آپ اندازہ کریں کہ وہ ذات جس کے اشارہ پہ قیصر و کسریٰ کی توانائیاں بعد میں سرنگوں ہونے والی تھیں، جس کے دروازے پر دنیا بھر کا سرنا یہ جمع کیا گیا تھا جو ہر روز ضرورت مندوں میں اپنی عطا اور اپنی عنایات بانٹتے تھے۔ انہوں نے اپنے گھر والوں کو ہمیشہ صبر و شکر کی تلقین کی، ہمیشہ صبر کی تعلیم دی۔

## سیدۃ النساء خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا سوال

اللہ کے رسول سرور عالم ﷺ کسی غزوہ سے واپس آنے کے بعد مال غنیمت تقسیم کر رہے ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ نے جناب فاطمہ الزہراء سے کہا۔ ”جاؤ اور ابا حضور ﷺ سے کہو کہ آپ میرے ہاتھ دیکھئے ہاتھوں میں کام سے چھالے پڑ گئے ہیں، محنت کے نشانات ہیں مجھے کوئی خادمہ عطا فرمادی جائے۔“ جناب فاطمہ حضرت علیؑ کے کہنے سے روانہ تو ہوئیں لیکن دروازے پہ آ کر جرات نہیں ہو سکی کہ وہ کہہ سکیں، کھڑی ہیں۔ اللہ کے رسول تاجدار دو عالم ﷺ پوچھتے ہیں۔ ”فاطمہ کیسے آئی ہو آپ؟“ کیا کہنا چاہتی ہیں؟ لبوں پہ جے ہوئے سوال کے اظہار کی طاقت اب بھی نہیں پارہی ہیں آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا۔ ”فاطمہ کیا بات ہے؟“ غمزہ ہو۔ کہا کہ ”یا رسول اللہ ﷺ مجھے علیؑ نے بھیجا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ تم اپنے ہاتھوں کے زخم، ہاتھوں کے چھالے، اپنے ابا حضور کو دکھاؤ سب کو تقسیم فرما رہے ہیں تمہیں بھی کچھ عطا فرمادیں۔“ تو اللہ کے رسول تاجدار دو عالم ﷺ نے فرمایا فاطمہ سنو۔ ”ابھی میں تمہیں کچھ نہیں دے سکتا۔ ابھی تو بدر کے یتیموں کا حق نہیں ادا کیا جاسکا ہے۔ جاؤ تم ۳۳ تینتیس مرتبہ سبحان اللہ۔ ۳۳ تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔“

وہ فاطمہ جو جنت کی عورتوں کی سردار ہیں، وہ فاطمہ جن کے دامن کرم سے امت نسوان اور طبقہ نسواں کی نجات وابستہ ہے۔

ان کا یہ عالم ہے کہ وہ زندگی کی عشقوں سے محروم کی جا رہی ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ انہیں بہت آسائش کی زندگی دینا پسند نہیں فرماتے ہیں حالانکہ وہ چاہتے تو دے سکتے تھے مگر نہیں کیوں؟ اس لیے کہ اگر ایسا ہوتا تو آج کے اور ٹیلیسٹ اور مستشرقین کا یہ الزام ثابت ہو جاتا کہ پیغمبر نے جو انقلاب برپا کیا تھا وہ ایک خالص ضرورت کا انقلاب تھا۔ پیغمبر نے کچھ بھوکے اور کمزور لوگوں کو جمع کیا اور خوشحال آبادیوں پہ حملے کروائے تاکہ انہیں خوش حال

بنادے لیکن پیغمبر کی زندگی میں اخیر وقت تک ہم نے یہ نہیں دیکھا کہ کوئی خوش حالی آئی ہو۔ اس سے دو سبق ملتے ہیں ایک تو یہ کہ دنیا یہ الزام لگائے گی اور مصطفیٰ ﷺ کے دروازے پہ آ کر خاموش ہو جائے گی اور دوسری بات یہ ثابت ہوگئی کہ جب بھی دنیا کا کام کرنے کے لیے آپ کو آگے بڑھنا پڑے تو خبردار اس راستے کی مشقتوں اور تکلیفوں سے گھبرامت جائیں یہ تو آل رسول ﷺ کی سنت ہے، یہ تو صحابہ کرام کا مزاج ہے، یہ تو دین کا کام کرنے والوں کا مشن ہے۔ دین کے کام میں یہ تکلیف برداشت کرنا پڑے گی۔ یہ زخم جھیلنے پڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر خادم دین کو فراخی رزق اور عشرتوں سے نوازے لیکن اگر اس راستے میں تکلیف آتی ہے تو نہ اپنے رب سے شکوہ کیا جائے، نہ حالات سے، نہ ماحول سے اور نہ دنیا والوں سے۔

اللہ کے رسول تاجدار دو عالم ﷺ کا یہ عالم ہے کہ جب وصال فرمانے کا زمانہ قریب آیا تو ایک روز اپنے گھر سے باہر نکلے چہرے پہ اضطراب تھا جیسے بہت پریشان ہوں۔ ہاتھ میں کوئی چیز موجود تھی رات ہو چکی تھی جناب بلال کو بلایا اور کہا ”بلال! یہ سونے کے چند ٹکڑے ہیں اسے لے جاؤ اور مدینے کے غریبوں میں تقسیم کر دو۔ میں نہیں چاہتا کہ میں اپنے رب کی بارگاہ میں اس حالت میں پہنچوں کہ میرے گھر میں کوئی دولت رہ جائے سونے کا کوئی ٹکڑا رہ جائے۔“

اللہ کے رسول ﷺ کی یہ زندگی، یہ تعلیم دراصل یہ بتاتی ہے کہ جب ایک آدمی کے سامنے اس کا ایک بلند مقصد ہو، عظیم نصب العین ہو تو اس نصب العین کو پانے کے لیے اسے ہر طرح کی تکلیف، ہر طرح کا زخم برداشت کرنا چاہیے۔ دولت، سرمایہ، دنیاوی وجاہتیں یہ ساری چیزیں دراصل اس نصب العین سے بلند نہیں ہو سکتیں جو اس نے اپنی زندگی کا مقصد بنایا ہے۔ تبلیغ یعنی اللہ کے رسول ﷺ کے دین کی دعوت، سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کے نظام کو پھیلانے کی تمنا اور اسلامی اقدار، روایات کو عام کرنے کا جذبہ، یہ وہ جذبہ ہے کہ جب کسی مومن کے دل میں پیدا ہو جائے تو یہی سب سے بڑی دولت ہے اور یہی سب سے بڑی طاقت ہے۔

# عید میلاد النبی ﷺ

لفظ میلاد "ولادت" سے ہے اور عید سے مراد خوشی ہے اور عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی منانا ہے۔ کچھ لوگ اسے بدعت قرار دیتے ہیں اس بنا پر کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں نہیں منائی گئی۔ اس طرح بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں موجود نہیں تھیں بعد میں اجماع سے عمل میں آئیں لیکن ہم اس کتاب میں یہ ثابت کر دیں گے کہ ولادت نبوی ﷺ کی خوشی نہ صرف اللہ تعالیٰ نے منائی بلکہ دور نبوت صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے دور میں بھی منائی گئی۔ پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم اس ذات اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت پر عید کیوں نہ منائیں جن کی بدولت ہمیں دو عیدیں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) اور راہ ہدایت اور صراطِ مستقیم نصیب ہوئی۔

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ موجودہ دور میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجاز (مکہ مدینہ) اور تمام عرب میں نہیں منائی جاتی، ان کے علم کے لئے عرض ہے کہ اسلام چودہ سو سال قبل آیا تھا اور موجودہ دور جس کا تذکرہ یہ لوگ کرتے ہیں دوسری جنگِ عظیم کے بعد اور خلافتِ عثمانیہ کے زوال کے بعد 70 یا 80 سال قبل شروع ہوا۔ خلافتِ عثمانیہ تک نہ صرف مکہ اور مدینہ بلکہ سارے عالم اسلام میں عید میلاد النبی ﷺ بڑی عقیدت و احترام سے منائی جاتی رہی ہے۔ یہ کوئی خود ساختہ اور گھڑا

ہوا افسانہ نہیں ہے بلکہ حقائق کے ساتھ تاریخ کے صفحات پر موجود ہے۔ اس کتاب کا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں بلکہ حق کو پیش کرنا ہے کیونکہ حدیث نبوی ﷺ ہے کہ: ”جو حق بات کہنے سے ڈرا وہ گونگا شیطان ہے۔“ قرآن و حدیث اکابرین حق کے اقوال سے اور تاریخی طور پر یہ ثابت ہے کہ خلافت عثمانیہ تک عالم عرب میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی شان و شوکت سے منائی جاتی رہی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے ہی دنیا کو دولت ایمان اور ہدایت و رحمت نصیب ہوئی دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں و رحمتیں آپ ﷺ ہی کی وجہ سے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کو تمام جہانوں کے لئے رحمت اور مومنین کے لئے انعام و احسان فرمایا ہے۔

## عالم ارواح میں میلاد پاک

میلاد کا سب سے پہلا اجتماع عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے خود منعقد فرمایا اس اجتماع میں حاضرین و سامعین تمام انبیاء علیہم السلام تھے۔ اس محفل کے انعقاد کا مقصد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت، فضائل اور شمائل کا بیان تھا۔ اس محفل میں تمام انبیاء کرام ﷺ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں عہد لیا گیا اور اس عہد پر انبیاء کرام ﷺ کے ساتھ خود اللہ تعالیٰ کی ذات پاک بھی گواہ بنی۔ قرآن کریم میں نبی اکرم ﷺ کی شان اور عظمت کے بیان کے لیے منعقد کی گئی اس محفل کا بیان ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ (آل عمران 81)

ترجمہ:- اور (اے محبوب ﷺ)! وہ وقت یاد کریں جب اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا کہ جب



میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس وہ (سب پر عظمت والا) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو گے۔ فرمایا! کیا تم نے اقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب (انبیاء) نے عرض کیا ہم نے اقرار کر لیا۔ فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

گویا ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے محفل کا انعقاد سنتِ الہیہ ہے اور سب سے پہلی محفل خود اللہ پاک نے منعقد فرمائی۔

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَأَنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ط (النحل-18)﴾

ترجمہ: اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکو گے۔

مگر کسی نعمت پر احسان نہیں جتلا یا سوائے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک ذات کی نعمت کے۔

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ (آل عمران-164)﴾

ترجمہ: بے شک اللہ پاک نے ان میں ہی سے اپنا رسول بھیج کر مومنین پر احسان کیا ہے۔

کیا اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان کا شکر ہم مسلمانوں پر لازم نہیں ہے؟ یقیناً لازم ہے بلکہ اس عظیم نعمت کا ذکر و شکر، حکمِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَمَّا نِعْمَةَ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (النحل-11)﴾

ترجمہ: اپنے رب کی دی ہوئی نعمت کا تذکرہ کرو۔

اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ مسلمان اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت پر اس کی حمد و ثناء

کریں اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجات و کمالات سے آگاہ ہوں اور جیسے جیسے

لوگ آپ کے درجات و کمالات سے آگاہ ہوں گے آپ ﷺ کے عشق کی آگ دل میں روشن

ہوگی۔

## انبیاء کرام علیہم السلام کے میلاد پر اللہ تعالیٰ کا سلام

اللہ تعالیٰ نے خود انبیاء کرام علیہم السلام کے یوم ولادت پر سلام بھیج کر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترغیب دی ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کے حوالے سے سورۃ مریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ﴾ (سورہ مریم-15)

ترجمہ: (اللہ کی طرف سے) ان (حضرت یحییٰ علیہ السلام) پر سلام ہو ان کے میلاد کے دن۔ یہی الفاظ اور سلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہیں۔

﴿وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَوْمَ وُلِدْتِ﴾ (سورہ مریم-33)

ترجمہ: مجھ پر سلام ہو میرے میلاد کے دن۔

## ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جشن میلاد

اللہ تعالیٰ نے خود ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر بزم کائنات میں جشن کا سماں پیدا فرمایا

تاکہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی اور جشن سنت الہیہ قرار پا جائے۔ مختصر بیان کیا جاتا ہے۔

- 1- ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ستاروں کو نیچے اتار کر دنیا میں چراغاں کیا گیا۔
- 2- مشرق و مغرب تک پوری زمین بقعہ نور بنا دی گئی حتیٰ کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے شام کے محلات تک دیکھ لیے۔
- 3- آسمان اور جنت کے سب دروازے کھول کر عالم بالا کو خوشبوؤں سے مہکا دیا گیا۔
- 4- مشرق و مغرب اور کعبہ کی چھت پر پرچم لہرا دیئے گئے۔

- 5- ستر ہزار حوران بہشت کو استقبال کے لئے فضا میں نیچے اتارا گیا اور ان میں سے کئی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر مامور کی گئیں۔
- 6- ہزار ہا فرشتوں کو بھی استقبال پر مامور کر دیا گیا۔
- 7- جنتی پرندے بھی استقبال کیلئے نیچے اتار دیئے گئے۔
- 8- وقتِ ولادت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو مبارکبادی کا جنتی مشروب پلایا گیا۔
- 9- شبِ ولادت قریش مکہ کے سب جانوروں کو بھی میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کے اظہار کے لئے زبان دے دی گئی۔
- 10- شبِ ولادت تمام ملائکہ امر الہی سے نیچے اتر کر ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے۔
- 11- یومِ میلاد سورج کو بھی غیر معمولی نور سے نوازا گیا۔
- 12- وقتِ ولادت پہاڑوں، دریاؤں اور سمندروں نے بھی اپنے اپنے حال میں خوشیاں منائیں، پہاڑوں کی چوٹیاں معمول سے زیادہ بلند ہو گئیں دریاؤں اور سمندروں کی سطح تہج کے ساتھ خاصی اونچی ہو گئی اور سمندری مخلوق نے بھی ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔
- 13- ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی میں باری تعالیٰ نے سال بھر عرب کی عورتوں کو بیٹے عطا فرمائے تاکہ اس سال جاہلیتِ عرب کے ظالمانہ دستور کے مطابق کوئی بیٹی ناحق قتل نہ ہو۔
- 14- میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی میں عرب کے درخت پھلوں سے لاد دیئے گئے، سوکھے ہوئے کھیت ہرے بھرے ہو گئے اور قحط کو ہریالی و شادابی سے بدل دیا گیا۔
- 15- شبِ میلاد آسمانوں پر زبرد اور یاقوت کے مینار بنا کر روشن کئے گئے جو شبِ معراج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائے گئے اور بتایا گیا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی رات سے روشن ہیں۔
- 16- شبِ میلاد جنت میں نہر کوثر کے کناروں پر ستر ہزار عطر بیز درخت اگائے گئے اور انہیں پھلوں سے لادا گیا۔

## احادیث مبارکہ میں تذکرہ میلاد

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھ کر مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کے درجات و کمالات کا تذکرہ کر رہے تھے۔ ایک نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ تھے دوسرے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا اور کہا وہ کلیم اللہ تھے تیسرے نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ وہ روح اللہ تھے ایک نے حضرت آدم علیہ السلام کو صغی اللہ کہا۔ اتنے میں حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا جو کچھ تم نے کہا میں نے سن لیا وہ سب درست ہے اور میرے بارے میں سن لو!

ترجمہ: میں اللہ کا حبیب ہوں اور اس پر فخر نہیں۔ (مشکوٰۃ الصالح)

غور کیا آپ نے؟ یہ محفل میلاد نہیں تو اور کیا ہے اگر ایسی محافل جائز نہ ہوتیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منع فرمادیتے۔ محافل میلاد کی دوسری اصل، حدیث رسول میں موجود ہے آپ ﷺ کی آمد پر خوشی کا اظہار کرنا ایمان کی علامت ہے۔ جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور خدام راستوں پر پھیل گئے سب لوگ نعرے لگا رہے تھے یا محمد رسول اللہ یا محمد رسول اللہ (مسلم 419/2) قبیلہ بنو نجار کی بچیاں دف بجا کر نعت پڑھ رہی تھیں (طلع البدن علینا) ہم پر چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا اثنیات کی پہاڑیوں کی طرف سے۔ ہم پر اس نعمت کا شکر منانا واجب ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر خوشی کا اظہار فرمایا۔

ایک اور روایت صحیح بخاری شریف میں منقول ہے کہ ابو لہب کی لونڈی ثوبینہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری ابو لہب کو سنائی تو اس نے انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے لونڈی سے کہا ”جاؤ آج سے تم آزاد ہو“۔ پھر جب وہ حالت کفر میں مر گیا تو ایک مرتبہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے خواب میں آیا اور کہنے لگا کہ تم سے جدا ہو کر میں سخت عذاب سے دوچار ہوں

بس سوموار کے دن اس انگلی سے سیراب کیا جاتا ہوں ( جس کے اشارے سے ثوبیہ کو آزاد کیا تھا)۔ تمام شارحین حدیث کا اتفاق ہے کہ اگر ابولہب جیسا کافر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھتیجا سمجھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی خوشی منائے، تو اسے بھی سیراب کیا جائے، تو اس امتی کی کیا شان ہوگی جو آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کا حبیب ﷺ سمجھ کر میلاد مناتا ہے۔

✽ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے استفسار پر فرمایا اس دن میں پیدا ہوا ہوں اور اس دن مجھ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

معلوم ہوا میلادِ مصطفیٰ ﷺ اور نزولِ قرآن کی مسرت خود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے۔ پھر کتنی ہی محافل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں نعت خوانی ہوئی۔ حضرت حسان بن ثابت، حضرت کعب بن زہیر، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کے مناقب و فضائل آپ ﷺ کی صدارت میں بیان فرمائے۔ آپ ﷺ کے دشمنوں کی تردید کی اور آپ ﷺ نے ان تمام کوانعامات سے سرفراز فرمایا۔ کیا یہ محافل میلاد نہیں تھیں؟ اگر یہ محافل میلاد نہیں ہیں تو پھر اور کونسی محفل میلاد ہوتی ہے؟

✽ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بے شک میرے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے میلاد کا ذکر کرتے رہے۔ (مجمع الزوائد۔ طبرانی، کبیر)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے تعصب سے بالاتر ہو کر دیکھا جائے تو یہ روایت میلاد کی حقانیت پر کتنی صریح ہے۔

✽ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس وقت سے خاتم النبیین ہوں جب کہ آدم علیہ السلام ابھی مٹی اور پانی کے درمیان تھے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں، میں اپنی والدہ کا چشم دید واقعہ ہوں کہ دیگر انبیاء کی طرح میری والدہ نے میری ولادت پر ایک نور دیکھا جس کی روشنی سے ملک شام کے محلات

دکھائی دیئے۔ (مسند احمد، مستدرک، دلائل النبوة)

✽ فرمایا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ کا چشم دید واقعہ ہوں جو انہیں میری پیدائش کے وقت دکھائی دیا ان کے جسم اطہر سے نور نکلا جس کی نورانیت سے بھری کے درو دیوار روشن ہو گئے۔ (المستدرک، سیرت ابن ہشام، طبقات ابن سعد)

ان دو احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ پر اللہ تعالیٰ نے نور سے سارے جہان کو روشن کر دیا اگر کوئی امتی میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے دن چراغاں کرتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی اس سنت پر عمل کرتا ہے۔

## صحابہ کرام کی محفل میلاد

✽ طبرانی، کبیر اور مسند احمد میں حدیث موجود ہے کہ ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جم غفیر موجود تھا آپ ﷺ نے اپنے غلاموں کو اس طرح اکٹھے دیکھا تو فرمایا ما اجلسکم یہ جلسہ کس لئے ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا جلسنا تذکر اللہ و نحمدہ علی هذا نال دینہ و من علینا بک ”ہم اللہ تعالیٰ کے ذکر اور حمد کے لئے بیٹھے ہیں کیونکہ اس نے ہمیں اپنے دین کی ہدایت دی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہم پر احسان فرمایا“ آپ ﷺ نے فرمایا: ان اللہ عزوجل یبأھی بکم الملائکة۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اس عمل پر ملائکہ میں خوشی کا اظہار فرما رہا ہے۔ (طبرانی، مسند احمد)

کیا یہ حدیث میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا پروگرام مرتب کرنے کے لئے اصل نہیں کہ اس نے ہمیں اپنا محبوب عطا فرمایا۔

✽ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک محفل میلاد کی اصل احادیث میں آپ ﷺ کا یہ عمل ہے کہ مدینہ منورہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنی ولادت کی خوشی میں جانور ذبح کیے بعض لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل کو

عقیقہ قرار دیا تھا لیکن امام موصوف اس کا رد کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ عقیقہ تو آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کر چکے تھے اور عقیقہ زندگی میں دوبارہ نہیں کیا جاتا آپ ﷺ کے اس عمل کو اس پر محمول کیا جائے گا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہار کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا۔ یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی ولادت کی خوشی منائی۔

✽ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ملی کہ کسی گستاخ نے آپ ﷺ کے نسب شریف میں طعن کیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا میں کون ہوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا ”آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔“ فرمایا! ”میں عبدالمطلب کے بیٹے عبد اللہ کا بیٹا ہوں، اللہ نے مخلوق پیدا کی ان میں سب سے بہتر مجھے بنایا پھر مخلوق کے دو گروہ کئے ان میں مجھے بہتر بنایا پھر ان کے گھرانے بنائے اور مجھے ان میں بہتر بنایا تو میں ان سب میں اپنی ذات کے اعتبار اور گھرانے کے اعتبار سے بہتر ہوں۔“ (مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود محفل میلاد منعقد فرمائی جس میں اپنا حسب و نسب بیان فرمایا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ محفل میلاد کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس محفل میں ان لوگوں کا رد کیا جائے جو آپ کی بدگویی کریں اور آپ ﷺ سے باطنی اور ظاہری بغض رکھتے ہوں۔

## عید میلاد النبی ﷺ کا اصل طریق

عید میلاد النبی کے مسئلہ پر دو گروہ بن چکے ہیں۔ پہلا گروہ تو وہ ہے جو عید میلاد النبی کا سرے سے ہی منکر ہے اور اسے شرک اور بدعت قرار دیتا ہے اور دوسرا گروہ عید میلاد النبی مناتے ہوئے شریعت کی حد پھلانگ جاتا ہے اور بہت سی غیر شرعی حرکات کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ ہمارے خیال میں ان دونوں گروہوں کا رویہ درست نہیں ہے اور ایک دوسرے کی ضد اور تعصب پر مبنی

ہے۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا جشنِ عید میلاد سے مراد فقط یہ ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر پاک کے لئے شریعتِ مطہرہ کے اندر رہتے ہوئے اجتماع منعقد کرنا، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ مطہرہ کے روشن پہلوؤں کا ذکر کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات اور درجات کا بیان، حقیقتِ محمدیہ ﷺ کا بیان، آپ ﷺ کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت کا تذکرہ، خوشی میں جلوس نکالنا، لوگوں کو شریعتِ مطہرہ سے آگاہ کرنا، اور آپ ﷺ کی شان میں نعت خوانی کرنا اور لوگوں کو حسب استطاعت کھانا کھلانا۔





نبی اکرم ﷺ کے بارے میں دل آویز باتیں سن کر اس کا شوق دیدار بڑھ گیا۔ اس نے اہل یثرب سے اجازت مانگی تاکہ وہ اس شہر محبوب کی گلیوں، بازاروں اور مکانوں کی زیارت کر سکے۔ اجازت ملنے پر وہ شہر میں داخل ہوا۔ پورا لشکر اس کے ساتھ تھا۔ آج وہ فاتح نہیں، مفتوح تھا، بادشاہ نہیں، دلگیر تھا۔ وہ دل گرفتہ جلوس کے ساتھ یثرب کے بازاروں اور گلیوں میں گھومتا رہا۔ اس کے شوق فراواں اور ذوق بے پایاں کا یہ عالم تھا کہ درد سے لبریز اور سوز سے معمور اشعار پڑھنے لگا۔ حتیٰ کہ مورخین بتاتے ہیں کہ اس کے لشکریوں نے یا محمد (ﷺ) یا محمد (ﷺ) کے نعرے لگائے اور حضور پر نور کو یاد کر کے بے حد روئے اور آنسو بہائے۔

## تاریخ عالم میں عید میلاد النبی ﷺ کا پہلا جلوس

یوں معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ عالم میں عید میلاد النبی ﷺ کا یہ پہلا جلوس تھا جو سرور کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت سے ایک ہزار برس قبل اسی شہر میں نکالا گیا جہاں آپ ﷺ تشریف لانے والے تھے اور وہ شہر دارالہجرت بننے والا تھا۔ آقائے نامدار کی ولادت یعنی آمد کی خوشی میں یہ ایسا عظیم الشان جلوس تھا جس کی قیادت اس وقت کا بہت بڑا حکمران کر رہا تھا اور اس کے اکابرین سلطنت، عمائدین اور لشکری عقیدت و احترام کے پھول پچھا اور کرتے دست بستہ اور سر جھکائے اس کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ انسان اس واقعہ سے حیران و ششدر رہ جاتا ہے۔ وہ کیسے مہمان محترم ہیں جن کا جلوس ان کی آمد سے ایک ہزار سال قبل نکالا جا رہا تھا جس میں شاہ و گدا، ادنیٰ و اعلیٰ، امیر و غریب سبھی خلوص دل سے شریک تھے۔

تبع الحمیری نے اس کے بعد یثرب کے سارے شہر کو صاف کرایا۔ عالی شان اور خوبصورت عمارتیں تعمیر کرائیں۔ اس کی خواہش تھی کہ وہ یہیں کا ہو رہے اور یہودی علماء کے ساتھ وہ بھی نبی آخر الزماں ﷺ کا انتظار کرے لیکن امور سلطنت نے یہ خواہش پوری نہ ہونے دی۔

بعض روایات کے مطابق وہ کافی مدت یہاں مقیم رہا لیکن اس کی عدم موجودگی میں یمن میں بغاوت ہو گئی تو اسے بادلِ نخواستہ واپس کوچ کرنا پڑا۔ اس نے اپنی خواہش کی تکمیل کے لیے چار سو علماء کو خوبصورت مکانات بنا کر دیئے اور انہیں گذراوقات کے لیے باغات لگوا کر دیئے اس کے بعد اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا ایک خط بھی دیا جس پر اپنی مہر لگا کر بادشاہ نے اسے صندوقچے میں مقفل کر دیا۔ چابی اور خط وہاں بسائے جانے والے اپنی فوج کے ایک سردار ”شامول“ کے حوالے کر کے اسے سخت تاکید کی کہ اگر اسے نبی آخر الزماں ﷺ کا زمانہ اور دیدار پُر انوار نصیب ہو تو یہ خط بصد احترام نہیں پیش کر دینا اور اگر تمہیں یہ سعادت نصیب نہ ہو سکے تو اپنی اولاد کو تاکید کر دینا کہ وہ نسل بعد نسل وصیت کا سلسلہ جاری رکھے حتیٰ کہ وہ روز سعید آجائے جب وہ پیغمبرِ کامل دنیا و جہاں میں تشریف لے آئیں۔ شاہِ یمن تبع الحمری نے اپنے خط میں لکھا:

”یہ خط حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی جانب ہے جو حضرت عبداللہ کے بیٹے خاتم النبیین اور رسول رب العالمین ہیں۔ تبع بن وردع کی طرف سے۔ اما بعد اے محمد (ﷺ)! میں آپ پر اور آپ کی کتاب پر ایمان لایا جو اللہ نے آپ پر نازل کی۔ آپ کے دین پر اور آپ کی سنت پر بھی ایمان لایا، آپ کے رب پر ایمان لایا جو تمام جہانوں اور تمام چیزوں کا رب اور مالک ہے۔ میں ایمان لایا۔ آپ ﷺ کے رب کی طرف سے ایمان اور اسلام کی جو فضیلتیں نازل ہوئیں میں نے انہیں قبول کیا۔ اگر میں نے آپ (ﷺ) کو پایا تو میں نے نعمت حاصل کر لی اور اگر نہ پاسکا تو آپ میرے لیے قیامت کے دن شفاعت فرمادیجیے اس لیے کہ میں آپ کی اولین امت میں سے ہوں۔ اللہ اس دن مجھے فراموش نہ کیجیے گا۔ میں نے آپ (ﷺ) کی اتباع آپ (ﷺ) کی تشریف آوری اور آپ (ﷺ) کی بعثت سے پہلے کی ہے۔ میں آپ (ﷺ) کی ملت اور آپ (ﷺ) کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر قائم ہوں۔“